MFN
178090

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی

(اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت پر قرآن و سنت کے احکام کا مجموعہ)

ترتیب و تدوین

پروفیسر ڈاکٹر محمود الحسن عارف
سید وقار حسن گیلانی

الکتاب (ٹرسٹ)......لاہور

Marfat.com

M/F N
17 8090

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی

(اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت پر قرآن وسنت کے احکام کا مجموعہ)

Marfat.com

ترتیب وتدوین

پروفیسر ڈاکٹر محمود الحسن عارف
سید وقار حسن گیلانی

الکتاب (ٹرسٹ)......لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی)

مولفین : ڈاکٹر محمود الحسن عارف ❖ سید وقار حسن گیلانی

ناشر : الکتاب ٹرسٹ، لاہور

باراوّل : رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ/ستمبر ۲۰۰۸ء

باردوم : محرم الحرام ۱۴۳۱ھ/جنوری ۲۰۱۰ء

تعداد : ایک ہزار

طابع : ......

برائے رابطہ:

پروفیسر ڈاکٹر محمود الحسن عارف

hassanarif5@hotmail.com

0333-4264719

سید وقار حسن گیلانی

abawaqassayed@yahoo.com

الکتاب ٹرسٹ: معرفت اقراء دار الاطفال 153/A جناح کالونی سمن آباد، لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ. (آل عمران ۳۲،۳۱/۳)

(اے محمد لوگوں سے کہہ دو) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ (بھی) تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

کہہ دو تم اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ پھر اگر وہ منہ پھیر لیں تو (آپ بتادیں) کہ اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ ادراک

الحمد للہ رب العالمین o والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین o اما بعد.......

دورِ حاضر میں...اسلام اور مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، ہر آنے والا دن گزرے ہوئے دن کے مقابلے سخت سے سخت تر اور شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا ہے، اور مسلمانوں کی ابتلاء روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ جن کا نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ میں ذکر آیا ہے، کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ بندہ صبح کو مومن تو شام کو کافر ہو گا اور شام کو مومن تو صبح کو کافر ہو گا۔ ان حالات میں کچھ لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے خود کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے اور وہ لہروں کے رُخ پر طوفان کی سمت تیزی سے تیرتے ہوئے چلے جا رہے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو طوفان میں اپنی اور دوسرے مسلمانوں کی ناؤ سنبھالنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں.......

زیرِ نظر کتاب کے مؤلفین.....بھی اسی آخری طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، جنہوں نے اس کتاب میں ایسی آیات مبارکہ اور ایسی احادیث مقدسہ کو جمع کر دیا ہے، جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت پر زور دیا گیا ہے۔ اسی طرح اسلام کے دوسرے احکام و مسائل کو بھی خصوصاً عہد حاضر میں مسلمان عورت کے کردار اور احکام پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے،

میں کتاب کے دونوں مؤلفین جناب ڈاکٹر محمود الحسن عارف، اور جناب سید وقار الحسن گیلانی کو اس خوب صورت کتاب رقم کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان حضرات کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور امت کے لئے نفع کا ذریعہ بنائے۔

میرے خیال میں یہ کتاب ہر مسلمان گھرانے کی ضرورت ہے.........

(حافظ فضل الرحیم)

تاریخ: ۱۰ جنوری ۲۰۱۰ء   نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی

حسنِ ترتیب

حرف ادراک	۴
حرفِ شیریں	۱۱
مقدمہ	۱۳
۱۔ نبوت ورسالت کے اغراض ومقاصد	۱۴
۲۔ آنحضورؐ کی تمام دنیا کے لیے بعثت کا مقصد	۱۵
۳۔ آنحضور ﷺ کی سنتوں کے ساتھ وفاداری	۱۷
۴۔ مقصد تصنیف	۱۷
باب اوّل: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی غیر مشروط اطاعت کا فلسفہ	**۲۱**
۱۔ آنحضور ﷺ کی اطاعت کیوں؟	۲۲
۲۔ نبیؐ کی اطاعت نفع ونقصان سے بالاتر ہو کر کی جائے (نیز احکام ابوا)	۲۴
۳۔ وراثت کے معاملات میں......احکام رسول کی پیروی کرو	۲۶
۴۔ حکمرانوں کی اطاعت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے مشروط ہے	۲۸
۵۔ پیغمبر کی نافرمانی، بہت بڑے نقصان کی علامت ہے	۲۹
۶۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے انبیاء کے ساتھ ہوں گے	۲۹
۷۔ قرآن ہی کی طرح نبی کی احادیث کی حفاظت کا وعدہ	۳۰
۸۔ آنحضور ﷺ کے طریقوں پر چلنے والا اللہ کی پکار سننے والا ہے	۳۲
۹۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت باہمی جھگڑوں سے بالاتر ہے	۳۳
۱۰۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور اہل ایمان	۳۵
۱۱۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت نہ کرنے والے منافق ہیں	۳۶

Marfat.com

۱۲۔ نبی علیہ السلام کی نافرمانی کی صورت میں اعمال کا ضیاع ۳۷
۱۳۔ رسول کے ذمہ صرف ابلاغ (Communication) کے بعد ہر شخص خود ذمہ دار ۳۷
۱۴۔ نبی کا اسوۂ حسنہ ۳۹
خلاصہ بحث ۴۰
باب دوم: حدیث وسنہ کا تشریعی مقام ومرتبہ ۴۱
۲۔ عصر حاضر میں حدیث اور سنت کے بارے میں ہونے والے مباحث اور ان کا پس منظر ۴۲
(الف) احکام اسلامی کا سرچشمہ ۴۳
(ب) قرآن کریم کی توضیح وتشریح ۴۴
(د) نبی علیہ السلام کا قانون سازی اور قانون اسلامی کی تشریح کا حق ۴۶
خلاصہ بحث ۴۷
باب سوم: سنت نبوی اور مختلف فرقے اور مسالک ۴۸
۲۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین کا طریقہ کار ۵۰
(۲) مختلف اسلامی فرقوں کا تعارف: ۵۱
(۱) حنفیہ: ۵۱
۲۔ مالکیہ: ۵۲
۳۔ شافعیہ: ۵۲
۴۔ حنبلیہ: ۵۳
(۳) دوسرے فرقے اور مسالک ۵۵
(۴) پیر امر شد وشیخ کی پیروی ۵۶
خلاصہ بحث ۵۷
باب چہارم: بدعت پرستی سے اجتناب ۵۸
۱۔ حد سے بڑھی ہوئی جہالت ۶۱
۲۔ خواہشات نفس کی پیروی ۶۱
۳۔ دوسروں کی اندھی تقلید ۶۳
۴۔ باطل پرستی کا رجحان ۶۲

Marfat.com

خلاصہ بحث	۶۵
باب پنجم: مسلمان عورت: قرآن اور سنت کی روشنی میں	۶۶
۱۔ بیویوں سے حسن سلوک سیرت طیبہ کی روشنی میں	۶۷
۲۔ بحیثیت ماں عورت کا خصوصی ادب اور احترام	۶۹
۳۔ مسلمان عورت کے حجاب کا مسئلہ	۷۰
۴۔ نگاہیں نیچے رکھنے کا حکم	۷۱
۵۔ مسلمان عورت کا لباس	۷۲
۶۔ خاندان میں عورت کا کردار	۷۴
۷۔ عورت کا زیور: شرم وحیا	۷۶
۸۔ بدنظری سے اجتناب	۷۸
۹۔ بامر مجبوری یا ضرورت کے وقت عورت کو دیکھنا یا چھونا	۷۹
۱۱۔ غض بصر کا حکم اور اس کی مصلحتیں	۸۱
۱۲۔ چادر اور چار دیواری کا احترام	۸۳
۱۳۔ مسلمان عورت اور مہمان کی ضیافت	۸۵
۱۴۔ عورت کے لیے سوئمنگ پول وغیرہ کا استعمال	۸۶
۱۵۔ عورت کے مالی حقوق	۸۶
۱۶۔ اسلام میں عورت کی ملازمت کا مسئلہ	۸۷
۱۷۔ عورتوں کے بناؤ سنگھار کا مسئلہ	۸۸
۱۸۔ عورت کن کن لوگوں کے سامنے بلا حجاب آسکتی ہے؟	۹۲
۱۹۔ عورت اور جرم وسزا	۹۳
۲۰۔ عورتوں پر گھریلو تشدد	۹۴
۲۱۔ نکاح وطلاق میں عورت کا اختیار	۹۶
۲۲۔ عورت کا مقام...... مذہبی دنیا میں	۹۸
۲۳۔ مرد کے لیے ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت	۱۰۰
۲۴۔ عورت تعلیمی میدان میں	۱۰۱

Marfat.com

۲۵۔ عورت میدان سیاست میں ۱۰۲
۲۶۔ عورتوں کے حقوق کا مسئلہ ۱۰۳
۲۷۔ اختتام ۱۰۴
باب ششم: والدین کی خدمت واطاعت قرآن وسنہ کی روشنی میں ۱۰۵
۲۔ والدین کی وفات کے بعد ان کے حقوق کی ادائیگی ۱۰۸
۳۔ اولاد کی ذمہ داریاں ۱۱۰
۴۔ والدہ کے حقوق کا تقدم ۱۱۲
۵۔ والدین کی اجازت کے بغیر جہاد میں حصہ لینا ۱۱۳
۶۔ غیر مسلم والدین کی خدمت ۱۱۴
۷۔ والدین کے حقوق......اولاد کی شادی کے بعد ۱۱۶
۸۔ بڑھاپے اور ضرورت کے وقت ان کی امداد ۱۱۶
۹۔ حضرت اویس قرنیؓ کا قصہ ۱۱۷
باب ہفتم: ظالمانہ طور پر کسی کو ناحق قتل نہ کرو ۱۱۹
۱۔ انسانی قتل کی سزا ۱۲۰
۲۔ انسانی قتل کی حرمت ۱۲۱
۳۔ دوران جنگ مشتعل ہو کر قتل کرنا ۱۲۴
حضرت اسامہ بن زیدؓ کا واقعہ ۱۲۴
۴۔ انسانی قتل کبیرہ گناہ ہے ۱۲۵
۵۔ مسلمان کو دھمکانے کے لیے اسلحہ اٹھانے والا ۱۲۶
۶۔ قتل کی سزا: قصاص ۱۲۶
۶۔ خودکش حملے اور اسلام ۱۲۷
باب ہشتم: اسلام کے ارکان خمسہ ۱۲۹
۱۔ اسلام کا رکن اول ۱۲۹
۲۔ دوسرا رکن......نماز ۱۳۰
(ب) نماز پنجگانہ کی فرضیت ۱۳۱

Marfat.com

(ج) نماز: بہنے والا ایک دریا	۱۳۱
(د) نماز با جماعت ادا کرنا	۱۳۲
(ہ) صفوں کی درستگی	۱۳۳
۳۔ اسلام کا تیسرا رکن: زکواۃ	۱۳۴
(۲) اسلام میں خیرات اور صدقہ کی وسعت	۱۳۷
۴۔ چوتھا رکن صوم (روزہ)	۱۳۹
۵۔ پانچواں رکن حج بیت اللہ	۱۴۱
باب نہم: ایمانی عقائد	۱۴۱
(۱) توحید باری تعالیٰ	۱۴۱
(الف) اللہ تعالیٰ کو......اس کی ذات اور صفات میں ایک ماننے کا حکم	۱۴۲
(ب) اللہ تعالیٰ پر ایمان کے تقاضے	۱۴۳
۱۔ اسلام کے ارکان خمسہ کو ماننا اور ان پر عمل کرنا	۱۴۳
۲۔ عقیدہ توحید کے انسانی زندگی پر اثرات	۱۴۵
۳۔ انسانی زندگی کے مقاصد کی تکمیل	۱۴۶
(۲) عقیدہ رسالت	۱۴۸
(ب) نبی اکرم ﷺ کی عالمگیر اور آفاقی نبوت کا عقیدہ	۱۴۹
(ج) ختم نبوت	۱۵۰
(۳) عقیدہ کتب سماویہ	۱۵۰
(۴) عقیدہ ملائکہ	۱۵۱
(۵) عقیدہ آخرت	۱۵۲
(۶) عقیدہ تقدیر (تقدیر پر ایمان رکھنا)	۱۵۳
باب دہم	۱۵۵
خلاصہ مباحث اور زندگی سنوارنے کی چند تجاویز	۱۵۵
توبہ و استغفار	۱۶۴

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ شیریں

حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے:

بمصطفی برساں خویش را کہ دین اوست
وگر با بر و نر سیدی تمام بولہبی است

اللہ تعالی نے ہمیں جو قیامت تک رہنے والا، ساری دنیا کو رشد و ہدایت کی روشنی عطا کرنے والا، دنیا کی تاریکیوں کو دور کرنے اور دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی عطا کرنے کی ضمانت دینے والا، کامل و مکمل اور سچا دین عطا کیا ہے اس کی اساس اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و اتباع پر ہے، یہ اطاعت جتنی سچی، جتنی حقیقی اور جتنی ہمہ گیر ہوگی، اتنی ہی اللہ تعالی اور اس کے رسول کی محبت و شفقت ہمیں حاصل ہوگی۔

سچ پوچھیے، تو دین اسی کا نام ہے، کہ بندہ خود کو اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت و اتباع میں لگا دے...... انہی کے احکام کو مانے، انہی کے بتائے ہوئے روشن وتاباں راستوں پر چلے اور انہی کے در دولت سے وابستہ رہے۔

لیکن دوسری طرف ہمارے دور میں اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت کا جذبہ کمزور پڑتا جا رہا ہے، لوگ اللہ تعالی کے بتائے ہوئے اور اس کے پیغمبر ﷺ کے لائے ہوئے طریقوں سے دور ہٹتے جا رہے ہیں اور دین اسلام کے نت نئے ایڈیشن تیار ہو رہے ہیں......اور ہر شخص اپنی مرضی کا دین اختیار کر کے اسی کو اپنی کامیابی کی ضمانت سمجھتا ہے۔

نت نئی باتیں ایجاد کر کے دین اسلام سے منسوب کی جا رہی ہیں اور لوگوں کو دین

کے نام پر گمراہ کیا جا رہا ہے۔ اُن حالات میں محبّ مکرم سید وقار حسن گیلانی کی طرف سے عرصہ دراز سے یہ تقاضا تھا کہ اس نوع کی ایک کتاب تیار کی جائے جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر قرآن وسنہ کا نکتہ نظر پیش کیا جائے۔

بحمد اللہ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ ستمبر ۲۰۰۸ء کی پر لطف ساعتوں میں یہ کام مکمل ہو گیا ہے اور اب یہ کام آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے۔

یہ کتاب دو حصوں میں تیار کی جا رہی ہے، اردو اور انگریزی میں...... تا کہ اسلام کی آفاقیت کی ان لوگوں تک بھی آواز پہنچائی جا سکے جو اردو سے نابلد ہیں۔

ہمیں امید ہے، کہ الکتاب ٹرسٹ کی سابقہ کتاب (یا ایھا الذین آمنوا) ہی کی طرح یہ کتاب بھی قارئین میں مقبولیت حاصل کرے گی، اس کتاب کی تصنیف و تالیف میں جن جن حضرات نے تعاون کیا، ہم ان سب کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

آخر میں قارئین سے التماس ہے کہ وہ ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور الکتاب ٹرسٹ کے مقاصد کے حصول کے لیے ہماری سرپرستی فرمائیں.

مخلص

(پروفیسر ڈاکٹر محمود الحسن عارف)

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

۱۸- ستمبر ۲۰۰۸ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ○ (الانعام،۶/۱)

دین کیا ہے؟

دین نام ہے مکمل طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دینے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھنے اور ان پر ایمان لانے کا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل، مکمل اور غیر مشروط اطاعت کرنے کا۔

اپنے روزمرہ کے مسائل و معاملات میں قرآن و سنہ سے رہنمائی لینے کا۔

یہی اسلام اور یہی دین ہے...... قرآن کریم میں ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران،۳/۳۱)۔

اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

اس کے برعکس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بجائے، دوسروں کی اندھی تقلید انسان کو دین سے دور...... اور بندے کی عقل اور اس کے فہم و شعور کو ختم کر دیتی ہے، حالانکہ عقل و شعور وحی الٰہی کے بعد انسانی زندگی کے لیے روشنی کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ ہے...... یہ روشنی اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عطا کی ہے، لیکن زیادہ تر لوگ اس روشنی کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں...... اور اندھیروں میں بھٹکتے رہتے ہیں...... اس روشنی (عقل)

Marfat.com

کی رہنمائی اور اس کو راہِ راست پر رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کا سلسلہ قائم کیا..... قرآن کریم میں ہے:

وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ. (فاطر، ۳۵/۲۴)۔ اور ہر ایک امت میں کوئی ہدایت کرنے والا گذر چکا ہے۔

اسی طرح انبیاء کی بعثت کا مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی دعوت دینا تھا۔ فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ. (النسآء، ۴/۶۴)۔ اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا، اس لیے بھیجا تا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی طاعت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی صحیح، حقیقی اور اصلی اسلام ہے اور ہمیشہ سے یہی ایک اسلام رہا ہے..... کبھی اس کے علاوہ کوئی اور اسلام ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ. (آل عمران، ۳/۱۹)۔ اور بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

اور یہ دین اسلام..... یعنی زندگی گزارنے کا ''سچا اور صحیح راستہ'' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اقدسؐ پر کامل ایمان لانے ..... قرآن و سنہ کے احکام اور حضور اقدس ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے اسوہ کے مطابق زندگی گزارنے کا نام ہے۔

۱۔ نبوت و رسالت کے اغراض و مقاصد

حق تعالیٰ نے ہر دور میں انبیاء علیہم السلام اور رسولوں کو مبعوث کیا، جن کو دنیا میں بھیجنے کی غرض اور اس کا مقصد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اپنی زندگی کو احکام الٰہی کے مطابق ڈھالنے کی طرف دعوت دینا تھا۔

قرآن کریم میں انسانی زندگی کے مقاصد میں سب سے بڑا اور سب سے عظیم مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ تمام انسان اور جنات اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، فرمایا:

Marfat.com

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات، ۵۱/۵۶)۔ اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا گیا، کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت کرنے کا مفہوم یہ ہے، کہ...... اس کا حکم مانا جائے اور اس کی غیر مشروط اور لامحدود اطاعت کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل:۱۶/۳۶)۔ اور ہم نے ہر ایک امت میں رسول بھیجا، یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت (شیطان) سے بچو۔

طاغوت ایک وسیع المعانی لفظ ہے...... جس کا مادہ ط۔غ۔ی (طغی طغیاً) ہے...... جس کے معنی سرکشی اور نافرمانی کے ہیں، شیطان، یا طاغوت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے انحراف اور منہ موڑنے' دنیا میں اپنی مرضی اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق جینے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا...... دوسری اشیاء مثلاً شیطان، سورج، چاند ستارے، بت، اولیاء اور قبریں اور مزارات وغیرہ...... کی عبادت کرنے' اور دوسروں کے مال ناجائز اور حرام طریقے سے ہتھیانے کا...... اور دوسرے غلط اور ناجائز کاموں کا' اور شیطان یہ کوشش کرتا ہے کہ لوگوں کو وسوسے کے ذریعے بہکائے اور انہیں غلط راستے کی ترغیب دے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو شیطان یا طاغوت کے اثر سے بچائیں۔

۲۔ آنحضورؐ کی تمام دنیا کے لیے بعثت کا مقصد

اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت کے تحت مختلف زمانوں میں انبیائے کرام تشریف لاتے رہے، جو اپنی اپنی قوموں اور اپنے اپنے علاقوں کی طرف مبعوث ہوتے تھے...... پھر جب انسانی عقل وشعور اور انسانی علم اس حد تک پہنچ گیا، کہ وہ سب سے بڑے درجے کی رسالت ونبوت کو سمجھ سکے تو...... اللہ تعالیٰ نے...... آنحضور ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے نبی بنا کر مبعوث کر دیا، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف، ۷/ ۱۵۸)۔	(اے محمد) کہہ دیجیے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں۔

یوں حق تعالیٰ نے آپ کی اطاعت ساری دنیا پر فرض کر دی، چنانچہ اب تمام انسانوں لیے...... آنحضور...... ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کے سوا کوئی ذریعہ نجات نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات تک رسائی اور اس کی منشا جاننے کا کوئی اور راستہ ہے۔ ارشاد ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر، ۵۹/ ۷)۔	سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔

اسلام کے تمام احکام کی بنیاد قرآن کریم اور احادیث نبویہ پر ہے...... اور یہ دونوں نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں...... رسالت مآب ﷺ کے ذریعے عطا ہوئی ہیں ...... قرآن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے زیادہ معزز و محترم فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے آنحضور ﷺ پر نازل فرمایا اور آنحضور ﷺ نے اُسے لوگوں تک پہنچایا ...... ارشاد ہے:

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (ابراہیم، ۱۴/ ۱-۲)۔	الٓر (یہ) ایک (پرنور) کتاب (ہے) اس کو ہم نے تم پر اس لیے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ (یعنی) ان کے پروردگار کے حکم سے غالب اور قابلِ تعریف (خدا) کے رستے کی طرف۔

یہاں ''نور'' سے مراد...... ہدایت اور اس کی سمجھ بوجھ ہے...... حضرت معاویہؓ نے ایک مرتبہ خطبے کے دوران بیان کیا، کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ یہ فرما رہے ہے

''جس سے اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتا ہے، اُسے دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے اور میں تو

Marfat.com

تقسیم کرنے والا ہوں اور بے شک اللہ ہی عطا کرنے والا ہے اور یاد رکھو! کہ یہ قوم سیدھی راہ پر قائم رہے گی اور انہیں وہ شخص جو ان کی مخالفت کرے گا یا دوسرے راستے پر چلے گا نقصان نہیں پہنچا سکے گا، جب تک قیامت قائم کرنے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا نہیں ہو جاتا''

(البخاری، ۱۳/۲۹۳/۱۳، کتاب ۹۶، باب ۱۰، حدیث ۷۳۱۲)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا واحد مقصد یہ ہے کہ آپ دنیا میں رشد و ہدایت کے سلسلے کو عام کریں اور دنیا کو...... مخلوق کے بجائے خالق کائنات کی عبادت اور اس کی اطاعت کے زیور سے سجائیں۔

۳۔ آنحضور علیہ کے ساتھ وفاداری

جہاں تک آنحضور علیہ کے طریقے اور آپ کی سنتوں کا تعلق ہے، تو ہر مسلمان کو، چاہیے کہ وہ خود کو ان کے مطابق ڈھال لے اور ان پر عمل کے لیے مستعد رہے، اس لیے کہ قرآن کریم میں بتایا گیا ہے، کہ آنحضور علیہ کی حیات طیبہ میں آپ علیہ کا کوئی فعل بھی اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے سرزد نہیں ہوا، بلکہ...... آپ کے ہر عمل اور ہر قول کا محرک اور اس کا ماخذ و مصدر...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترنے والی وحی تھی، جو آپ کے اوپر مسلسل اترتی رہی...... اسی لیے قرآن حکیم اور نبی اکرم علیہ کی سنت مبارکہ ہی دو ایسے ذریعے ہیں جن کے ذریعے ہم اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی منشا جان سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (آل عمران، ۳/۳۱)۔

۴۔ مقصد تصنیف

الکتاب (ٹرسٹ) کی جانب سے کتاب 'اے ایمان والو' کے بعد، جسے ہر طبقہ فکر کے لوگوں نے بے حد پسند کیا، یہ دوسری کتاب پیش کی جارہی ہے، جس میں...... سابقہ کتاب ہی کی طرح صرف اور صرف قرآن مجید اور نبی اکرم علیہ کی احادیث مبارکہ سے

Marfat.com

استفادہ کیا گیا ہے، اس کی تصنیف کا مقصد یہ ہے...... کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری کے عنوان پر...... قرآن حکیم اور احادیث نبویہ کے احکام کو یکجا کر دیا جائے تا کہ...... نئی نسل...... اس بارے میں قرآن اور سنہ کے احکام کو سمجھ کر ان لوگوں میں شامل ہو جائے، جو اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرمان برداری کرنے والے ہیں اور تا کہ وہ بدعت پرستی اور انکار حدیث کے فتنہ سے بچ سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں روز مرہ کی زندگی اور عمومی معاملات سے تعلق رکھنے والے کچھ امور پر بھی گفتگو کی گئی ہے، ان میں سے بعض معاملات اور امور ایسے ہیں کہ جہاں ہمارا عمل بالواسطہ یا بلاواسطہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے یکسر خلاف ہے...... یہ ایسے شعبے ہیں جہاں ہم نے رسم و راج، ایک دوسرے کی تقلید، اپنی ذاتی پسند و ناپسند...... دوسروں کی تقلید کو بنیاد بنا رکھا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''دین بہت آسان ہے، اور جو شخص اپنے خود پر زیادہ بوجھ ڈالے گا، اس کے لیے اس پر چلنا مشکل ہو جائے گا، لہذا تم سیدھے رہو، حقیقت کے قریب رہو، خوش خبری پاؤ، اور صبح و شام کی نمازوں (نماز پنجگانہ) اور رات کی نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو.. (البخاری، ۹۳/۱، کتاب الایمان، حدیث ۳۹)

ایک مسلمان کو اپنی زندگی گزارنے کے لیے جو رہنمائی درکار ہے، قرآن کریم ہمیں وہ رہنمائی اور اس کی ضروری تشریح مہیا کرتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہمیں اس کی مزید توضیح عطا کرتی ہے اور انسانی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے، جس کو قرآن و سنۃ میں بیان نہ کیا گیا ہو...... جنہیں ہر مسلمان کے لیے پڑھنا، سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

زیر نظر کتاب میں...... بہت گہرا علمی اور فلسفیانہ انداز اختیار نہیں کیا گیا...... بلکہ کوشش کی گئی ہے، کہ زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق اللہ تعالی اور اس کے رسول کے احکام کو انتہائی آسان طریقے سے پیش کیا جائے۔

Marfat.com

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوری بنی نوع انسان کے لیے اتارا ہوا پیغام رشد وہدایت ہے......اسے پڑھنے کے لیے اتارا گیا ہے......مگر اس کو پڑھنا محض حرف اور آواز کے ساتھ ہی نہیں ہوتا، بلکہ اپنی ذہانت کا بہترین استعمال، اپنے دل ودماغ اور فکر وشعور کی کامل توجہ اور کامل ادراک کے ساتھ......ہی......قرآن کی معرفت تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے.

لیکن چونکہ قرآن کریم عربی زبان میں ہے......اس لیے بعض اوقات قرآن کو سمجھنے کے لیے زبان ایک رکاوٹ بن جاتی ہے،اسی بناپر......ترجمہ کا استعمال......قرآن کو سمجھنے سمجھانے کے لیے ضروری ہے۔تاہم ترجمہ اصل عربی الفاظ کانعم البدل نہیں ہے...... اس لیے کہ ترجمہ سے مراد الفاظ قرآن کا وہ معنی اور وہ مفہوم ہے جو مترجم نے ان الفاظ کا سمجھا ہے......جو اصل کتاب یا اصل الفاظ......کی جگہ نہیں لے سکتا۔

آخر میں......ہم ان تمام لوگوں کے شکرگزار ہیں، جنہوں نے ......اس کتاب کی ترتیب وتدوین میں ہم سے تعاون کیا......ہم ان سب کے لیے دعا گو ہیں، جن کی تحریروں سے ہم نے استفادہ کیا.

پھر اگر کسی بات کو لکھنے میں......یا بیان کرنے میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہو، تو ہم اللہ تعالیٰ سے معافی کے خواستگار ہیں......اللہ تعالیٰ یہ جانتا ہے کہ ہماری نیت صحیح اور درست ہے۔

ہماری اپنے ان تمام بہن بھائیوں اور قارئین سے التماس ہے جن تک یہ کتاب پہنچے گی کہ اگر انہیں اس کتاب میں کوئی کوتاہی نظر آئے، یا اس کتاب یا اس کے کسی موضوع کو بہتر بنانے سے متعلق کوئی تجویز ان کے ذہن میں آئے، تو وہ ہمیں خط...... پیغام یا میل کے ذریعے ضرور مطلع فرمائیں، اس کا اجر انہیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا.

مخلص

(ڈاکٹر محمود الحسن عارف/سید وقار احمد گیلانی)

۱۷رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ/ ۱۸ ستمبر ۲۰۰۸ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی غیر مشروط اطاعت کی حکمت

حق تعالیٰ پر ایمان لانے کا سب سے پہلا اور سب سے اہم تقاضا اس کی اور اس کے رسول محترم ﷺ کی غیر مشروط اطاعت ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. (الفتح،۴۸/۲۹)۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وہی پیغامات سچے اور معتبر ہوں گے۔ جو دنیا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پہنچے ہیں.

دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر ایمان لانے کے بعد ہر مسلمان پر اپنے خالق و مالک کی عبادت اور اس کی لامحدود اور غیر مشروط اطاعت فرض ہو جاتی ہے...... اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی فرماں برداری کا واحد ذریعہ...... اس کے رسول ﷺ کی تقلید اور آپ ﷺ کی اطاعت ہے۔ اسی لیے قرآن کریم میں متعدد بار بیان کیا گیا ہے کہ ''اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی'' اور یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے...... اور اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہی اللہ کی نافرمانی ہے، اسی لیے...... آنحضور ﷺ کی رسالت و نبوت کی تصدیق کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان کا حصہ ہے اور آنحضور ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کیے بغیر، کلمہ توحید ......یعنی لا الہ الا اللہ کی تکمیل بھی نہیں ہو سکتی جس کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ کی ذات رسالت و نبوت پر بھی ایمان لایا جائے.

حق تعالیٰ نے آنحضور ﷺ پر رسالت و نبوت کو درجہ کمال و اختتام تک پہنچا دیا اور آپ کو تمام رسولوں میں سب سے بڑے اور سب سے آخری رسول ہونے کا اعزاز بخشا،

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب، ۳۳/۴۰)۔

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں' بلکہ وہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اسکو ختم کردینے والے ہیں)۔

آنحضور ﷺ کی اطاعت اور آپ کی فرمانبرداری......اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی طرف سے بخشش و مغفرت کے حصول کا واحد ذریعہ ہے، ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران، ۳/۳۱)۔

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ا۔ آنحضور ﷺ کی اطاعت کیوں؟

آنحضور ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا ذکر حکم قرآن مجید کی بیسیوں آیات میں دیا گیا ہے......اس مقصد کے لیے قرآن مجید میں اطاعت کے علاوہ اتباع کی اصطلاح بھی استعمال کی گئی ہے۔

قرآن حکیم ہمیں یہ بتاتا ہے کہ آنحضورؐ دنیا کے پہلے رسول نہیں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے اور جن کی اطاعت اور اتباع کو امت پر فرض کیا ہے، بلکہ دنیا میں جب بھی کوئی رسول آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اسی لیے بھیجا، تاکہ لوگ اس کی اتباع اور اطاعت کریں، ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النسآء، ۴/۶۴)۔

اور ہم نے جو رسول (بھی) بھیجا تو اس لیے بھیجا کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔

چنانچہ حضرت آدمؑ سے لیکر......سیدنا حضرت محمد ﷺ تک دنیا میں جتنے بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے، وہ تمام کے تمام اسی لیے دنیا میں بھیجے گئے، تاکہ لوگ ان کی

119242

Marfat.com

اطاعت کر کے کامیابی کی منزل مراد تک پہنچ سکیں۔ سورۃ الشعراء میں...... سات مرتبہ مختلف انبیاء علیہم السلام کی زبان سے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (الشعراء، ۲۶/۶۳)۔ تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

یہ پیغام تمام انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت نوحؑ حضرت لوطؑ، حضرت صالحؑ اور حضرت شعیب علیہ السلام کے ذریعے اپنی اپنی قوموں کو دیا گیا، قرآن کریم میں پچیس انبیاء علیہم السلام کا نام کے ساتھ ذکر ہوا ہے، اس فہرست میں سے پانچ اولوالعزم نبی ہیں، ان میں حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ کے اسمائے مبارکہ شامل ہیں۔

یہ تمام انبیاء علیہم السلام اسی لیے دنیا میں آئے تاکہ لوگ ان کی اتباع کریں، مثال کے طور پر ایک جگہ فرمایا:

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (آل عمران، ۳/۳۱)۔

قرآن کریم کی روشنی میں یہ بات سورج کی طرح واضح اور عیاں ہے کہ آپ کی بعثت کے بعد قیامت تک آنے والے ہر شخص کے لیے...... سرور کائنات ﷺ کی اتباع ضروری ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کہ جس یہودی اور عیسائی کو میری بعثت کا علم ہوا اور پھر وہ مجھ پر ایمان لائے بغیر مر گیا، تو وہ جہنم میں جائے گا"۔ (البخاری)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کی اسلام نے اجازت نہ دی ہو، اس کا یہ اقدام رد کر دیا جائے گا"۔ (مسلم)

Marfat.com

۲۔ نبی ﷺ کی اطاعت نفع ونقصان سے بالاتر ہو کر کی جائے

بعض لوگ اتباع اور اطاعت کو بھی مالی فوائد کے پہلو سے دیکھتے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ بندے کو ظاہری طور پر نفع ہو یا نقصان فائدہ ہو یا گھاٹا، بہرصورت نبی کی اطاعت ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (آل عمران، ۳/۱۳۲)۔

اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

یہ آیت اس موقع پر اتری جب لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سود یعنی...... سرمائے پر اضافی منافع وصول کرنے کی ممانعت کی گئی، جیسے کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے ...... ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران، ۳/۱۳۰)۔

اے ایمان والو! دوگنا چگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ نجات حاصل کرو۔[1]

سود یا ربوا...... کی دو اقسام ہیں

۱۔ رباء النسیئہ ...... ادھار پر دی گئی رقم پر اضافہ وصول کرنا

۲۔ رباء الفضل .... ہم جنس اشیاء کا .... کمی وبیشی کے ساتھ ... تبادلہ مثال کے طور پر ہلکی ڈیڑھ کلو گندم دیکر ...... اچھی ایک کلو گندم وصول کرنا وغیرہ، سود لینے اور دینے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ..... جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے اور فرمایا ہے:

۱۔ اضعافاً مضاعفہ یا سود مرکب سے مراد یہ ہے، کہ جب سود پر حاصل کردہ رقم کی ادائیگی کا وقت آئے، تو...... ادھار پر رقم دینے والا المقروض سے کہے کہ یا تو آج اصل رقم اور اتنا سود ادا کردو، ورنہ سود اور اصل زر دونوں پر سود دینا پڑے گا، یوں اصل رقم سے بھی سود بڑھ جاتا ہے...... یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم بھی دیا ہے، کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں، تاکہ وہ فلاح اور کامیابی حاصل کرسکیں اور سود لینا اور دینا چھوڑ دیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ۝ وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ . (آل عمران،۳/۱۳۱-۱۳۲)۔

اور ڈرو اُس آگ سے جو کفار کے لیے تیار کی گئی ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔

دوسری جگہ فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ . (البقرۃ،۲/۲۷۵)۔

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو۔

زمانۂ جاہلیت میں لوگ آزادانہ طور پر سود کا باہم لین دین کیا کرتے تھے اور اسے کاروبار قرار دیتے تھے، مگر حق تعالیٰ نے اسے کاروبار کے بجائے گناہ اور زیادتی قرار دیا اور لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے سے منع کیا اور سود کھانے اور کھلانے کو جہنم خریدنے کا

(بقیہ حاشیہ) عون بن جحیفہ کہتے ہیں: ''کہ ان کے والد نے ایک غلام خریدا، جس کے پاس شراب والا مٹکا تھا تو انہوں نے اس کی شراب والا مٹکا توڑ دیا، غلام نے جب اس کی وجہ پوچھی تو ان کے والد نے اسے بتایا، کہ آنحضور ﷺ نے کتے کی قیمت وصول کرنے، خون کو فروخت کرنے، شراب کا کاروبار اور سود لینے اور دینے سے منع کیا ہے اور تصویر بنانے کی ممانعت کی ہے''۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''پرانے زمانے میں ایک شخص لوگوں کو قرض دیتا تھا، اس نے اپنے نوکروں سے یہ کہہ رکھا تھا، کہ اگر کوئی شخص مفلس ہو، تو اسے قرض معاف کر دینا، ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے، جب اس کا انتقال ہوا اور وہ اپنے رب کے حضور پیش ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے اُسے معاف کر دیا۔ (البخاری)

سود کے ضمن میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سود لینے والے، سود دینے والے، اس کو لکھنے والے، اس پر گواہ بننے والے پر لعنت ہو، کہ یہ سب لوگ برابر ہیں''۔

حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ حضرت بلال نبی اکرم ﷺ کے پاس برنی کھجور لیکر آئے، تو آپ نے پوچھا: اے بلال یہ کھجور کہاں سے آئی؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ہلکی قسم کی کھجوریں تھیں، میں نے ان کا اعلیٰ قسم کی کھجور سے تبادلہ کر لیا ہے...... آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو یہ سود ہے، یہ سود ہے، آئندہ ہرگز ایسے نہ کرنا۔ اگر تم ایسا کرنا چاہو، تو پہلے اپنی کھجور کو قیمت کے عوض فروخت کرو، پھر اس قیمت کے عوض دوسری کھجور خرید لو۔ (البخاری)

Marfat.com

ذریعہ قرار دیا اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے کا حکم دیا۔

۳۔ وراثت کے معاملات میں......احکام رسول کی پیروی کرو

اسلام سے قبل وراثت کا کوئی نظام موجود نہ تھا، عام طور پر خاندان کا طاقت ور فرد ہی ساری جائداد پر قابض ہو جاتا تھا۔ اسلام نے......اس بارے میں امت کو احکام عطا کیے اور ''میت'' سے رشتہ داری کی بنیاد پر اس کے عزیزوں کو وراثت میں حصہ دار قرار دیا اور ان کے یہ حصے متعین کر دیئے اور یہ واضح کر دیا کہ کسی بھی شخص کے لیے......ان متعینہ حصوں سے زیادہ وصول کرنا......جائز نہیں ہے اور جو شخص ایسا کرے گا......اللہ اُسے جہنم میں داخل کرے گا۔

قرآن کریم میں وراثت کے احکام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حدود (Boundries) قرار دیا ہے اور اس سلسلے میں اطاعت الٰہی اور اطاعت نبوی پر زور دیا ہے، ارشاد ہے:

تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. (النسآء ۴/۱۳)۔

اللہ کی حدیں ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گا، اللہ اسے بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن میں نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

وراثت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی اولاد اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ''انصاف'' سے پیش آنے کا حکم دیا ہے اور اولاد میں برابری اور مساوات کی ہدایت فرمائی ہے......پھر اولاد خواہ لڑکیاں ہوں یا لڑکے......دونوں ہی ایک خاص تناسب سے والدین اور رشتہ داروں کی جائداد میں حصہ دار ہیں۔

وراثت ہی کی طرح وصیت کے معاملات میں بھی بندے کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور رسول کی اطاعت کو پیش نظر رکھنا چاہیے، قرآن کریم میں ہے:

Marfat.com

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَ نِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ○ (البقرۃ،۲/۱۸۰)۔

تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آ جائے تو اگر وہ کچھ مال چھوڑ جانے والا ہو تو ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے دستور کے مطابق وصیت کر جائے (اللہ سے ڈرنیوالوں پر یہ ایک حق ہے۔

وصیت کے متعلق حکم یہ ہے کہ:

کسی مسلمان کے لیے یہ درست نہیں کہ اس پر دو راتیں گذر جائیں اور اس کے پاس وصیت تحریری صورت میں موجود نہ ہو (البخاری، کتاب الوصایا، ۳۵۵/۵، حدیث ۲۷۳۸)

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ایک آدمی ستر سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، مگر جب اس کا آخری وقت آتا ہے، تو وہ وصیت کے موقع پر، بے انصافی کا مرتکب ہوتا ہے اور اپنی عاقبت خراب کر لیتا ہے، جبکہ ایک دوسرا شخص ستر سال تک برائی کرتا ہے، مگر آخری وقت وہ اپنی وصیت میں انصاف کرتا ہے، تو اس کا انجام اچھا ہوتا ہے، اور وہ جنت میں چلا جاتا ہے''۔

وصیت کا یہ حکم وراثت کے احکام نازل ہونے سے پہلے تو سو فیصد نافذ العمل تھا، مگر وراثت کے احکام اترنے کے بعد، اُسے صرف ایک تہائی تک محدود کر دیا گیا ہے اور وہ بھی ان لوگوں کے حق میں جائز ہے، جو وراثت میں حصہ دار نہ ہوں، آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

''تمہارے لیے تمہاری اولاد کو مال دار چھوڑنا اس سے بہتر ہے، کہ وہ فقیر ہوں اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرتے ہوں''۔ (البخاری، ۳۶۲/۵، کتاب الوصایا، باب ۳، حدیث ۲۷۴۲))

۴۔ حکمرانوں کی اطاعت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے مشروط ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (النساء،۴/۵۹)۔

مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔

حضرت مجاہد اور دوسرے تابعین کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ اس معاملے میں قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کرو، اور جو لوگ ایسا نہیں کریں گے، وہ گویا اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت حکمرانوں کی اطاعت سے مقدم ہے اور ایک مسلمان کو یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ اس پر اطاعت کا اصل حق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ہے۔ رہی حکمرانوں کی اطاعت تو وہ اس وقت تک جائز ہے جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کسی نافرمانی یا گناہ والے کام کا حکم نہ دیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے، کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مسلمان کو ہر معاملے میں سننے اور ماننے کا حکم ہے خواہ یہ بات اُسے پسند ہو یا پسند نہ ہو، سوائے اس کے کہ اسے گناہ والا کام کرنے کو کہا جائے، اگر ایسا ہو تو نہ تو سننا ضروری ہے اور نہ ماننا''۔ (البخاری، ۱۳۰/۱۲۱، کتاب الاحکام ۹۳۱، حدیث ۷۱۴۴))

اسی طرح حضرت انسؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اپنے حکمرانوں کی بات سنو اور مانو...... خواہ تم پر ایسا حبشی حکمران بنا دیا جائے، جس کا سر انگور کی طرح (چھوٹا) ہو''۔ (البخاری، حدیث ۷۱۴۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں، کہ یہ روایت عبداللہ بن حذیفہ بن قیس بن عدی کے متعلق اتری ہے، جنہیں رسول اکرم ﷺ نے ایک اسلامی لشکر میں امیر بنا کر بھیجا تھا۔

۵۔ پیغمبر کی نافرمانی بہت بڑے نقصان کا ذریعہ ہے

قرآن حکیم ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ آنحضور ﷺ علیہ السلام کی اطاعت میں کامیابی اور آپ کی نافرمانی اور مخالفت میں تباہی اور بربادی ہے۔ جس کا احساس لوگوں کو قیامت کے دن ہوگا، ارشاد باری تعالی ہے:

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا (الاحزاب،۳۳/۶۶)۔

جس دن ان کے منہ آگ میں الٹائے جائیں گے وہ کہیں گے اے کاش ہم اللہ کی فرمانبرداری کرتے اور رسول (خدا) کا حکم مانتے۔

۶۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے انبیاء کے ساتھ ہوں گے

ارشاد ہے:

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النسآء،۴/۶۹)۔

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ (قیامت کے دن) ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا، یعنی انبیاء، صدیق، شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔

اس آیت مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ جو شخص اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرے گا، ان کے بیان کردہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے گا، اللہ تعالی اس کا اپنے نیک ترین بندوں یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ حشر کرے گا اور اُسے جنت میں ٹھکانہ دے گا اور یہ بھی واضح کر دیا کہ ان کی رفاقت اور ان کی ہم نشینی سے بڑھ کر اور کوئی اعزاز نہیں ہوسکتا۔

اس آیت کے شان نزول میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، کہتی ہیں:

''ایک انصاری صحابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے اپنی جان اور اولاد سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں اور گھر میں جب بھی مجھے آپ کی یاد

Marfat.com

آتی ہے تو میں آ کر آپ کو دیکھ لیتا ہوں، مگر جب یہ خیال آتا ہے، کہ مرنے کے بعد، آپ تو نبیوں کے ساتھ بلند درجے اور مرتبے پر ہوں گے اور میں آپ کو نہ دیکھ سکوں گا تو مجھے سخت پریشانی ہوتی ہے...... آنحضور ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے، کچھ ہی دیر بعد جبریلؑ آئے اور مذکورہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، جس میں مذکورہ صحابی کے سوال کا جواب دیا گیا'' (قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، ۲/۱۶۰)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت انسؓ فرمایا کرتے تھے:

''ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی، فرمایا تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری تو کوئی تیاری نہیں ہے سوائے اس بات کے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں، فرمایا ''جس سے تجھے محبت ہوگی تو اسی کے ہمراہ اُٹھے گا'' حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ یہ سن کر مسلمان بے حد خوش ہوئے۔ (البخاری، ۱۰/۵۵۳ کتاب ۷۸، حدیث ۶۱۶۷؛ مسلم، ۴/۲۰۰۳۲، کتاب البر، حدیث ۱۶۱/۲۶۳۹)

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا ہے:

ذَالِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا (النساء، ۴/۷۰)۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ علم رکھنے کے اعتبار سے کافی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ یہ محض اس کا کرم ہوگا...... خواہ انسانی اعمال اس کے مطابق ہوں یا نہ ہوں کہ بندہ نبیوں کے قدموں میں اور ان کی رفاقت کی سعادت حاصل کر سکے گا۔

۷۔ قرآن ہی کی طرح نبی کی احادیث کی حفاظت کا وعدہ

قرآن حکیم...... اور نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ دونوں کا مآخذ اور دونوں کا منبع ایک ہی ہے اور دونوں ایک ہی سرچشمہ فیض سے پھوٹے ہیں...... فرق یہ ہے کہ قرآن حکیم کے الفاظ اور اس کے معانی دونوں ہی منصوص (نازل شدہ) ہیں اور احادیث مبارکہ کے الفاظ نبی اکرم ﷺ کے اور اس کے معانی و مضامین اللہ تعالیٰ کے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے ...... اپنے حبیب ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کیا اور آپ ﷺ نے انہیں اپنے الفاظ وکلمات کے ساتھ بیان فرمایا ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:۱۵، ۹/۱۵)۔

بیشک یہ (کتاب) نصیحت ہمیں نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

اور چونکہ احادیث مبارکہ قرآن کریم کی توضیح وتشریح پر مشتمل ہیں اور احادیث کے بغیر قرآن کریم کی آیات اور اس کے مضامین محتاج وضاحت رہتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ساتھ ضمنی طور پر احادیثِ مبارکہ کی حفاظت وصیانت کا وعدہ بھی فرمایا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ ان پر عمل پیرا ہو کر.... دونوں جہانوں کی سعادتیں حاصل کر سکیں، اور قرآن کریم پر، اس کے تقاضوں کے مطابق عمل ہو سکے۔

لہذا ایک مسلمان کا یہ فرض ہے، کہ وہ...... قرآن وسنۃ کی من مانی توضیح وتشریح کرنے کے بجائے، خود کو ان احکام کے مطابق ڈھال لے جو اللہ تعالی نے اپنی مقدس ومتبرک کتاب اور آنحضور ﷺ نے اپنے ارشادات کی صورت میں مسلمانوں کی عملی رہنمائی کے لیے بیان کیے ہیں۔

وَ مَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوۡدَهٗ يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَالِدًا فِيۡهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ (النسآء، ۱۴/۴).

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا اس کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔

آنحضور ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا:

ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ وسنة رسوله ﷺ ان کنتم تمسکتم لن تضلوا من بعد.

میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، قرآن حکیم اور میری سنت، اگر تم ان دونوں کو تھامے رہو گے، ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔

Marfat.com

۸۔ آنحضور ﷺ کے طریقوں پر چلنے ولا، اللہ کی پکار سننے والا ہے

آنحضور ﷺ دنیا میں احکام الٰہی لوگوں کے روبرو بیان کرنے کے لیے مبعوث ہوئے، اسی لیے ہمیں جہاں اللہ تعالیٰ کے احکام کو سننے کی ہدایت کی گئی ہے، وہیں رسول اکرم ﷺ کی باتوں کو بھی متوجہ ہوکر اور کان لگا کر سننے کی تاکید کی گئی ہے، ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ (الانفال، ۲۰/۸)۔

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور اس سے روگردانی نہ کرو حالانکہ تم سنتے ہو۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے نبی کے طریقوں پر عمل کرتے ہیں، وہی اللہ کی پکار پر لبیک کہنے والے ہیں۔ اسی طرح سورۂ انفال میں ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ (الانفال، ۲۴/۸)۔

مومنو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو جبکہ رسول اللہ تمہیں ایسے کام کے لیے بلاتے ہیں، جو تم کو حیات (جاوداں) بخشتا ہے اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اسکے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ تم سب اس کے روبرو جمع کیے جاؤ گے۔

حتیٰ کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور دوران نماز اسے پیغمبر ﷺ کی طرف سے بلانے کی آواز سنائی دے تو اس کو حکم ہے کہ وہ نماز چھوڑ کر آنحضور ﷺ کی بات کو سنے۔

حضرت سعد بن معلیٰؓ کہتے ہیں:

''ایک مرتبہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے بلایا، میں نے یہ سوچ کر نماز جاری رکھی کہ میں حالت نماز میں ہوں، نماز کے بعد جب میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نماز پڑھ رہا تھا؛ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کیا تو نے اللہ کا یہ حکم نہیں سنا، کہ جب تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی ایسے کام کے لیے بلائیں، جس میں تمہارے لیے زندگی ہے، تو تم ان کی پکار کو قبول کرو؟ پھر آپؐ نے فرمایا: میں مسجد میں سے نکلنے سے قبل تمہیں قرآن حکیم کی سب سے بڑی سورہ سکھاؤں گا''۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور باہر کی طرف چل دیئے۔ جب آپ مسجد سے

Marfat.com

باہر نکلنے لگے، تو میں نے آنحضور ﷺ کو آپ ﷺ کا وعدہ یاد دلایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سورۃ الفاتحہ ہے، جو السبع الثانی، یعنی ایسی سات آیات پر مشتمل ہے، جو بار بار دہرائی جاتی ہیں۔ (البخاری، ۱۵۶/۸، کتاب التفسیر، حدیث ۴۴۷۴)

محمد ابن اسحاقؒ نے لکھا ہے کہ حضرت محمد بن جعفر بن الزبیر تابعی سے روایت ہے، کہ یہاں...... "زندگی بخش کام کی طرف بلانے سے مراد" جہاد کی طرف بلانا ہے، جس میں اللہ تعالی نے...... کمزوری کے بعد طاقت رکھی ہے اور جس کے ذریعے اللہ تعالی مسلمانوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

مسند احمد میں النواس بن سمعان الکلبی سے روایت ہے:

انسان کا دل اللہ تعالی کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جس طرف چاہتا ہے اسے موڑ دیتا ہے پھر ارشاد فرمایا: اے دلوں کے پھیرنے والے، میرے دل کو ایمان پر ثابت قدم رکھنا (مسند احمد)۔

۹۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت باہمی جھگڑوں سے بالاتر ہے

ارشاد خداوندی ہے:

وَ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَ تَذۡهَبَ رِيۡحُكُمۡ وَ اصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ ۚ (الانفال، ۴۶/۸)۔	اور اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور تم ثابت قدم رہو، اللہ ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے۔

یہ حکم خصوصاً میدان جہاد وقتال کے بارے میں ہے، کہ جب مسلمان دشمنوں کے ساتھ برسر جنگ ہوں، تو ایک جان ہو کر لڑیں۔ میدان جہاد سے منہ نہ موڑیں، آپس میں نہ الجھیں ورنہ ان کی فتح شکست میں بدل سکتی ہے، اس وقت انہیں مکمل طور پر اللہ تعالی اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرنا چاہیے اور بلا وجہ اختلاف اور ایک دوسرے کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عوفؓ کہتے ہیں: کہ ایک جنگ کے دوران نبی اکرم ﷺ نے انتظار کیا یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا، تب آپ ﷺ نے صحابہ سے خطاب کیا اور فرمایا:

لوگو! دشمن سے مقابلے کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اس کی عافیت مانگو، لیکن اگر تمہارا دشمن سے میدان میں مقابلہ ہو جائے..... تو پھر ثابت قدم رہو اور جان لو...... کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے" (البخاری)۔

بعض اوقات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات بڑی بظاہر سخت یا گراں نظر آتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے بہر صورت اطاعت ہی میں خیر اور بھلائی رکھی ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. (البقرۃ،۲/۲۱۶)۔	(مسلمانو) تم پر (اللہ کے رستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا، مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لیے مضر ہو اور (ان لوگوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

یہ صحابہ کرام کی نبی اکرم ﷺ کی اطاعت ہی کا نتیجہ تھا، کہ دنیا ان کے لیے مسخر ہو گئی، اور قوموں کے دل ان کے لیے نرم پڑ گئے اور ایک مختصر سے وقت، یعنی صرف تیس برسوں میں دنیا کے مشرق و مغرب کے بہت سے خطوں پر ان کی حکومت و سیادت قائم ہو گئی اور دنیا کی بہت سے قومیں خصوصاً رومی، ترک، سلافی، بربر، حبشی اور سوڈانی وغیرہ قومیں...... مسلمانوں کی طاقت اور عظمت کے سامنے سرنگوں ہو گئیں اور اللہ کا حکم اور اس کا کلمہ دنیا میں بلند و بالا ہو کر رہا...... اور باطل کا کلمہ اور اس کا جھنڈا سرنگوں ہو گیا۔

۱۰۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ایمان کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا وصف ہر مسلمان کی زندگی میں منعکس ہونا چاہیے۔ اسی لیے اہل ایمان کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، ارشاد ہے:

Marfat.com

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (التوبہ،۹/۷۱)۔

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز پڑھتے اور پیغمبر کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (النور،۲۴/۵۲)۔

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اور اس سے ڈرے گا اور اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے سے بچے گا، تو ایسے لوگ ہی کامیابی پانے والے ہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے مسلمانوں سے محبت ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور اخلاق کے ساتھ پیش آتے ہیں' چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث مبارکہ میں مسلمانوں کو ایک ایسے جسم سے تشبیہ دی ہے، کہ جس کے کسی ایک حصے کو تکلیف پہنچے تو اس کے دوسرے حصے تکلیف اٹھانے اور رت جگے وغیرہ میں، اس کے ساتھ شریک رہتے ہیں'' (البخاری ۱۰/۴۳۸، کتاب الادب، حدیث ۶۰۱۱؛ مسلم، حدیث ۲۵۸۶)۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت نہ کرنے والے منافق ہیں

قرآن کریم میں جہاں اہل ایمان کا ذکر آیا ہے وہیں منافقوں اور ان کی علامات کا بھی ذکر ہوا ہے...... منافق ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ جو اوپر سے مسلمان دکھائی دے مگر اندر سے اور دل سے وہ مومن نہ ہو بلکہ کافر ہو...... اس کا پتہ کچھ علامتوں سے چلتا ہے۔ جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا مسئلہ سرفہرست ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

Marfat.com

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا (النسآء،۴/۶۱)۔

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ اس کی طرف (رجوع کرو) اور پیغمبر کی طرف آؤ۔ تو تم منافقوں کو دیکھتے ہو کہ تم سے اعراض کرتے ہوئے رک جاتے ہیں۔

قرآن حکیم میں منافقوں کی یہ علامت بھی بیان کی گئی ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرماں بردار نہیں ہیں، چنانچہ ارشاد ہوا ہے:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ (النور،۲۴/۲۴)۔

اور (یہ) اللہ کی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تم ان کو حکم دو تو (سب گھروں سے) نکل کھڑے ہوں۔ کہہ دو کہ قسمیں مت کھاؤ پسندیدہ فرمانبرداری (درکار ہے)۔

دو اصل نفاق کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ عقیدے کا نفاق ۲۔ عمل کا نفاق

اول الذکر سے مراد یہ ہے کہ ان کا اللہ تعالیٰ اور اس کی ذات پر عقیدہ ہی کمزور ہو، اور اس شخص نے محض دکھاوے کے لیے اسلام قبول کیا ہو، جبکہ...... دوسری قسم سے مراد یہ ہے کہ ......وہ اپنے کردار اور اپنے عمل میں کمزور ہو اور صرف دوسروں کو دکھلاوے کا اظہار کر رہا ہو۔

اس طرح...... عقیدے میں نفاق کی درج ذیل صورتیں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ آنحضور ﷺ کی رسالت و نبوت پر اس کا اعتقاد نہ ہو۔

۲۔ آنحضور ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں کچھ باتوں کو وہ مانتا ہو اور کچھ کو نہ مانتا ہو۔

۳۔ وہ آنحضور ﷺ کی ذات اقدس کو یا آپ ﷺ کی کسی سنت کو کسی پہلو سے پسند نہ کرتا ہو۔ اور آپ کے طریقوں پر عمل کرنے سے پہلو تہی اختیار کرتا ہو۔

۴۔ آپ کی شریعت میں سے کوئی ایک یا زیادہ باتیں اسے پسند نہ ہوں۔

۵۔ مسلمانوں اور اسلام کو پہنچنے والی کسی گزند سے وہ خوش ہوتا ہو۔

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ایمان کمزور ہے۔

Marfat.com

۱۲۔ نبی علیہ السلام کی نافرمانی کی صورت میں اعمال کا ضیاع

قرآن کریم میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی کامل اور غیر مشروط اطاعت کے بغیر نہ تو بندے کا ایمان مکمل ہوتا ہے، اور نہ ہی...... بندے کے اعمال اللہ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کرتے ہیں، ارشاد ہے:

یَـاَیُّهَـا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا	مومنو! اللہ کا ارشاد مانو اور پیغمبر کی فرمانبرداری کرو
الـرَّسُوۡلَ وَلَا تُبۡـطِلُوۡۤا اَعۡـمَـالَـكُم	اور اپنے عملوں کو ضائع نہ ہونے دو۔

(محمد، ۴۷/۳۳)۔

حضرت ابوالعالیہؒ (صحابی) سے روایت کیا ہے، کہ وہ فرماتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ یہ گمان کرتے تھے، کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ کوئی گناہ نقصان نہیں ہوسکتا اور شرک کے ساتھ کوئی عمل فائدہ مند نہیں ہوسکتا، اس پر یہ آیت اتری، جس میں واضح کیا گیا کہ ایمان کے باوجود بندے کے اعمال ضائع اور اکارت ہوسکتے ہیں"۔ (تفسیر الطبری)

اس طرح عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، کہ وہ فرماتے ہیں:

"ہم نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ یہ گمان رکھتے تھے، کہ ہر نیک اور اچھا عمل قبول کرلیا جائے گا، اور ہم ایک دوسرے سے پوچھا کرتے تھے، کہ کونسے عمل کی بنا پر ہمارے اعمال ضائع ہوسکتے ہیں تو ہم کہتے: کبیرہ گناہوں کی بنا پر ہی بندہ جہنم میں داخل ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی:

اِنَّ اللّٰـهَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَكَ بِهٖ وَ یَغۡفِرُ مَا	اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے
دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ یَّشَآءُ (النسآء، ۴/۴۸)۔	اور اس کے سوا اور گناہ جو چاہے گا معاف کردے گا۔

جس کے بعد...... ہم یہ کہنے لگے، کہ ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے، جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں، البتہ ان کو نہیں جو ایسا نہیں کرتے، مگر مذکورہ بالا آیت میں یہ واضح کردیا گیا، کہ صرف وہی لوگ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے حق دار ہوں گے،

Marfat.com

جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پیروی کرتے ہیں، ورنہ ان کے اعمال ضائع ہو سکتے ہیں.

۱۳۔ ابلاغ (Communication) کے بعد ہر شخص خود ذمہ دار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ...... آنحضور ﷺ کو اپنا پیغام حق وصداقت لوگوں کے کانوں تک پہنچانے کے لیے...... مامور فرمایا اور جو شخص اس کے باوجود احکام الٰہی کو نہیں سمجھے گا، تو وہ اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا، ارشاد ہے:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (التغابن،۶۴/۱۲)۔

اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر تم منہ پھیر لوگے تو ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کھول کر پہنچا دینا ہے۔

دوسری جگہ سورۃ النور میں ارشاد ہے:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ. (النور،۲۴/۵۴)۔

کہہ دو کہ اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول اللہ کے حکم پر چلو۔ اگر تم منہ موڑو گے تو رسول پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو ان کے ذمے ہے اور تم پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو تمہارے ذمے ہے اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا رستہ پا لو گے اور رسول کے ذمے تو صاف صاف (احکام الٰہی کا) پہنچا دینا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حتمی منشا یہ ہے، کہ اس کے رسول ﷺ کی پیروی کی جائے، اور ایسا نہ کرنے والے پر نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اتمام حجت ہو جاتا ہے اور وہ اپنے فعل اور اپنے نقصان کا خود ذمہ دار ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

یاد رکھو جب تک مسلمان اللہ تعالیٰ اور رسول کی پیروی کرتے رہیں گے انہیں کوئی ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالف کرے گا، نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (البخاری، حدیث ۷۳۱۲)

Marfat.com

۱۴۔ نبیؐ کا اسوۂ حسنہ کی تقلید

آنحضور ﷺ کی اطاعت اور فرمان برداری کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ اس سے لوگوں کی ایک بنیادی ضرورت کی تکمیل ہوئی ہے؛ دراصل انسانوں کی یہ بنیادی ضرورت رہی ہے کہ ان کے سامنے کوئی عملی نمونہ اور مثال ہو، جس کی وہ پیروی کر سکیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کی صورت میں...... دنیا بھر کے لوگوں کے لیے ایک عملی نمونہ اور مثال عطا فرما دی ہے، فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (الاحزاب، ۳۳/۲۱)۔

تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے اللہ (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو۔ اور وہ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لیے محض اپنی کتاب اتارنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ قرآن حکیم کے ساتھ اپنے...... پیغمبر کو بھی بھیجا ہے، تاکہ وہ لوگوں کے لیے ایک عملی نمونہ بن سکیں ......اور لوگ عملی رہنمائی کے لیے آپ ﷺ کی طرف رجوع کر سکیں، چنانچہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں یہ بات واضح کی گئی ہے، کہ...... پیغمبر کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس کے رسول کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں ہے، کیوں کہ پیغمبر کی ہر بات اور اس کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی وحی پر مبنی ہوتا ہے۔

حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں کسی شخص کو نہ پاؤں کہ وہ تکیہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہو، جب اس کے سامنے میری کوئی حدیث یا میری کوئی سنت پیش کی جائے، تو وہ کہے مجھے علم نہیں، میں تو وہی کچھ کروں گا، جو مجھے قرآن مجید میں ملے گا'' (ترمذی، ابوداؤد)

اس سلسلے میں قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ (الشعراء، ۲۶/۱۹۲-۱۹۵)۔

اور یہ (قرآن خدائے) پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے۔ اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے، (یعنی اس نے) تمہارے دل پر (القا کیا ہے) تاکہ لوگوں کو نصیحت کرتے رہو۔

Marfat.com

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ آنحضور ﷺ کی ذمہ داری صرف قرآن پہنچا دینا نہیں ہے، بلکہ احکام الٰہی کی حکمت ودانش کو واضح کرنا اور امت کے لیے ایک نمونہ بن کر دکھانا بھی ہے۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ کی اطاعت اللہ تعالی کی اطاعت ہی کی طرح ضروری ہے، اسی لیے قرآن مجید میں اس کا بار بار حکم دیا گیا ہے۔

۳۔ اللہ کی اطاعت رسول کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۴۔ مسلمان اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع اور تقلید کے پابند ہیں۔

۵۔ آنحضور ﷺ کا ہر قول اور ہر فعل اللہ تعالی کی طرف سے آنے والی وحی پر مبنی اور واجب الاتباع ہے۔

۶۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے رسول پر ایمان لایا جائے اور آپ کی پیروی اور اطاعت کی جائے۔

۷۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ذات، اپنے ماں باپ اپنے بیوی بچوں اور ساری دنیا کے انسانوں سے زیادہ محبت کی جائے۔

☆.................................☆

Marfat.com

باب دوم

حدیث وسنہ کا تشریعی مقام ومرتبہ

سنہ کے لغوی معنی طریقہ اور راستہ کے ہیں، اصطلاحی طور پر سنہ سے مراد نبی اکرم ﷺ کا طریقہ اور راستہ ہے جب کہ حدیث کے معنی بات یا قول کے ہیں۔ اگر چہ حدیث اور سنت میں لفظی اعتبار سے کچھ فرق ہے، سنت کے مفہوم میں عمل کا اور حدیث کے لفظ میں قول کا پہلو غالب ہے، لیکن عملی طور پر دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اس کی مزید تفصیل اس طرح ہے کہ قرآن مجید میں لفظ سنت کا استعمال ''فطرت'' (Nature) یا دستور الٰہی وغیرہ کے مفہوم میں ہوا ہے، مثال کے طور پر ایک جگہ فرمایا:

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا (الفاطر، ۴۳/۳۵)۔ سو تم اللہ کی عادت میں ہرگز تبدیلی نہ پاؤ گے اور اس کے طریقے میں کبھی تغیر نہ دیکھو گے۔

ایک اور جگہ فرمایا:

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا (الاسراء، ۷۷/۱۷)۔ جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے ان کا (اور ان کے بارے میں ہمارا یہی) طریق چلا آتا ہے اور تم ہمارے طریقے میں تغیر وتبدل نہ پاؤ گے۔

جبکہ قرآن مجید میں لفظ حدیث کا اطلاق قرآن مجید اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر کیا گیا ہے، مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا (التحریم، ۳/۶۶)۔ (اور یاد کرو) جب پیغمبر نے اپنی ایک بیوی سے ایک بھید کی بات کہی۔

نیز فرمایا:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ، ۱۱/۹۲)۔ اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کر۔

ایک مقام پر قرآن مجید کو بھی ''حدیث'' قرار دیا گیا ہے (المرسلات، ۵/۱۷)

Marfat.com

اصطلاح شریعت میں بھی دونوں میں عمل اور قول کے لحاظ سے فرق کیا گیا ہے، عام طور پر سنت سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور حدیث سے نبی اکرم ﷺ کے ارشادات مراد لیے جاتے ہیں۔

تاہم چونکہ دونوں میں فرق لفظی ہے، اس لیے کہ قرآن مجید میں قول اور فعل میں تضاد اور مخالفت کو پسند نہیں کیا گیا اور ہر جگہ ایسے لوگوں کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے، جو وہی کچھ کرتے ہیں جو کچھ وہ اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں (الصف ،۶۱/۲-۳) جبکہ نبی کی ذات دنیا کے لیے اسوۂ حسنہ اور عمل کا مکمل نمونہ ہوا کرتی ہے، اس لیے نبی کا قول اس کے فعل سے اور اس کا فعل اس کے قول سے مختلف نہیں ہوتا، اسی بنا پر لفظی تفاوت کے باوجود حدیث اور سنت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اسی بنا پر فقہا نے لکھا ہے کہ ''ہر وہ قول اور فعل جو نبی اکرم ﷺ نے کیا یا جس کے متعلق آپ نے کچھ ارشاد فرمایا' ہو سنت ہے اور جب کوئی نبی اکرم ﷺ کا صحابی آنحضور ﷺ کی زبان مبارکہ سے سن کر یا آپ کو کرتے ہوئے دیکھ کر اسے آگے روایت کرے، تو اسے حدیث کہا جاتا ہے (اسی طرح ایسے افعال اور ایسے اقوال بھی، اس فہرست میں شامل ہیں، جو نبی اکرم ﷺ کے سامنے کیے گئے، مگر آپؐ نے ان سے منع نہیں فرمایا؛ محمد ادریس میرٹھی، سنت کا تشریعی مقام قرآن مجید کی روشنی میں ص ۵۲۷)۔

اس تعریف کی رو سے سنت اور حدیث میں فرق بیان اور روایت کے اعتبار سے ہے اور دونوں میں فرق محض لفظی ہے، ورنہ دونوں کا مصداق اور معنی ومفہوم ایک ہی ہے۔

۲۔ عصر حاضر میں حدیث اور سنت کے بارے میں ہونے والے مباحث اور ان کا پس منظر

حدیث اور سنت کے معنی ومفہوم پر ہونے والی مذکورہ بحث سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حدیث اور سنت ایک ہی شے کے دو نام ہیں، یا ایک ہی مفہوم کی دو تعبیریں ہیں، یہی وجہ ہے کہ ائمہ سلف نے دونوں کے مابین کوئی فرق وامتیاز نہیں کیا اور ہر زمانے کے فقہاء نے حدیث اور سنت سے ایک ہی شے مراد لی ہے اور اسے بلاتفریق، فقہی مسائل ومعاملات کے لیے ایک اہم اور بنیادی مآخذ تصور کیا ہے، البتہ عصر حاضر کے کچھ

Marfat.com

جدت پسندوں نے یہ بحث اٹھائی ہے کہ حدیث اور سنت کے مابین فرق ہے اور یہ کہ ''سنت'' حجت ہے، مگر حدیث حجت نہیں ہے، دوسرے لفظوں میں نبی اکرم ﷺ کا عمل تو حجت ہے، مگر قول حجت نہیں ہے۔ بعدازاں اس میں مزید تفریق کی گئی اور یہ کہا گیا کہ صرف سنت متواترہ حجت ہے،......اور غیر متواتر سنتیں حجت نہیں ہیں جو قرآن وسنۃ اور اجماع امت کی روشنی میں غلط ہے، یہ مغالطہ انگیز فلسفہ منکرین حدیث ہی کے ایک گروہ کا نقطۂ نظر ہے۔ اللہ تعالی ایسے لوگوں کے شر سے امت کو محفوظ رکھے۔

قرآن حکیم کی رُو سے نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ درج ذیل ......علوم اور مقاصد کا بنیادی منبع ہے:

(الف) احکام اسلامی کا سرچشمہ

آنحضور ﷺ کی احادیث مبارکہ ''احکام اسلامی'' کا اہم ترین مآخذ اور سرچشمہ ہیں......ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا (الحشر، ۷/۵۹)۔ — سو جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔

نامور محقق مصطفیٰ الاعظمی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے، کہ شریعت کا منبع ومصدر ایک ہی ہے، خواہ قرآن ہو یا سنت (دراسات، ۱/۱۴)۔

معروف شافعی محدث امام ابوبکر البیہقیؒ نے اپنی کتاب المدخل الکبیر، میں روایت نقل کی ہے:

''عمران بن حصین نے ایک دفعہ شفاعت کی حدیث بیان کی تو ایک شخص نے کہا: آپ ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کی کوئی اصلیت قرآن حکیم میں موجود نہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرانؓ سخت ناراض ہوئے اور کہا: کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟ اس نے کہا ہاں، فرمایا: کیا تم نے قرآن حکیم میں یہ پڑھا ہے کہ عشاء کی چار، صبح کی دو، ظہر اور عصر کی چار چار رکعات ہیں؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا: تم نے یہ تعداد کہاں سے سیکھی ہے؟ کیا تم نے اسے ہم (صحابہ) سے اور ہم نے

Marfat.com

رسول اکرمؐ سے نہیں سیکھا؟ پھر پوچھا کیا قرآن حکیم میں یہ ذکر ہے کہ چالیس بکریوں پر ایک بکری کی زکوٰۃ ہے، اس نے کہا نہیں، فرمایا: پھر تم نے اسے کہاں سے سیکھا...... پھر فرمایا: کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور جو چیز تمہیں پیغمبر دیں وہ لےلو اور جس چیز سے وہ منع کریں اس سے رک جاؤ'' پھر انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اکرم ﷺ سے ایسی بہت سی باتیں سیکھی ہیں جن کا تمہیں کوئی علم نہیں (ابن حجر العسقلانی، لسان المیزان، بیروت ۱۳۹۰ھ/۳).

الغرض تمام صحابہ کرامؓ، تمام تابعینؒ اور بعد میں آنے والے تمام ائمہؒ اور فقہاؒ ہمیشہ اس بات پر متفق رہے ہیں کہ نبی اکرمؐ کی سنت مبارکہ...... احکام اسلامی کا سرچشمہ اور ان کا اہم ترین مآخذ ہے.

(ب) قرآن کریم کی توضیح وتشریح

علاوہ ازیں آنحضور ﷺ کی احادیث مبارکہ سے قرآن حکیم کی الفاظ وکلمات اور اس کے احکام کی بھی توضیح وتشریح ہوتی ہے، ارشاد ہے:

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (النحل، ۱۶/۴۴)۔

اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (اشارات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دو اور تاکہ وہ غور کریں۔

اسی لیے قرآن کریم میں بہت سی باتوں کو مبہم چھوڑ دیا گیا ہے، تاکہ آنحضور ﷺ ان کی توضیح وتشریح کر سکیں، مثال کے طور پر...... قرآن حکیم میں ''صلاۃ'' کا لفظ ۷۳ مرتبہ دہرایا گیا ہے، مگر کسی ایک جگہ بھی اس کا عملی طریقہ بیان نہیں کیا گیا۔ نماز کا پورا طریقہ اور اس کے اوقات کی مکمل تفصیل احادیث نبویہ میں بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح اسلام کے دوسرے ارکان، مثلاً توحید باری تعالیٰ، زکواۃ، روزہ اور حج وغیرہ کی تفصیلات بھی احادیث نبویہ میں ہی ملتی ہیں، جو اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ قرآن کریم ہی کی طرح اہم اور حجت ہیں، خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

سیاتی قوم یجادلونکم بشبہات القرآن، فخذوھم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ." (ابن عبدالبر، جامع بیان العلم وفضلہ، ۲/۲۳۱)۔

عنقریب تمہارے پاس ایک جماعت آئے گی جو قرآنی شبہات کو لے کر تم سے جھگڑا کرے گی۔ تم ان کا مواخذہ سنن نبویہ سے کرنا کیونکہ سنن نبویہ کا علم رکھنے والے ہی کتاب اللہ کے مفہوم کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

گویا حضرت عمرؓ کے نزدیک بھی قرآنی آیات میں جدال کی صورت پیش آ جانے پر سنت نبوی کا درجہ قاضی اور حاکم کا تھا۔ امام علی بن المدینی بیان کرتے ہیں کہ امام عبدالرحمٰن مہدی کا قول ہے:

الرجل الی الحدیث احوج منہ من الاکل والشرب وقال الحدیث تفسیر القرآن.
(الکفایہ فی علم الروایہ، خطیب بغدادی، ص ۴۹)

کسی شخص کو کھانے پینے سے زیادہ علم حدیث حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور فرمایا حدیث قرآن کی تفسیر ہے۔

نامور فقیہ اور محدث علامہ طحاوی فرماتے ہیں:

''دینی اصول کے سلسلہ میں وہ شخص کیسے کچھ کہہ سکتا ہے جس نے دین کو کتاب وسنت کی بجائے لوگوں کے اقوال سے سیکھا ہو؟ اگر ایسا شخص یہ گمان کرے کہ وہ دین کتاب اللہ سے لے رہا ہے اور وہ اس کی تفسیر، حدیث رسول اللہ سے نہیں لیتا اور نہ اس پر غور کرتا ہے اور نہ بسند صحیح ہم تک پہنچانے والے صحابہ وتابعین کے اقوال پر نظر رکھتا ہے (تو اسے جان لینا چاہیے کہ) ان راویوں نے ہم تک صرف قرآن کے الفاظ کو نہیں پہنچایا، بلکہ اس کے معانی ومطالب کو بھی پہنچایا ہے۔ وہ لوگ قرآن کو بچوں کی طرح نہیں سیکھتے تھے، بلکہ اس کے مفہوم کو بھی سمجھتے تھے۔ اگر کوئی شخص ان کا راستہ اختیار نہ کرے تو پھر اپنی رائے سے ہی بولے گا اور جو اپنی رائے سے بولے گا اور اپنے گمان کو ہی دین سمجھے گا اور دین کو قرآن وسنت سے نہ سیکھے گا وہ گنہگار ہے خواہ اس کی بات درست ہی ہو اور اگر وہ دین کو کتاب اللہ اور سنت رسول سے سیکھے، تو اگر وہ غلطی بھی کرے تو اجر پائے گا اور اگر صواب کو پالے تو دوہرا اجر پائے گا۔'' (شرح عقیدۃ الطحاویہ، بیروت، ۱۳۹۹، ص ۲۱۲)

Marfat.com

اسی لیے ایسے لوگوں کو جو قرآن وسنہ وسبیل المؤمنین کی پیروی نہیں کرتے انہیں سزائے جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الۡهُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا (النسآء،۴/۱۱۵)۔

اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

فَلۡیَحۡذَرِ الَّذِیۡنَ یُخَالِفُوۡنَ عَنۡ اَمۡرِهٖۤ اَنۡ تُصِیۡبَهُمۡ فِتۡنَةٌ اَوۡ یُصِیۡبَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ. (النور،۲۴/۶۳)۔

جو لوگ ان (پیغمبر) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے (ایسا نہ ہو) ان پر کوئی آفت آجائے یا کوئی تکلیف دینے والا عذاب آجائے۔

(د) نبی علیہ السلام کا قانون سازی کا اور قانون اسلامی کی تشریح کا حق

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ . (آل عمران،۳/۱۶۴)۔

اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ○ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی . (النجم،۵۳/۳-۴)۔

اور پیغمبر اپنی خواہش سے بات منہ سے نہیں نکالتے، یہ تو حکم خدا ہے جو ان کی طرف بھیجا جاتا ہے۔"

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

Marfat.com

وَ یُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ . (الاعراف،۷/۱۵۷)۔ — وہ ان کے لیے پاک چیزیں حلال کرتے اور ناپاک چیزیں حرام ٹھہراتے ہیں۔

اسی لیے حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے:

تعلموا الفرائض والسنة کما تتعلمون القرآن. (سعید بن منصور السنن، بیروت، ۱/۲۶)۔ — تم لوگ جس طرح قرآن مجید سیکھتے ہو، اسی طرح فرائض اور سنت رسول کی تعلیم حاصل کرو۔

خلاصہ بحث:

امام محمد بن ادریس الشافعی (م ۲۰۴ھ) نے اس پوری بحث کا خلاصہ یوں پیش کیا ہے۔

رسول اکرم علیہ السلام کی سنت کی مضمون کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں:

(اول) یہ کہ قرآن مجید میں کسی حکم کا ذکر (نص) ہے اور رسول اکرم علیہ السلام نے حدیث کے ذریعہ اس کی وضاحت کی ہے، لہٰذا اس پر عمل ضروری ہے۔

(دوم) یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بات کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا ہے اور رسول اکرمؐ نے اس کی تفصیل بیان کردی ہے، لہٰذا ایسی حدیث بھی واجب الاتباع ہے۔

ان دونوں اقسام کے حجت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(سوم) یہ کہ رسول اکرم علیہ السلام نے کوئی ایسا طریقہ جاری کیا جو کتاب اللہ میں نہیں ہے یہ بھی حجت ہے) (الرسالہ، ص ۹۳)۔

☆..................................☆

باب سوم

سنت نبوی اور مختلف فرقے اور مسالک

اختلاف اور تنوع انسان کی فطرت میں ہے، اسی لیے زندگی کا کوئی بھی شعبہ اختلاف سے خالی نہیں ہے، البتہ دیکھنا یہ ہے کہ اسلام نے کس حد تک اختلاف کی اجازت دی ہے اور کس حد تک اختلاف سے منع کیا ہے۔ جہاں تک تو حق کے انکار، اس کی مخالفت اور اس کے ساتھ عناد کا تعلق ہے، تو اسلام اس کی قطعی طور پر اجازت نہیں دیتا، ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن کریم میں...... ارشاد ہوا ہے:

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍم بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (الروم،۳۰/۳۲).

بے شک وہ لوگ، جنہوں نے اپنے دین کو فرقوں میں بانٹ لیا اور وہ کئی گروہ بن گئے، ہر گروہ اس پر جو اس کے پاس ہے خوش ہے۔

دراصل آنحضور ﷺ کی سنت مبارکہ اچھے اور برے اختلاف میں فرق کرنے کا ...... معیار ہے، اسی لیے مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ...... اپنی زندگی کے ہر شعبے میں قرآن وسنہ کی پیروی کریں اور جب تک وہ ایسا کرتے رہیں گے وہ کامیابی کے راستوں پر...... گامزن رہیں گے، لیکن جب وہ قرآن وسنہ کو چھوڑ کر...... دوسرے طریقوں اور راستوں کی پیروی شروع کر دیں گے، تو وہ گمراہی میں جا پڑیں گے۔ قرآن کریم میں ہے:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ (النسآء،۴/۵۹)۔

اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف ہو تو اگر تم اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو، یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔''

دراصل اسلام نام ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی کا ہے، اسی سے اسلام کی ابتدا ہوتی ہے اور اسی پر آ کر یہ سفر مکمل ہوتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں بار بار...... اس کی تاکید کی گئی ہے، مثال کے طور پر فرمایا:

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ. (البقرۃ،۲/۱۵۱)۔

جیسا کہ ہم نے تمہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیات سناتا ہے، تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت (سنت) کی تعلیم دیتا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَ الْاِنْجِيْلِ۔ (الاعراف،۷/۱۵۷)۔

وہ لوگ جو اس رسول امی کی پیروی کرتے ہیں جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں موجود پاتے ہیں۔

اور آنحضور ﷺ کے احکام سے سرتابی کو منافقین کی علامت قرار دیا، فرمایا:

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا۔ (النسآء،۴/۶۱)۔

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس وحی کی طرف جو اللہ نے اتاری ہے اور رسول کی طرف تو تم منافقوں کو دیکھتے ہو، کہ وہ آپؐ سے دور دور رہتے ہیں۔

دوسری جگہ نبی ﷺ کی مخالفت پر عذاب الٰہی کی وعید دی گئی ہے۔ فرمایا:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (النور، ۲۴/۶۳)۔

جو لوگ رسول اکرم ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے۔ کہ کہیں انہیں آزمائش یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔

اسی لیے ہر مسلمان کے لیے اس کی زندگی میں قرآن حکیم کے بعد سب سے زیادہ اہمیت سنت نبوی ہے۔

Marfat.com

۲۔ صحابہ کرام اور تابعینؒ کا طریقہ کار

اسی بنا پر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ خیر القرون...... یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین کے زمانے میں لوگ ہر مسئلے میں قرآن وسنۃ کو ہی پیش نظر رکھتے تھے۔ انہی پر ان کا اعتماد اور بھروسہ تھا اور یہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھے اور جب کسی مسلمان کے سامنے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عمل یا کوئی قول یا کوئی ایسا فعل جو آپ کے سامنے کیا گیا اور آپ نے اس پر خاموشی اختیار کی، پیش کیا جاتا، تو ان کی گردنیں اطاعت کے لیے جھک جاتی تھیں اور وہ اسی حکم کے مطابق خود کو ڈھال لیتے تھے۔

اسلام کی ان ابتدائی صدیوں میں فرقے اور مسالک موجود نہ تھے...... یا موجود تھے، مگر ان کی اندھی تقلید کا...... رواج نہیں تھا، تقلید کا دور تیسری اور...... چوتھی صدی ہجری میں...... شروع ہوا اور وقت کے ساتھ ساتھ مستحکم ہوتا چلا گیا۔

رفتہ رفتہ...... لوگوں نے...... قرآن حکیم اور سنت نبویہ کو پیچھے چھوڑ دیا اور اپنے اپنے فرقوں کی تقلید شروع کر دی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لکیر کے فقیر بن کر رہ گئے اور قرآن وسنہ سے دور ہوتے چلے گئے۔ قرآن کریم میں باطل فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے...... ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ (الانعام، ۶/۱۶۰)۔	جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی فرقے ہو گئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت کیا اور فرمایا:

''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام میں کوئی نئی بات (بدعت) پیدا کی، اور اس کی پیروی کی، جو اللہ تعالی کے ہاں قبول نہیں کی جائے گی''۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت کے لوگ بھی بنی اسرائیل کی طرح مختلف فرقوں میں بٹ جائیں گے...... ان کے ۷۲ فرقے تھے اور میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے، جن میں سے ایک کے سوا تمام جہنم

Marfat.com

میں جائیں گے، صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یارسول اللہ جنت میں جانے والے کون لوگ ہوں گے فرمایا: وہ لوگ جو اس طریقے پر چلیں گے، جس پر میں اور میرے صحابہؓ چلے'' (مشکوۃ)۔

جہاں تک مثبت اختلاف کا تعلق ہے، تو ایسا اختلاف ایک صحت مند معاشرے کی علامت ہے، اسی لیے...... ایک روایت میں ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اختلاف امتی رحمة. میری امت کا اختلاف باعث رحمت ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس نوع کا فروعی اختلاف خود نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں بھی موجود تھا، جس کا ذکر مستند اور ثقہ روایات میں ملتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ حضرات ان کے علم کے مطابق جو درست ہوتا تھا اسی کی پیروی کرتے تھے اور یہ اختلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی کے متعلق ہوتا تھا۔ اسی لیے ان حضرات کا یہ اختلاف اس اختلاف کا مصداق نہیں جس کا ذکر سطور بالا میں آیا ہے: یہی اختلاف عہد تابعین میں مختلف فقہی مسالک کی بنیاد بنا اور عالم اسلام میں چار یا (ظاہریہ کو شامل کر کے) پانچ بنیادی قسم کے فقہی مسالک وجود میں آ گئے۔ یہ چاروں مسالک قرآن کریم اور سنت نبویہ ہی کی توضیح و تشریح پر مبنی ہیں، اسی لیے امت میں شروع سے ہی متداول اور مقبول رہے ہیں۔ ان مسالک کے بانی اپنے اپنے زمانے کے بہت بڑے علماء، محدث اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے۔ انہوں نے قرآن وسنہ کی روشنی میں احکام اسلامی کو اپنے اپنے انداز میں بیان کیا اور انہیں مخصوص اصولوں کی روشنی میں مرتب کیا۔

(۲) مختلف اسلامی فرقوں کا تعارف:

ان مسالک کا مختصر الفاظ میں تعارف درج ذیل ہے:

(۱) حنفیہ:

فقہی مسالک میں یہ سب سے بڑا مسلک ہے، جو وسط ایشیا، ترکی، افغانستان، پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش وغیرہ میں پھیلا ہوا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت (۸۰-۱۵۰ء)...... کی طرف منسوب ہے...... امام ابوحنیفہؒ کی ولادت کے وقت...... متعدد

Marfat.com

صحابہ کرام موجود تھے......اسی لیے آپ کے متعلق تحقیق سے یہ بات ثابت ہے، کہ آپ مقام ورتبے کے اعتبار سے......تابعی تھے۔

آپ نے حضرت حماد بن سلمہ اور ابراہیم النخعیؒ سے......تعلیم حاصل کی، جو حضرت عبد اللہؓ بن مسعود اور حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ۴۰ ھ) کے تربیت یافتہ تھے......امام ابوحنیفہؒ کا فقہی مسلک قرآن وسنہ کے گہرے تدبر اور غور وفکر پر مبنی ہے.

امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، اور امام زفر بن الہذیلؒ......آپ کے معروف ترین شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کی فقہ زیادہ تر وسط ایشیا، ہندوستان اور ترکی وغیرہ کے علاقوں میں مقبول ہوئی.

۲۔ مالکیہ:

اس مسلک کی بنیاد امام مالک بن انسؒ......امام اہل مدینہ (۹۴-۱۷۰ء) نے رکھی۔ جو اپنے دور کے عظیم ترین محدث اور امام تھے، آپ نے تمام زندگی......مسجد نبوی میں بیٹھ کر......لوگوں کو نبی اکرم علیہ السلام کی احادیث مبارکہ کی تعلیم دی......آپ کا شمار بھی عظیم تابعی علما میں سے ہوتا ہے۔ آپ نے موطا امام مالک جیسی عظیم کتاب مرتب کی۔ جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم سمیت حدیث کی تمام کتابوں کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

امام مالکؒ نے......اپنی فقہ کی بنیاد......قرآن وسنہ اور اہل مدینہ منورہ کے تعامل اور ان کے معمولات پر رکھی ہے......امام مالک کا مسلک زیادہ تر......مغربی اسلامی ممالک، مثلاً اندلس، مراکش، الجزائر اور تیونس میں اشاعت پذیر ہوا۔

۳۔ شافعیہ:

یہ فقہی مسلک امام محمد بن ادریس الشافعیؒ (۱۵۰-۲۰۴ء) کی طرف منسوب ہے، جو امام مالکؒ اور امام محمدؒ کے شاگرد تھے......ان کی ولادت فلسطین کے قصبے عسقلان میں ہوئی، لیکن انہوں نے حصول علم کے لیے......تمام بلاد اسلامیہ کا سفر کیا......اور اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ مصر......اور بغداد میں بسر کیا.

Marfat.com

آپ کی فقہ...... مصر و شام کے علاوہ انڈونیشیا اور ملائشیا وغیرہ مشرقی ملکوں میں زیادہ مقبول ہوئی، کتاب الام، الرسالہ اور مسند الشافعی وغیرہ آپ کی معروف تصانیف ہیں۔

۴۔ حنبلیہ:

اس مسلک کی اساس امام احمد بن حنبل (۱۶۴-۲۴۱ھ) نے رکھی، آپؒ امام شافعی کے معروف ترین شاگرد تھے، آپ بنو عباس کے زمانے میں...... خلق قرآن کے مسئلے پر بڑے ابتلا کا شکار ہوئے۔ حکومت وقت نے ...... معتزلہ کے زیر اثر انہیں سخت ترین سزائیں دیں اور قرآن کو مخلوق کہنے پر مجبور کیا، مگر وہ اپنے اس موقف پر قائم رہے کہ قرآن اللہ کا غیر مخلوق کلام ہے۔ آپ نے تیس ہزار احادیث پر مشتمل مسند (مسند احمد) ترتیب دی ...... امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ اور امام مسلم بن الحجاج القشیریؒ آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔ آپ کا مسلک سعودی عرب، یمن اور مصر وغیرہ علاقوں میں اشاعت پذیر ہوا۔

ان کے علاوہ ...... داؤد بن علی بن خلف الظاہری (۲۰۲-۲۷۰) کا مسلک ''ظاہریہ'' بھی بعض علاقوں میں اشاعت پذیر ہوا ہے، جنہوں نے اپنے مسلک کی اساس قرآن وسنہ کے ظاہری الفاظ پر رکھی ہے۔

ان تمام بزرگوں نے اپنے اپنے مسالک کو قرآن وسنہ پر مبنی کیا ہے اور ہر ایک امام نے یہ دعویٰ کیا ہے، کہ اس کا مسلک قرآن وسنہ کے زیادہ قریب ہے، لیکن اس کے باوجود ان مسالک کے ماننے والوں کا یہ فرض ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن وسنہ کا علم دیا ہے، تو وہ اس علم کی روشنی میں یہ دیکھیں، کہ انہوں نے کہاں تک قرآن اور سنہ کی اتباع کی ہے اور کہاں تک اپنی رائے اور قیاس کا استعمال کیا ہے، اگر ہم پر یہ واضح ہو جائے، کہ...... فلاں مسئلے میں قرآن اور سنہ کا حکم مختلف ہے، تو اس مسئلے میں قرآن اور سنہ کی پابندی ہی ضروری ہوگی...... نامور حنفی فقیہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

''علماء، اولیاء کرام، سلاطین اور حکام کی جو اطاعت شریعت کے تقاضوں کے

Marfat.com

مطابق ہو وہ تو ٹھیک ہے (کرنی چاہیے) اس لیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

''اللہ تعالی اس کے رسول ﷺ اور اپنے حکام کی اتباع کرو'' اور اگر ان کی اطاعت اس کے خلاف ہو، تو وہ...... قرآنی آیت (آل عمران، ۶۴) کے مطابق اللہ کو چھوڑ کر، ایک دوسرے کو معبود بنانا ہے...... حضرت علیؓ سے مروی ہے، کہ اللہ تعالی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ ان کی اطاعت تو صرف معروف (بھلائی) کے کاموں میں ہی جائز ہے...... (بخاری، مسلم، ابوداؤد، النسائی) اور حضرت عمران بن حصینؓ اور حکیم بن عمرو الغفاری سے مروی ہے کہ اللہ تعالی کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر کسی شخص کو ایسی کوئی صحیح حدیث مل جائے، جو نبی اکرم ﷺ سے مرفوعاً منقول ہو، معارضے سے خالی ہو اور اس حدیث کو منسوخ کرنے والی بھی کوئی اور حدیث موجود نہ ہو اور مثال کے طور پر امام ابوحنیفہؒ کا فتوی اس کے خلاف ہو اور ائمہ اربعہ میں سے کسی نے اس حدیث پر عمل کیا ہو، تو اس کے لیے ثابت شدہ حدیث پر عمل کرنا واجب اور ضروری ہوگا اور اس کا اپنے مسلک پر جمے رہنا اس سے مانع نہیں ہوگا، تاکہ اس آیت کے مطابق اللہ کو چھوڑ کر ہم پر ایک کا دوسرے کو معبود بنانے کا مضمون صادق نہ آئے۔

امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب المدخل میں حضرت عبداللہ بن المبارکؒ سے صحیح سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ فرمارہے تھے: ''اگر نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث آئے، تو وہ ہمارے سر آنکھوں پر اور اگر نبی اکرم ﷺ کے کسی صحابی کا کوئی قول ہو، تو ہم ان کے اقوال اور ان کے فتاوی میں سے کسی ایک کو منتخب کریں گے اور اگر تابعین کا کوئی قول ہو، تو پھر ہم اپنی رائے پر عمل کریں گے''۔

روضۃ العلماء میں ہے، کہ وہ فرماتے ہیں: ''رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کا کوئی قول یا حدیث ملنے پر میرے قول پر عمل کرنا چھوڑ دو'' اور ان سے یہ بھی مروی ہے، کہ انہوں نے فرمایا: ''جب کوئی صحیح حدیث ملے، تو وہی میرا مسلک اور میرا قول ہے'' (تفسیر مظہری، ۲/۲:۶۴۴، مطبوعہ دہلی، ۱۹۵۳ء)۔

Marfat.com

اسی طرح دوسرے ائمہ نے ...... بھی اپنے عظیم ترین فکری مقام اور رتبے کے باوجود اسی بات پر زور دیا، کہ اگر ان کے اقوال کے مقابلے میں کوئی صحیح اور مستند حدیث مل جائے تو وہی حدیث ان کا موقف اور ان کا مسلک ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہیے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے، کہ کسی بھی امام نے اپنے پاس سے کوئی حکم یا فتوی نہیں دیا، انہوں نے قرآن وسنہ ہی کا نقطۂ نظر پیش کیا ہے، اس لیے یہ ضروری ہے کہ ان احکام کی نسبت اللہ تعالی اور اس کے رسول ہی کی طرف کی جائے۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ ان تمام احکام کا دل میں احترام کیا جائے، جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں۔

ان ائمہ میں زیادہ تر اختلاف بہتر اور غیر بہتر کا ہے، یعنی کسی امام کے نزدیک رفع یدین کرنا بہتر ہے اور کسی کے نزدیک رفع یدین نہ کرنا بہتر ہے...... اس لیے کہ ان دونوں طریقوں کا ذکر نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں صراحت کے ساتھ آیا ہے، اس طریقے سے ائمہ کرام کی تشریح کو قبول کرنا ...... خدانخواستہ ...... شرک نہیں ہے۔ اسی لیے بڑے بڑے ائمہ کرام نے تقلید کی ہے اور اس کا جواز ثابت کیا ہے، لیکن یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے، کہ مسلمانوں کے لیے اصل اہمیت قرآن اور حدیث کی ہے، جہاں تک ائمہ کرام کے اقوال کا تعلق ہے اگر وہ قرآن اور سنہ کے مطابق ہوں تو انہیں قبول کر لیا جائے ورنہ انہیں قبول نہ کیا جائے.

لیکن چونکہ عام آدمی کا قرآن اور سنہ کے بارے میں علم محدود ہوتا ہے، وہ اس بات کا فیصلہ نہیں کرسکتا کہ کونسی بات قرآن وسنہ کے مطابق اور کونسی بات قرآن وسنہ کے مطابق نہیں ہے، ایسے لوگوں کے لیے یعنی عوام کے لیے کسی معین مسلک کی تقلید اور اس کی پابندی ضروری ہے، لیکن انہیں یہ بات ضرور ذہن میں رکھنی چاہیے کہ وہ اس امام کی نہیں بلکہ آنحضور ﷺ کی پیروی کر رہے ہیں اور سب مسلمان اسی کے پابند ہیں۔

(۳) دوسرے فرقے اور مسالک

جہاں تک ہمارے زمانے کے دوسرے فرقوں اور مسالک کا تعلق ہے، تو اس ضمن

Marfat.com

میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالی نے ہمیں اپنی اور اپنے نبی کی اطاعت کا حکم دیا ہے دوسرے لوگوں کی اتباع اور اطاعت کا نہیں، اسی لیے یہ ہماری مذہبی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ ہم قرآن وسنہ کو سمجھیں اور اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھالیں، مبادا ایسا ہو کہ ہم انہی اندھیروں میں گم رہیں اور اللہ کے ہاں ہمارا شمار گمراہ لوگوں میں کر دیا جائے۔ اس صورت میں کہیں ہم اس آیت قرآنی کا مصداق نہ بن جائیں:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (الکھف، ۱۸/۱۰۳،۱۰۴)۔

کہہ دو کہ ہم تمہیں نہ بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں، وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

حکم یہ ہے کہ صرف اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی ہی اتباع اور پیروی کی جائے،...... قرآن کریم میں ہے:

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (الانعام، ۶/۱۵۳)۔

اور یہ کہ میرا سیدھا راستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور اور راستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

(۴) پیر امرشد و شیخ کی پیروی

اسی کی روشنی میں پیر / مرشد و شیخ کی پیروی اور تقلید کا مفہوم بھی سمجھا جا سکتا ہے، دراصل ''پیر / شیخ'' پکڑنے کا مطلب یہ ہے، کہ اُسے کوئی ایسا ''بندہ کامل مل جائے، جو اپنے رفقاء یا مریدوں کی قرآن وسنۃ کی طرف رہنمائی اور ان کی ارشادات نبوی کی روشنی میں تربیت کر سکے، اسی لیے مرشد کامل کی پہچان یہ ہے، کہ اُسے دیکھ کر ''اللہ یاد آتا ہو'' اور اس کے ہر عمل میں ''سنت نبویہ'' کی جھلک پائی جاتی ہو، اور حقیقت یہ ہے کہ ہر مسلمان کی اصل بیعت نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں پر ہوگئی ہے اور استاد یا شیخ یا پیر اگر تو بندے کی اس

Marfat.com

بیعت کے مطابق رہنمائی کریں تو فبہا ورنہ قرآن اور سنۃ کا حکم پیر امرشد وشیخ کے حکم سے مقدم ہے۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ جہاں تک ہو سکے، قرآن وسنہ کی پیروی کی جائے۔

۲۔ فرقہ واریت اور گروہ بندی اسلام میں ممنوع ہے، اس سے حتی الامکان احتراز کرنا چاہیے۔

۳۔ فقہی مسالک اور فرقوں کی حیثیت محض توضیح وتشریح کرنے والے اداروں کی سی ہے، اصل حکم اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ ہی کا ماننا ضروری ہے۔

۴۔ قرآن وسنہ کا اتنا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ اسے حلال وحرام کا پتہ چل جائے۔

۵۔ قرآن اور حدیث اور ان پر مبنی تمام اقوال اور فتاوای کا احترام کرنا چاہیے، خواہ ان پر کسی اور مسلک والوں کا عمل ہو۔

☆..............................☆

باب چہارم

بدعت پرستی سے اجتناب

جس طرح قرآن حکیم میں جا بجا نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے، اسی طرح بدعت سے اجتناب کرنے کی تاکید بھی کی گئی ہے۔

بدعت (Innovation, Novelty) کا لفظ ''بدع یبدع'' سے بنا ہے، جس کے معنی ہیں ''نئی بات'' پیدا کرنا (لسان العرب) چنانچہ ''بدعت'' سے مراد ہر ایسا عمل ہے، جسے حصول ثواب اور رضائے خداوندی کی خاطر، شریعت میں اپنی طرف سے بڑھا لیا جائے۔

علماء نے بدعت کی یہ تعریف کی ہے:

کوئی نئی بات یا کوئی نیا عقیدہ یا نیا معمول جو دین میں داخل کیا گیا ہو، (دائرۃ المعارف ۵/۱٦٦)......یعنی جس کی سند قرآن و سنہ میں نہ ملتی ہو۔

زیادہ صحیح معنوں میں بدعت کا لفظ سنت کی ضد ہے...... بدعت اختیار کرنے والوں کو مبتدعین، بدعتی اور اہل البدع کہا جاتا ہے۔

قرآن حکیم میں کئی جگہ بدعت اور خلاف سنت امور سے منع کیا گیا ہے، مثلاً ایک جگہ ارشاد فرمایا:

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (الاعراف، ۷/۳)۔

(لوگو) جو (کتاب) تم پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوئی ہے اس کی پیروی کرو اور اسکے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو (اور) تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔

آنحضور ﷺ نے بھی کئی موقعوں پر، اس بدعت پرستی سے ہمیں منع کیا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اکرم

Marfat.com

ﷺ نے زمین پر، ایک سیدھا خط کھینچا اور اس کے دائیں بائیں ٹیڑھے میڑھے کئی خطوط کھینچے، اور پھر فرمایا: یہ تو سیدھا راستہ ہے اور یہ اس کے دائیں بائیں...... گمراہی کے راستے ہیں (ترمذی)۔

قرآن کریم کی رُو سے نجات اور کامیابی کے حصول کا واحد راستہ یہی ہے، کہ بندہ سختی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے رسول ﷺ کی سنت مبارکہ کی پیروی کرے اور اگر بندہ لوگوں کی اکثریت یا سوادِ اعظم کو دیکھ کر چلنا شروع کردے تو وہ گمراہ ہو جائے گا...... چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (الانعام،۶:۱۱۶)۔	اور اکثر لوگ جو زمین پر آباد ہیں (گمراہ ہیں) اگر تم ان کا کہا مان لو گے تو وہ تمہیں اللہ کا رستہ بھلا دیں گے۔ یہ محض خیال کے پیچھے چلتے اور نرے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں۔

ایک موقع پر آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَاِنَّ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا (البخاری)۔	بے شک سب سے بہتر رہنمائی محمد ﷺ کی ہے اور سب سے برے کام بدعتیں ہیں۔

''بدعت'' اصل میں...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے...... دین کی تکمیل پر اعتراض اور اس کی مخالفت ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدۃ،۵:۳)۔	(اور) آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دی ہیں اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ	اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس

Marfat.com

وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ـ (النحل، ۱۶:۸۹)۔
میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔

لیکن افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے، کہ ہمارے زمانے میں دین اسلام کے نام پر طرح طرح کی بدعتیں ایجاد ہو رہی ہیں اور لوگ دین اسلام کے نت نئے ایڈیشن تیار کر رہے ہیں اور دین میں اپنی طرف سے اضافے تجویز کیے جا رہے ہیں۔ نامور فقیہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے، کہ وہ کسی معاملے میں یہ کہے کہ علمائے شریعت نے اس کی حرمت یا کراہت کا فتوی دے دیا ہے اور صوفی بزرگوں کا اس پر عمل ہے اور ہم انہی کی تقلید اور پیروی کر رہے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ صوفیائے کرام نے کبھی بھی شریعت کے تقاضوں کے خلاف عمل نہیں کیا، اصل خرابی ان کے جاہل پیروکار پیدا کرتے ہیں'' (تفسیر مظہری، ۲/۶۵).

آگے مزید لکھتے ہیں:

''ایسے کام جائز نہیں ہیں، جو جاہل لوگ اولیاء اور شہداء کی قبروں اور ان کے مزارات کے ساتھ کرتے ہیں، مثلاً سجدہ اور ان کا طواف وغیرہ، اور ان پر چراغ اور قمقمے جلانا اور ان پر مسجدیں (سجدہ گاہیں) بنانا اور سال کے بعد عیدین کی طرح ان کی قبروں پر عرس کے نام پر جمع ہونا...... (حد یہ ہے، کہ عرس منانے کو مذہبی شان وشوکت کا نام دیا جاتا ہے)...... ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، کہ جب نبی اکرم ﷺ پر مرض الوفات میں درد کا غلبہ ہوا، تو آپ ﷺ اپنے کپڑے/رومال کو اپنے چہرے سے بار بار اتارنے لگے، جب آپ کو افاقہ ہوتا تو چہرہ کھول دیتے اور فرماتے: اللہ تعالی یہود ونصاری پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا ہے، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں، کہ مسلمانوں کو ایسے کاموں سے جو یہود ونصاری نے کیے احتراز کرنا چاہیے۔ (بخاری ومسلم)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالی قبروں پر جانے والی عورتوں اور قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے والوں پر لعنت

کرے (الحاکم)۔

مسلم میں حضرت جندبؓ بن عبدالملک سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: کہ "میں نے رسول اکرم ﷺ کو اپنے وصال سے پانچ دن قبل دیکھا اس وقت آپ یہ فرما رہے تھے:

"دیکھو قبروں کو سجدہ گاہیں نہ بناؤ، میں تمہیں اس سے منع کر چکا ہوں"...... (تفسیر مظہری، ۶۵:۲/۲)۔

اس بدعت پرستی کے اسباب درج ذیل ہیں:

۱۔ حد سے بڑھی ہوئی جہالت

دنیا میں مسلمانوں کے زوال کے اسباب میں سے ایک اہم سبب یہ بھی ہے، کہ مسلمانوں میں اپنے دین، اپنے مذہب اور مذہبی تعلیمات کے متعلق بے حد بے خبری، لاعلمی اور بے حد جہالت پائی جاتی ہے اور یہ کم علمی یا جہالت خود اختیار کردہ ہے، اس لیے کہ آج کے دور میں...... انسان ساری دنیا کی خبر رکھتا ہے، مگر...... دین اور مذہب کے متعلق اپنے واجبی سے اور معمولی سے علم ہی کو کافی سمجھتا ہے اور اس بارے میں مکمل طور پر دوسروں پر، خصوصاً مذہبی طبقے پر ضرورت سے زیادہ اعتماد کرتا ہے...... عوام کی اسی جہالت اور کم علمی کی بنا پر باہمی اختلافات پیدا ہوتے ہیں، فرقہ بندی کو ہوا ملتی ہے اور مسلمانوں کی جڑیں کمزور ہوتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا تھا:

"جو شخص تم میں سے زندہ رہا، تو وہ لوگوں میں اختلاف دیکھے گا"۔ (ابوداؤد)

۲۔ خواہشات نفس کی پیروی

بدعت پرستی کا دوسرا سبب خواہشات نفس کی پیروی کا رجحان ہے، وہ اس طرح کہ کچھ لوگوں نے دین کے نام پر مذہبی دوکانداریاں قائم کر رکھی ہیں، یہ لوگ محض اپنے حلوے مانڈے کے لیے دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں، اس طرح کے "ڈبہ پیر" دنیا اور آخرت دونوں کے لیے خطرہ ہیں، لہٰذا ان سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

ایک اور موقع پر رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ زمین سے علم کو نہیں اٹھائے گا، بلکہ ہوگا یہ کہ اہل علم دنیا سے اٹھ جائیں گے اور ان کی جگہ جاہل لوگ رہ جائیں گے اور وہی لوگوں کے امام اور قائد ہوں گے، وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے، یوں خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (احمد)''۔

یہ بات آج کے زمانے کے جاہل پیروں اور ان کے پیروکاروں پر صادق آتی ہے۔ جو قرآن وسنۃ پر عمل کرنے اور اس کی دعوت دینے کے بجائے ان کی من مانی تاویلیں کرتے ہیں اور لوگوں کے عقیدے اور اعمال کو دیدہ و دانستہ بگاڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

قرآن کریم میں بھی اسی صورت حال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، فرمایا:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ط فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ o وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ (الجاثیہ، ۴۶/۲۳،۲۴)۔

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے اور باوجود جاننے بوجھنے کے (گمراہ ہو رہا ہے تو) اللہ نے (بھی) اس کو گمراہ کر دیا اور ان کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اب اللہ کے سوا اسکو کون راہ پر لاسکتا ہے تو کیا تم نصیحت نہ پکڑتے۔

۳۔ دوسروں کی اندھی تقلید

بدعت پرستی کی ایک اور وجہ یہ ہے، کہ اس میں اندھی تقلید کا پہلو پایا جاتا ہے، ہمارے ہاں پڑھے لوگ بھی سنت اور بدعت میں امتیاز نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم دوسروں کی اندھی تقلید کرتے ہیں...... خواہ یہ لوگ ہمارے بڑے، باپ دادا ہوں یا ہمارے معاشرے کے وہ لوگ جو خود کو مذہبی قائد اور لیڈر کے طور پر پیش کرتے ہیں اور چونکہ ہمارا علم دین کے متعلق بڑا واجبی سا اور بڑا محدود ہوتا ہے، اسی لیے ہمیں دین کے متعلق جو کچھ بھی بتا دیا جاتا ہے ہم اسے قبول کر لیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن حکیم میں

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ (البقرۃ،۲/۱۷۰)۔

اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے اسکی پیروی کرو تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اسی چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ بھلا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہو اور نہ سیدھے (رستے) پر ہوں (تب بھی وہ انہیں کی تقلید کیے جائینگے)۔

ایک موقع پر آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کسی شخص کو اس کے رشتہ دار اور عزیز و اقارب قبر میں ڈال کر واپس جاتے ہیں، تو ابھی وہ ان کے واپس جانے کے قدموں کی چاپ سن رہا ہوتا ہے کہ...... دو فرشتے جن میں سے، ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، آتے ہیں اور اس کو اٹھا کر بٹھا لیتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں ......تو اس شخص (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس پر وہ اس کے لیے جہنم کی کھڑکی کھولتے ہیں...... اور کہتے کہ یہ تیرا ٹھکانہ تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے تیرے ایمان کی وجہ سے تجھے اس سے بچا لیا، پھر اس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دیتے ہیں اور اسے بتاتے ہیں کہ اب تیرا ٹھکانہ یہ ہے اور اگر اس کا تعلق منافقوں اور بے دین لوگوں سے ہو، تو وہ کہے گا، کہ ہاں میں وہی کہتا تھا جو دوسرے لوگ کہتے تھے، جس پر فرشتے اسے آہنی گرز سے ماریں گے، جس پر وہ اتنے زور زور سے چیخے گا، کہ انسانوں اور جنات کے سوا اس کی آواز ہر مخلوق سنے گی''۔ (البخاری)

۴۔ باطل پرستی کا رجحان

بدعت کا ایک اور قابل مذمت پہلو یہ ہے، کہ اس پر عمل کرنے والا دراصل باطل پرستی کا ارتکاب کرتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے، کہ کفر یہ اعمال عام طور پر بددیانتی اور جہالت پر

Marfat.com

مبنی ہوتے ہیں۔ حضرت سفیان ثوریؒ کا قول ہے:

''شیطان کو بدعت گناہ سے بھی زیادہ پسند ہے، اس لیے کہ گناہ گار کو توبہ کی توفیق مل جاتی ہے مگر بدعتی کو نہیں ملتی''۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بدعتی ہمیشہ یہ گمان کرتا ہے، کہ وہ نیک کام کر رہا ہے، جبکہ وہ صریح گمراہی پر چل رہا ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ قبرستان میں گئے جس کے بعد، آپ نے فرمایا:

''کچھ لوگ مجھ سے اس طرح دور کردیئے جائیں گے، جیسے کہ اجنبی اونٹ کو...... دوسرے اونٹوں سے الگ کردیا جاتا ہے، میں کہوں گا: میرے پاس آؤ، میرے پاس آؤ، مگر مجھے بتایا جائے گا، کہ آپ نہیں جانتے، انہوں نے آپ کے بعد (دین میں) کیا کچھ بدل ڈالا تھا (مسلم ابوداؤد)۔

اسی لیے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

''سلف صالحین اور ان کی تشریحات پر سختی کے ساتھ عمل پیرا رہو اور دین میں نئی بات اور بدعت پیدا کرنے سے بچو''۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں:

''جو شخص دین میں کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے، وہ گویا یہ دعوی کر رہا ہے، کہ آنحضورﷺ نے اللہ تعالی کے احکام کی تبلیغ میں العیاذ باللہ کوتاہی کی ہے''۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے:

''سنت نبوی کے بنیادی اصولوں کا تقاضا یہ ہے، کہ ہم بدعت سے بچیں، اس لیے کہ یہ بدعت گمراہی ہے''۔

پھر بدعت کے حامیوں نے بدعات کو اچھی اور بری بدعات میں تقسیم کر رکھا ہے اور یہ گمان کرتے ہیں، کہ اچھی بدعت اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ محض گمراہی

ہے، جو کام بھی خلاف سنت ہوگا، وہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہے، یہ گویا اللہ تعالی کو اس کے دین کے متعلق بتانا ہے، ارشاد ہے:

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (الحجرات،۴۹/۱۶)۔

ان سے کہو کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتلاتے ہو اور اللہ تو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں سے واقف ہے اور خدا ہر شے کو جانتا ہے۔

قرآن کریم بار بار حکم دیتا ہے:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. (آل عمران،۳/۱۳۲)

آپ کہہ دیجیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ اللہ تعالی کو ایک ماننے کے حکم کا تقاضا یہ ہے، کہ اسے اپنی ذات اور صفات میں ایک مانا جائے.

۲۔ اس کے سارے احکام اور اسلام کے تمام ارکان کو مانا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔

۳۔ اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ تعالی کا نبی اور رسول تسلیم کیا جائے اور آپ کی سنت پر سختی سے کاربند رہا جائے اور خلاف سنت اور خصوصا بدعات سے اجتناب کیا جائے۔

۴۔ بدعتوں اور بدعت پرستوں سے خود کو دور رکھا جائے، اس لیے کہ بعض اوقات بندہ محض دوستی اور محبت میں ...... مارا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ دوستوں اور ہم نشینوں کے خیالات وافکار سے متاثر ہو جاتا ہے۔

۵۔ بدعت کو سخت ترین گناہ اور غلط کام سمجھنا چاہیے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے بدعت کو گمراہی قرار دیا ہے۔

☆.................................☆

Marfat.com

باب پنجم

مسلمان عورت: قرآن اور سنت کی روشنی میں

اسلام تمام طبقات کو، ان کی نسل، زبان، صنف اور سماجی حیثیت سے قطع نظر مساوات اور برابری عطا کرتا ہے، چنانچہ اسلام نے مردوں اور عورتوں کے مابین مساوات قائم کی ہے، البتہ ان کے لیے کام کرنے کے الگ الگ شعبے اور میدان تجویز کیے ہیں اور ہر ایک صنف کو دوسری صنف کے لیے تکمیل حیات کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اسلام نے عورتوں کو ان کے حقوق اور ان کے فرائض سے آگاہ کیا اور انہیں اپنی الگ اور آزاد پہچان، آزادی اور مکمل احترام عطا کیا ہے۔

اسلام حقوق و مراعات میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْف (البقرۃ،۲/ ۲۲۸)۔

اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ایسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق۔

قرآن کریم...... اللہ تعالیٰ کا مردوں اور عورتوں سے خطاب پر مشتمل کلام ہے چنانچہ کئی مقامات پر...... ایمان والے مردوں کے ساتھ ایمان والی عورتوں کی بھی صراحت کی گئی ہے، جس سے دونوں کی ذمہ داریوں، حقوق، رویوں اور فرائض میں مساوات وغیرہ کا پتہ چلتا ہے، ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ

(جو لوگ اللہ کے آگے سر اطاعت خم کرنیوالے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں

Marfat.com

وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا (الاحزاب،۳۳/۳۵)۔

اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنیوالی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں کچھ شک نہیں کہ ان کے لیے اللہ نے بخشش اور اجرِ عظیم تیار رکھا ہے۔

آیئے: سنت نبوی کی روشنی میں مسلمان عورت کے کردار اور اس کے فرائض وواجبات کا جائزہ لیں:

ا۔ بیویوں سے حسن سلوک سیرت طیبہ کی روشنی میں

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا ہے، اسی طرح آنحضور ﷺ خود بھی ...... بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت کی بے حد تاکید فرماتے تھے، چنانچہ...... خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے اس کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

''اپنے بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا...... تم نے ان کے جسم، اللہ کے نام کے ساتھ، حلال کیے ہیں، تمہارے ان پر اور ان کے تم پر حقوق ہیں...... تم پر ان کا حق...... کھانے اور لباس کا ہے...... اور ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی ایسے مرد کو نہ بیٹھنے دیں جو تمہیں پسند نہ ہو'' .... اور ان کا تم پر معروف طریقے کے مطابق کھانا اور لباس دینے کا حق ہے۔(مسلم،۲/۸۸۶۔۸۸۷، کتاب الحج، حدیث ۱۲۱۸(۱۴۷)

Marfat.com

زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ بہت برا سلوک کرتے تھے، مگر رسالت مآب علیہ نے...... ان کے ساتھ نرمی اور عفو و درگزر سے کام لینے کا حکم دیا...... آپ نے فرمایا:

خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی (الترمذی، ۷۰۹/۵، حدیث ۳۸۹۵)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے، جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔

قرآن کریم میں ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النسآء، ۴/۱۹)۔

تم اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی طرح رہو، اس لیے کہ ہوسکتا ہے، تمہیں اس کی کوئی عادت پسند نہ ہو، مگر اللہ اس کی وجہ سے تمہارے لیے بڑی بھلائی پیدا کردے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے، کہ ایک شخص نے نبی اکرم علیہ سے پوچھا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے؟ فرمایا یہ کہ جب تو کھائے تو اُسے بھی کھلائے، اور جب تو پہنے تو اُسے بھی پہنائے، اور اُس کے چہرے پر نہ مارے اور اُسے برا بھلا نہ کہہ اور نہ ہی گھر کی چار دیواری کے سوا چھوڑ۔ (احمد، مسند، ۴/۴۴۶، ۴۴۷؛ ابوداؤد، ۲/۶۰۶، کتاب النکاح، حدیث ۲۱۴۲)

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ نبی اکرم علیہ نے گیارہ عورتوں سے نکاح کیے اور ایک وقت میں آپ کے گھر میں نو ازواج تک رہیں، لیکن آپ نے اپنی بیویوں کو اتنی محبت اور اتنی عزت دی، کہ انہیں کبھی آپ علیہ سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔

آپ ان کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے، انہیں دل چسپ اور نصیحت آموز واقعات سناتے، سفر پر جاتے تو انہیں ہمراہ لے جاتے اور ان کی ہر طرح سے دل جوئی کا خیال رکھتے تھے۔

Marfat.com

۲۔ بحیثیت ماں عورت کا خصوصی ادب اور احترام

اللہ تعالیٰ نے عورت کو کئی خوبصورت روپ بخشے ہیں، جن میں سے ایک روپ ماں کا بھی ہے۔ عورت ماں کی حیثیت سے اسلام میں حد درجہ ادب واحترام کی مستحق ہے، اس پر قرآن مجید کی کئی آیات میں گفتگو کی گئی ہے اور یہ حکم دیا گیا ہے کہ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی ماں کا احترام کرے اور اس کی خدمت کرے، خواہ وہ غیر مسلم ہی ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

''ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: یا رسول اللہ! میری طرف سے ادب واحترام اور خدمت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تمہاری ماں، پوچھا...... پھر کون؟ فرمایا: تمہاری ماں، پوچھا پھر کون؟ فرمایا: تمہاری ماں، چوتھی مرتبہ پوچھنے پر فرمایا: تمہارا باپ''۔

(البخاری، ۱۰/۴۰۱، کتاب الادب، حدیث ۵۹۷۱؛ مسلم، حدیث ۲۵۴۸(۱))

اسلام میں عورت اپنی مذہبی، معاشرتی اور روحانی جہت سے ہر طرح مردوں کے برابر ہے، البتہ اسلام نے دونوں کے مابین تقسیم کار کا اصول اپنایا ہے، مرد کی ذمہ داری...... کما کر لانے کی اور عورت کی ذمہ داری گھر داری کی ہے، مغرب میں، عورت کی لامحدود آزادی، دراصل اس کے...... جسمانی استحصال، اس کی آبرو کی نیلامی اور اس کے وقار کو ٹھیس پہنچانے کا دوسرا نام ہے، اسلام اس قسم کی آزادی کی اجازت نہیں دیتا، اور جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم آجائے، وہاں تسلیم ورضا ہی مسلمانوں کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (الاحزاب، ۳۳/۳۶).	اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں، تو اسے اس کے معاملے کا کچھ اختیار ہو، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

۳۔ مسلمان عورت کے حجاب کا مسئلہ

مسلمان عورت کے حجاب کا مسئلہ گزشتہ کئی صدیوں سے باعث نزاع رہا ہے اور شاید آئندہ بھی ایسے ہی رہے گا۔

حجاب کا لفظ عربی لفظ ''حجابۃ'' سے نکلا ہے، جس کے معنی کسی شے کو اس طرح چھپانے کے ہیں کہ وہ نظر نہ آسکے۔ عصر حاضر میں مسلمان عورت کے حجاب کا مسئلہ نئے انداز سے سامنے آیا ہے، جس کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرنا اور انہیں غیر مہذّب بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے، اسی لیے عصر حاضر میں یہ مسئلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے، مسلمانوں کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ حجاب کا حکم اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورت کا مقام ورتبہ بلند کرنے اور معاشرے میں اس کے احترام کو بڑھانے کے لیے نازل کیا ہے، ارشاد ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (الاحزاب، ۳۳/۵۹)۔

اے پیغمبر اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا کر (گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔ یہ امر ان کے لیے موجب شناخت (و امتیاز) ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے، کہ عورت حجاب کا استعمال کرتی ہے تو وہ اپنی شخصیت کو نمایاں کر رہی ہوتی ہے، چنانچہ جو شخص بھی اسے دیکھے گا تو وہ یہ سمجھ لے گا، کہ یہ ایک مسلمان اور معزز و محترم عورت ہے جو ایک اچھا اخلاقی معیار رکھتی ہے، مسلمان عورتیں اپنے جسم اور اپنے چہرے کو چھپاتی ہیں اور اپنے حسن کا اشتہار بن کر نہیں پھرتیں، بلکہ وہ اپنی شخصیت، اپنے وقار اور اپنے پاکیزہ افکار کا حجاب کے ذریعے اظہار کرتی ہیں، اس لیے ایک مسلمان عورت حجاب کے ذریعے اپنی شخصیت کا اظہار کر کے دلی مسرت محسوس کرتی ہے۔

Marfat.com

ایک پاک دامن، باحیا اور مخلص مسلمان عورت کے طور پر کوئی عورت یہ نہیں چاہتی، کہ وہ...... مردوں کی ہوس پرستی کا ذریعہ بنے یا مردوں کے ساتھ اختلاط کرے، یا اپنے مقام سے اتر کر لوگوں کے ساتھ معاملات کرتی پھرے۔ اسی لیے حجاب مسلمان عورت کے لیے اس کی شخصی اہمیت کا اظہار ہے۔

۴۔ نگاہیں نیچے رکھنے کا حکم

کہ اللہ تعالی نے شب معراج میں دوسرے احکام کے ساتھ یہ حکم بھی عطا کیا کہ مسلمان بدکاری کے قریب بھی نہ جائیں ...... اسی لیے شریعت اسلامیہ میں مردوں اور عورتوں دونوں کو ہی غض بصر (نگاہ نیچی رکھنے کا) حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ، الآية (النور، ۲۴/۳۰، ۳۱)۔

مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے، اور جو کام وہ کرتے ہیں اللہ ان سے خبردار ہے اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں، مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوندوں کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور ...... کے سوا کسی کے سامنے زینت ظاہر نہ کریں۔

Marfat.com

ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے، کہ عورت اپنے جسم کے ان حصوں (مثلاً سر، سینہ، گردن اور بازو وغیرہ) کو چھپانے کی پابند ہے، جو مرد کے لیے کشش کا باعث ہیں اور جہاں زیورات کے ذریعے عورت اپنے حسن و جمال کا اظہار کرتی ہے، البتہ جسم کا وہ حصہ جس کی اُسے عبادت اور کام کاج کے لیے کھولنے کی ضرورت ہے، (مثلاً چہرہ اور دونوں ہاتھ ہے) اور کپڑوں کے اوپر سے جسم کی بناوٹ وغیرہ کا اظہار یا اس کی اوڑھنی کا اڑنا یا کھلنا وغیرہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

۵۔ مسلمان عورت کا لباس

اسلام میں مسلمان عورت کے لیے...... کوئی خاص لباس مقرر نہیں کیا گیا، البتہ اُسے چند تقاضوں کا خیال رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ جن میں سے پہلا تقاضا یہ ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے کہ اس سے جسم کے قابل ستر حصے پوشیدہ ہو جائیں، ام المؤمنین حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہے:

ایک دن حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں، اس وقت وہ باریک لباس پہنے ہوئی تھیں، آپ نے فرمایا: جب مسلمان عورت بالغ ہو جائے، تو اس کے اس اور اس حصے کے سوا کوئی اور حصہ برہنہ نہیں رہنا چاہیے، پھر آپ نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا۔ (ابوداؤد، ۳۵۸/۴، کتاب اللباس، حدیث ۴۱۰۴)

علاوہ ازیں عورت کا لباس باپردہ ہونے کے ساتھ ساتھ، جسم کے ساتھ چپکا ہوا نہ ہو، بلکہ ڈھیلا ڈھالا ہو۔ جسم کو چھپانے کا ایک پسندیدہ طریقہ یہ بھی ہے کہ عورت اوپر سے کوئی اور لباس (برقعہ یا چادر) اوڑھ لے لیکن اگر وہ کھلا اور ڈھیلا ڈھیلا لباس پہنے ہوئے ہو، تو اوپر سے دوسرا لباس پہننے کی ضرورت نہیں ہوگی، پہن لے تو زیادہ بہتر ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا تھا:

''آخری زمانے میں ایسی عورتیں ہوں گی، جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، ان کی سر (یوں نظر آئیں گے) جیسے اونٹوں کے کوہان ہوں''۔ (مسلم)

Marfat.com

اسی طرح یہ بھی لازمی ہے کہ عورت ایسا لباس پہنے کہ جس سے وہ مجموعی طور پر باوقار نظر آئے اور اس کا لباس مردوں کے لیے کشش کا باعث نہ ہو، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی لازمی ہے کہ عورت ایسا لباس نہ پہنے، جس سے وہ مردوں جیسی نظر آئے...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ نے ان مردوں پر، جو عورتوں جیسا لباس پہنیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی طرح کا لباس پہنیں، لعنت کی ہے''۔ (البخاری، ۲۰۵/۴: کتاب اللباس، الترمذی، کتاب الادب، حدیث ۲۷۸۵؛ ابوداؤد، ۳۵۵/۴، کتاب اللباس، حدیث ۴۰۹۷)

لباس کے سلسلے میں ایک ہدایت یہ بھی ہے کہ بندہ اپنی سماجی اور مالی حیثیت کے مطابق لباس پہنے...... اور وہ بلاوجہ پھٹا پرانا نہ ہو...... تاکہ دوسروں کی نظروں میں متقی بن کر ان سے اپنی تعریف کروائے، یا خوامخواہ دوسروں کی ہمدردیاں حاصل کرے۔

علاوہ ازیں ''حجاب'' صرف ساتر لباس کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ایک رویے، طرز زندگی، گفتگو اور لوگوں سے معاملہ کرنے کا نام ہے؛ اور کپڑے کا حجاب اس پورے سلسلے کا محض ایک حصہ ہے۔

اسلام میں مرد کے لیے سونا اور ریشم پہننا جائز نہیں ہے، البتہ یہ دونوں اشیاء عورت کے لیے پہننا جائز ہیں۔

۶۔ خاندان میں عورت کا کردار

اسلامی شریعت کی روشنی میں مرد اور عورت...... دونوں اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں، اسی لیے قرآن وسنہ میں خاندان کو معاشرے کی بنیادی اکائی قرار دیا گیا ہے، وہ اس طرح کہ جب میاں بیوی ایک دوسرے سے مل جل کر رہتے ہیں، تو اس سے ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ مرد اور عورت کی مثال انسانی لباس جیسی ہے، کہ مرد عورت کا اور عورت مرد کا لباس ہے، مطلب یہ ہے کہ مرد کے لیے عورت کی ذات اس کی عزت وناموس کا ایک حصہ ہے اور عورت کے لیے مرد کی ذات یہی حیثیت رکھتی ہے، مرد اور عورت کے

رشتے کی اس سے بہتر کوئی مثال نہیں دی جا سکتی۔

اسلام مرد کو...... خاندان کے سربراہ کا اور عورت کو گھر اور خاندان کی محافظ کا کردار سونپتا ہے...... اور اس حقیقت کے باوصف کہ مرد کی ذمہ داری عورت سے زیادہ ہے، مرد ...... کو کسی طرح بھی عورت پر فوقیت نہیں دی گئی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَ اسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا (النساء، ۴/۳۲)۔

اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی ہوس مت کرو۔ مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کیے اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کیے اور اللہ سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو، کچھ شک نہیں کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اس ضمن میں شریعت دونوں کو...... درج ذیل امور کا پابند قرار دیتی ہے:

۱۔ عورت (بیوی) اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی غیر مرد سے ملاقات کرے اور نہ ہی اس سے کوئی تحفہ وصول کرے۔

۲۔ مرد عورت کی گھر سے نکلنے کی آزادی کو محدود کرنے کا حق رکھتا ہے، وہ اپنی بیوی پر کسی ہنگامی ضرورت یا مجبوری کے بغیر گھر سے باہر نکلنے کے لیے پابندی لگا سکتا ہے، تاہم یہ اس کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی پر خواہ مخواہ شک نہ کرے اور اس کی گھر سے باہر آنے جانے کی آزادی کو کسی معقول وجہ کے بغیر...... محدود یا مسدود نہ کرے۔ شریعت...... اس امر کی تاکید کرتی ہے کہ گھر میں ناچاقی کو ختم کرنے اور باہمی الفت و محبت کو بڑھانے کے لیے خاوند...... بیوی کے ساتھ نرمی اور محبت کا رویہ اپنائے۔

پھر اگرچہ خاوند کو یہ حق بھی حاصل ہے، کہ وہ اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے ہاں آنے جانے سے روک سکتا ہے، یا اس کے کسی عزیز کو اپنے گھر آنے سے یا بیوی کو اس

Marfat.com

کے گھر جانے سے منع کرسکتا ہے تاہم اس ضمن میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ خاوند رشتوں کے تقدس کا خیال رکھے اور خواہ مخواہ کے لیے خاندان میں ناچاقی کو ہوا نہ دے۔

۳۔ دنیا بھر کے قدیم اور جدید خاندانی نظام ہائے حیات میں خاوند کا رتبہ بیوی سے برتر تسلیم کیا گیا ہے، اسلام نے بھی اسی نظام کو اپناتے ہوئے...... گھریلو زندگی میں مرد کی برتری اور فوقیت کو قائم رکھا ہے، اگرچہ حقوق و مراعات میں دونوں کے مابین یکسانیت قائم کی گئی ہے۔

۴۔ اسی طرح عورت مرد کی دوسری شادی پر کوئی پابندی نہیں لگاسکتی، تاہم اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ نکاح کے وقت یہ شرط لگادے کہ خاوند کی طرف سے دوسری شادی کی صورت میں اسے اس سے طلاق لینے کا حق حاصل ہوگا۔ یا وہ یہ شرط رکھ سکتی ہے کہ وہ جب تک اکیلی اس کے نکاح میں ہے وہ اس کے گھر میں رہے گی اور اگر مرد نے کسی اور عورت سے شادی کی۔ تو اسے خود کو طلاق دینے کا حق حاصل ہوگا۔ اسے تملیک طلاق یا تفویض طلاق کہا جاتا ہے۔

۷۔ عورت کا زیور: شرم و حیا

اسلام مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ''حیاء'' کو ضروری قرار دیتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

الحیاء شعبة من الایمان (البخاری) حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

حیا کا مطلب یہ ہے کہ مرد اپنی ذمہ داریاں ادا کرے اور عورت اپنی اور وہ برائی یا گناہ سے خود کو روکے رکھیں، اور مرد عورتوں کو اور عورتیں مردوں کو ٹکٹکی لگا کر نہ دیکھیں، بلکہ آمنا سامنا ہونے پر نگاہ نیچی رکھیں۔

سورہ نور میں ارشاد ہوا ہے:

Marfat.com

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (النور،۲۴/۳۰،۳۱)۔	مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے پاکیزگی کی بات ہے (اور جو کام یہ کرتے ہیں اللہ ان سے خبردار ہے) اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔

شرم وحیا کا یہ اصول مرد اور عورت دونوں پر منطبق ہوتا ہے...... کسی مرد کی غیر عورت پر...... یا عورت کی غیر مرد پر...... نگاہ کا نیچا ہونا...... ایک اچھے اور عمدہ اخلاقی رویئے کی نشان دہی کرتا ہے۔ شرم وحیا کا یہ حکم صرف عورتوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کا اطلاق مردوں کی...... طرف سے، ان کی نفسانی خواہشات سے اجتناب پر بھی ہوتا ہے...... موجودہ دور میں...... دنیا کے جدید ملکوں میں...... بے حیائی اور فحاشی کا فروغ، جس سے...... لوگوں کی گھریلو اور خاندانی زندگی تباہ ہوگئی ہے، اسلام کے شرم وحیاء کے اس اصول کی قدر واہمیت کو واضح کرتا ہے۔

بایں ہمہ...... مرد اور عورت کے جسموں، ان کے طبیعتوں اور ان کی عادات وخصائل کے گہرے مشاہدے سے یہ بات سامنے آئی ہے، کہ حیاء اور حجاب کی ضرورت مرد کے مقابلے میں عورت کو زیادہ ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے رویوں میں فرق کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''طبعاً مرد جارح واقع ہوا ہے، اگر کوئی شے اسے پسند آجائے تو وہ اسے حاصل کرنا چاہتا ہے،

Marfat.com

جبکہ عورت کی طبیعت میں حیا اور اجتناب کا پہلو نمایاں ہے اور جب تک اس کی عادت خراب نہ ہو اس وقت تک وہ اس مرد کو حاصل کرنے کے لیے جو اسے پسند ہو، جارح بولڈ اور بے خوف نہیں ہو سکتی، اسی لیے شارع علیہ السلام نے......عورت کے مرد کی طرف دیکھنے کو اتنا خطرناک قرار نہیں دیا۔ جتنا......مرد کے عورت کی طرف دیکھنے کو" (تفہیم القرآن)۔

اسلام نے عورت کو مرد کی طرف سے جارحیت سے بچانے کے لیے اُسے حجاب یعنی تمام جسم کو اچھی طرح مستور رکھنے کا حکم دیا، اسی لیے ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

"کسی مسلمان عورت کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر یقین رکھتی ہو، یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو اس سے زیادہ برہنہ رکھے، پھر آپ نے اپنے ہاتھ کے پہلے جوڑ (گٹ) پر ہاتھ رکھ دیا اور جب کوئی عورت بلوغ کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ بھی چہرے اور دونوں ہاتھوں کے سوا، برہنہ نہیں ہونا چاہیے۔ (ابوداؤد، کتاب العباس، حدیث ۴۱۰۴)۔

ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس ان کی ایک شاگرد حفصہ بنت عبدالرحمٰن آئیں، تو جنھوں نے اپنے ہاتھوں اور کندھوں پر، ایک باریک سی چادر اوڑھ رکھی تھی، حضرت عائشہؓ نے اسے اتار دیا اور انہیں موٹی چادر اوڑھا دی اور فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی، جو کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ ہوں (باریک یا چست کپڑے پہنے ہوئے ہوں)۔

پرانے زمانے میں عورتیں اپنے جسم کو شرعی تقاضوں کے مطابق چھپانے کے لیے بڑی چادریں استعمال کرتی تھیں، جنہیں قرآن کریم میں جلباب (جمع جلابیب) کہا گیا ہے، تاہم عصر حاضر میں اس کے لیے برقعہ استعمال ہوتا ہے، اس لیے اگر کوئی عورت برقعہ پہنتی ہو تو اس کی حوصلہ شکنی نہیں کرنی چاہیے، اس لیے کہ وہ ایک شرعی تقاضا پورا کر رہی ہے۔

البتہ اگر عورت بڑی عمر کو پہنچ جائے، تو اسلام نے اسے مختصر حجاب کرنے یا بڑی چادر اتارنے کی اجازت دی ہے، مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بڑی چادر یا برقعہ استعمال نہ

Marfat.com

کرے، مگر باپردہ لباس پہنے رکھے، تو اس کی اجازت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِي لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ (النور، ۲۴/۶۰).

اور بڑی عمر کی عورتوں پر، جن کو نکاح کی توقع نہیں، کہ وہ (اوپر والے) کپڑے اتار لیا کریں تو ان پر کچھ گناہ نہیں، بشرطیکہ اپنی زینت کی چیزیں ظاہر نہ کریں اور اگر اس سے بھی بچیں تو (یہ) ان کے حق میں بہتر ہے۔

۸۔ بدنظری سے اجتناب

اسلام نے جس طرح مرد اور عورت کے مابین بدکاری کو سخت ترین گناہوں میں شمار کیا ہے اور اس پر خوف ناک سزا رکھی ہے، اسی طرح ایسے اقدامات سے بھی منع کیا ہے، جن کے نتیجے میں اس نوع کے گناہ کی اور بدکاری کے عمل کی نوبت آتی ہے، جس میں مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو نظریں جما کر دیکھنا بھی شامل ہے، لیکن چونکہ یہ بات قریب قریب ناممکن ہے، کہ کوئی مرد کسی عورت کو یا کوئی عورت کسی مرد کو بالکل نہ دیکھے اور ہمیشہ نظریں زمین پر جھکا کر چلے، اسی لیے اسلام نے ...... مرد اور عورت کو ایک دوسرے پر، پہلی نگاہ ڈالنے کی اجازت دی ہے، مگر دوسری نگاہ ڈالنے یا...... عورت کو مسلسل ٹکٹکی لگا کر دیکھنے سے منع کیا ہے۔ حضرت جریرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں:

میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! اگر میری نگاہ کسی عورت پر پڑ جائے تو میں کیا کروں؟ فرمایا: فوراً اپنی نگاہ پھیر لو (مسلم، ۳/۱۶۹۹، کتاب الآداب، (۳۸)، باب نظر الفجاۃ، حدیث ۳۱۵۹/۴۵)۔

حضرت بریدہؓ کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا:

اے علی! پہلی نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈال، اس لیے کہ پہلی نظر قابل معافی ہے، مگر دوسری نظر قابل معافی نہیں ہے۔ (احمد، مسند، ۵/۳۵۳، مسند بره الاسلمی، الدارمی السنن، ۲/۲۹۸)۔

Marfat.com

۹۔ بامر مجبوری یا ضرورت کے وقت عورت کو دیکھنا یا چھونا

تاہم بعض خصوصی موقعوں پر اسلام نے عورت کو یا اس کے اعضاء کو بامر مجبوری دیکھنے اور ان کو چھونے کی اجازت دی ہے، مثال کے طور پر اگر کوئی عورت کسی ڈاکٹر سے معائنہ کروا رہی ہو، یا عورت کسی جج یا قاضی کے سامنے گواہی دینے کے لیے آئی ہو، یا عورت کسی مکان کے اندر ہو اور اسے آگ لگ گئی ہو، یا عورت کی جان یا اس کی عزت و ناموس کو سنگین خطرہ لاحق ہو، تو ان حالات میں مرد کو اجازت ہے کہ وہ غیر عورت کو دیکھ سکتا ہے اور اس کی جان بچانے کے لیے اس کے جسم کو چھو بھی سکتا ہے، تاہم ایسے موقعوں پر مرد کو چاہیے کہ وہ خود پر قابو رکھے اور حدود شریعت اور حدود قانون سے تجاوز نہ کرے، اس لیے کہ ایسے موقعوں پر مرد کا عورت کو دیکھنا یا اس کے جسم کو ہاتھ لگانا...... ضرورت اور مجبوری کے تحت جائز ہوا ہے، جس کی اسلام اجازت دیتا ہے.

اسی طرح اسلام نے مرد کو اس وقت بھی کسی عورت کو دیکھنے کی اجازت دی ہے جب وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہو۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو شادی کے لیے پیغام بھیجا، آنحضور ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بہتر تھا تم اسے دیکھ لیتے، اس لیے کہ شادی سے پہلے عورت کو دیکھ لینے سے باہمی محبت اور احترام بڑھتا ہے۔ (الترمذی، ۳/ ۳۹۷، کتاب النکاح، باب ۵، حدیث ۱۰۸۷)۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں ایک دن آنحضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس وقت ایک شخص آیا اور کہا: یا رسول اللہ میں ایک انصاری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تو پہلے جا کر اُسے دیکھ لے، اس لیے کہ بعض انصاری عورتوں کی آنکھ میں کچھ نقص ہوتا ہے۔ (مسلم، ۲/ ۱۰۴۰، کتاب النکاح، باب ۱۲، حدیث ۱۴۲۴/ ۷۴)۔

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد

کسی عورت سے شادی کرنا چاہے تو وہ اسے ایک نظر دیکھ لے، کہ آیا اس میں وہ شے موجود ہے جس کی بنا پر وہ اس سے شادی کر رہا ہے یا نہیں (ابوداؤد، السنن ،۲/ ۵۶۵، ۵۶۶، کتاب النکاح، باب ۱۹، حدیث ۲۰۸۲)۔

بہر حال...... آنحضور ﷺ کی ان احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمان مرد یا مسلمان عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ایک دوسرے کو نظر بھر کر دیکھیں، ہاں البتہ اگر کوئی ضرورت ہو تو دیکھنا جائز ہے۔

ایک حدیث کی رو سے نبی اکرم ﷺ نے...... ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حبشیوں کو دیکھنے کی اجازت دی، جو عید کے موقع پر اپنے کرتب دکھا رہے تھے۔ (البخاری، کتاب العیدینؒ)

اسی لیے...... اسلام میں عورت کے لیے مردوں کو دیکھنے کی ممانعت نہیں ہے، ممانعت اس بات کی ہے کہ...... عورت مردوں کے ساتھ...... کسی مشترکہ مجلس میں بیٹھے، یا اس طرح آنکھیں لڑائے جس سے برائی کی ترغیب ملتی ہو۔

آپ نے...... ایک مسلمان عورت فاطمہؓ بنت قیس کو...... اپنی عدّت...... حضرت عبداللہؓ بن ام مکتوم کے گھر گزارنے کی اجازت دے دی، حالانکہ ایک دوسرے موقع پر آپ نے حضرت ام سلمہؓ کو...... انہیں دیکھنے سے منع فرمایا تھا۔

حضرت ابوسلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ بنت قیس کو ابوحفص عمرو بن حفص نے طلاق بائن دے دی، وہ اس وقت وہاں موجود نہ تھے...... آنحضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ عدت کے دن ام شریکؓ کے ہاں گزاریں، پھر فرمایا: کہ یہ ایسی خاتون ہے کہ جن کے پاس میرے صحابہ آتے رہتے ہیں، لہذا تم اپنی عدت کے دن عبداللہ بن ام مکتوم کے ہاں گزارو، اس لیے کہ وہ ایک نابینا شخص ہیں، تو وہاں اپنے کپڑے رکھ لے، جب تو عدت گزار لے تو پھر مجھے بتانا۔ کہتی ہیں کہ جب میری عدت گزر گئی تو میں نے آنحضور ﷺ کو بتایا کہ انہیں معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم نے پیغام دیا ہے، آپ ﷺ نے انہیں اسامہ بن زید سے نکاح کا مشورہ دیا (مسلم، ۳/ ۴، حدیث ۳۰/ ۱۴۸۰)۔

Marfat.com

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ کا مقصد ممکنہ حد تک کسی غلطی کے وقوع سے بچاؤ تھا...... دوسری طرف جہاں ایسی ضرورت نہ تھی، وہاں عورتوں کو مردوں کے روبرو...... بیٹھنے سے منع کر دیا گیا۔

۱۱۔ غض بصر کا حکم اور اس کی مصلحتیں

''غض بصر'' (نگاہ نیچی رکھنے) کے حکم کا مقصد یہ ہے کہ مردوں کے لیے عورتوں کو اور عورتوں کے لیے مردوں کو...... دانستہ طور پر دیکھنے سے روکا جائے اور یہ بات واضح ہے کہ کوئی شخص ابتدا میں اگر چاہے تو دوسرے لوگوں کو دیکھنے سے خود کو روک سکتا ہے، لیکن اگر اس نے اسے دلچسپی سے دیکھنا شروع کیا اور وہ مرد یا خاتون دوسروں کے لیے...... جسمانی طور پر باعث کشش بھی ہو، تو اب اس کے لیے اپنی دلچسپی کو اس سے روکنا مشکل ہوگا اور یوں کسی بڑے گناہ میں مبتلا ہونے کا امکان بڑھ جائے گا۔ اس کے برعکس اسلام چاردیواری کے اندر (اپنی بیوی) سے محبت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جس کا مقصد ایک صحت مند خاندان تشکیل دینا ہے اور ایک صحت منداور خوش وخرم خاندان ہی صحت مند معاشرے کے لیے بنیاد کا کام دے سکتا ہے۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''کوئی عورت (ایسی بھی ہوتی ہے) جو شیطان کی طرح آتی اور شیطان کی طرح جاتی ہے، جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت اچھی لگے اور وہ اس کے دل میں گھر کرلے، تو وہ اپنی بیوی کے پاس چلا آئے اور اس سے مباشرت کرلے، اس لیے کہ اس سے اسے دلی سکون مل جائے گا''

(مسلم،۲/۱۶۹۹،حدیث۱۴۰۳/۹)۔

اسلام شروع سے ہی ایسے کاموں کی اجازت نہیں دیتا جس سے مردوں اور عورتوں کے درمیان ایک مخلوط سوسائٹی کا قیام عمل میں آئے اور اس کے نتیجے میں معاشرتی اقدار اور روایات پامال ہوں۔ اسی بنا پر...... اتفاقیہ نظروں کے سوا اسلام مرد وزن کو ایک دوسرے کو دلچسپی سے دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔

Marfat.com

اسی طرح اسلام کسی بھی مرد کو کسی غیر عورت کے ساتھ خلوت میں ملاقات کرنے سے منع کرتا ہے...... اور یہ حکم بھی دیتا ہے کہ عورت کے جسم کو، اس کے شوہر کے سوا کوئی شخص بھی نہ چھوئے۔

اوپر گزر چکا ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دوسری عورتوں کو دیکھنے سے ...... منع کیا ہے، تو جس شے کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے، اسے چھونے کی ممانعت تو بدرجہ اولیٰ ہوگی، اسی طرح نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''کسی بھی غیر عورت کے پاس ﷺ (تنہائی میں) جانے سے بچو، آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ عورت کے دیور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا: دیور تو موت ہے'' (البخاری، ۹/۳۳۰، کتاب النکاح، حدیث ۵۲۳۲، مسلم ۴/۱۷۱۱، حدیث ۲۱۷۲)۔

نیز فرمایا:

''کسی عورت سے اس کے خاوند کی غیر موجودگی میں مت ملو، اس لیے کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے'' (الترمذی، ۳/۴۷۵، کتاب الرضاع، حدیث ۱۱۲)۔

حضرت عمرؓ نے بھی اس طرح کی روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کسی عورت سے اس کے خاوند کی غیر موجودگی میں ملاقات سے منع کیا ہے۔ اس لیے کہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہے (الترمذی، ۳/۴۷۴، کتاب الرضاع، حدیث ۱۱۷۱)۔

خود آنحضور ﷺ کا اپنا معمول بھی یہی تھا کہ آپ مردوں سے بیعت اس طرح لیتے کہ ان کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہوتا، مگر عورتوں سے بیعت لینے کے وقت کبھی آپ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا...... ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

''نبی اکرم ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے تو ان کے ہاتھ کو چھوئے بغیر لیتے اور نبی اکرم ﷺ نے زندگی بھر کسی غیر عورت کے ہاتھوں سے ہاتھ نہیں ملایا (البخاری)۔

حضرت سمیہؓ دختر رقیہ دوسری عورتوں کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ سے بیعت کرنے گئیں، تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے بیعت لی، کہ وہ عہد کریں کہ وہ کبھی اللہ کے ساتھ کسی کو

Marfat.com

شریک نہ کریں گی۔ نہ چوری کریں گی عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ: آپ بیعت کی علامت کے طور پر ہمارے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیں، فرمایا: میں کسی عورت کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتا...... زبانی بیعت ہی کافی ہے۔ (نسائی، ابن ماجہ)

تاہم...... آج کل...... مسلمانوں کے ہاں بھی عورتوں سے ہاتھ ملانے کا رواج چل پڑا ہے، جو کسی بھی طرح اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ نہیں ہے، اس لیے...... لوگوں کو اس سے منع کرنا چاہیے، ان کے ساتھ، اگر سلام کرنا ہو، تو محض زبان سے...... السلام علیکم کہہ دینا کافی ہے۔

۱۲۔ چادر اور چار دیواری کا احترام

اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے، کہ چادر اور چار دیواری کا احترام کیا جائے...... اور دوسروں کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہوا جائے...... حتیٰ کہ اگر...... خاوند کو بھی یہ ہدایت ہے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو، تو...... گھر کے افراد کو...... آگاہ کر کے...... داخل ہو، مبادا گھر والے...... کسی ایسی حالت میں ہوں جس میں انہیں دیکھنا اُسے پسند نہ ہو...... البتہ چھوٹے بچے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، تاہم جب وہ بلوغ کی عمر کو پہنچ جائیں، تو انہیں بھی اجازت لیکر گھروں میں جانا چاہیے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ (النور، ۲۴/۵۹).	اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینی چاہیے جس طرح ان سے اگلے (یعنی بڑے آدمی) اجازت حاصل کرتے رہے ہیں۔

جبکہ عام لوگوں کے متعلق ہدایت ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا (النور، ۲۴/۲۷).	مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے (لوگوں کے) گھروں میں گھر والوں سے اجازت لیے اور ان کو سلام کیے بغیر داخل نہ ہوا کرو

زمانہ جاہلیت میں لوگ تہذیب و تمدن سے ناآشنا تھے، اسی لیے...... یہ لوگ

Marfat.com

دروازوں کے سوراخوں سے گھروں کے اندر جھانک لیا کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ جب آنحضور ﷺ اپنے گھر میں بیٹھے تھے تو ایک بدّو نے دروازے کی درز سے اندر جھانکا، تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ تو سوراخ کے اندر سے جھانک رہا ہے، تو میں تیری آنکھوں میں کوئی ...... شے چبھو دیتا...... تیرا ناس ہو، لوگوں کے گھروں میں اجازت لینے کا حکم اسی لیے ہے، کہ کوئی گھر کے اندر نہ جھانکے۔ (البخاری ۱۱/ ۲۴، کتاب الاستیذان، حدیث، ۶۲۴۱)

بعض روایات میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

''اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں جھانک رہا ہو، تو گھر کے لوگوں کو یہ اجازت ہے کہ وہ اس کی آنکھ کو زخمی کر دیں'' ...... (مسلم؛ نیز دیکھیے البخاری، کتاب الدیات، باب ۲۳، فتح الباری، ۱۲/ ۲۴۴)۔

اسی طرح قرآن کریم میں ہے:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (الاحزاب، ۳۳/ ۵۳).	اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

یہی حکم گھریلو خدام اور نوکروں کے لیے ہے، کہ وہ گھروں کے آداب کا خیال رکھیں اور مالکوں کے کمرے میں اجازت لیکر جائیں اور خوامخواہ کے لیے خفیہ باتوں کی ٹوہ نہ کریں۔

۱۳۔ مسلمان عورت اور مہمان کی ضیافت

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر گھر میں ...... کوئی غیر مرد بطور مہمان آجائے، تو ایسی صورت خاتون خانہ اس کی مہمان داری کیسے کرے؟

اسلام نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ قریبی رشتہ داروں کے علاوہ مرد مہمانوں ...... کی خدمت اور ان کی مہمان داری خود مردوں کو ہی کرنی چاہیے، نبی اکرم ﷺ کے پاس ...... جب بھی مرد مہمان آتے، تو آپ خود ان کی خدمت اور مہمان داری کرتے ...... یا اپنے خدام کے ذریعے ...... ان کی خدمت کرواتے۔

Marfat.com

تاہم ...... جیسا کہ ہمارے بعض گھرانوں میں ...... یہ رواج ہے، کہ مرد مہمانوں کو...... گھروں کے اندر لا کر بٹھایا جاتا ہے...... اور خاتون خانہ کو ان کی خدمت وتواضع کے لیے کہا جاتا ہے۔

اس صورت میں اگر خاوند موجود ہو، تو اس کی موجودگی میں خاتون خانہ کو، مرد مہمانوں کی خدمت وتواضع کرنے کی میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ...... عورت نے ...... مناسب اور موزوں لباس زیب تن کر رکھا ہو اور اس کا رویہ دوسرے مردوں سے ایسا ہو، کہ اس سے کسی شخص کے دل میں کوئی برائی کا جذبہ پیدا نہ ہوتا ہو اور اگر عورت کا لباس دوسرے مردوں کے سامنے آنے کے لیے موزوں اور مناسب نہ ہو، تو اس کا دوسرے مردوں کے سامنے نہ آنا ہی بہتر ہے اور اگر گھر میں کوئی مرد موجود نہ ہو، تو عورت کو غیر رشتہ دار مرد مہمانوں کی مہمان داری سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۱۴۔ عورت کے لیے سوئمنگ پول وغیرہ کا استعمال

اسلام کسی مسلمان عورت کو کسی کھلی جگہ میں نہانے یا سوئمنگ پول وغیرہ میں غسل کرنے کی اجازت نہیں دیتا، اسی طرح ڈانسنگ ہال اور جمنیزیم وغیرہ میں بھی عورتوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے، سوائے اس کے کہ وہ مکمل طور پر باپردہ ہو۔

۱۵۔ عورت کے مالی حقوق

اسلام عورت کو مالی حقوق بھی عطا کرتا ہے۔ وہ مردوں ہی کی طرح اپنے والد اور دوسرے رشتہ داروں کے ترکے میں حصہ دار ہے، اسی طرح اسلام نے عورتوں کو خاوند سے الگ اپنی جائیداد رکھنے کی اجازت دی ہے۔

دوسری طرف عورت پر مرد کے مقابلے میں معاشی دباؤ بہت کم ہے؛ اگر عورت کے پاس شادی سے قبل کوئی جائیداد ہو، تو شادی کے بعد بھی وہ اسے اپنی ملکیت میں رکھ سکتی ہے، تاہم اگر وہ اپنی مرضی سے اپنے خاندان کے کچھ یا پورے اخراجات برداشت کرتی ہے، خواہ اپنی جائیداد سے پورے کرے، یا...... اپنی آمدن سے، تو اسلام اس کی اجازت دیتا

Marfat.com

ہے، مگر یہ اس کی ذمہ داری نہیں ہے، جبکہ خود عورت کے اخراجات کی ذمہ داری، شادی سے پہلے، اس کے والدین پر اور شادی کے بعد اس کے خاوند پر عاید ہوتی ہے...... اور بیوہ عورت اپنے خاوند کی جائیداد میں حصہ دار ہے۔

پھر چونکہ عورت پر اپنے خاندان کی کفالت کی ذمہ داری نہیں ہے، اسی لیے...... اگر عورت مال دار ہے اور اس کا خاوند غریب اور مفلس ہے اور مستحق زکوۃ ہے، تو عورت اپنے مال کی زکوۃ...... اپنے خاوند کو دے سکتی ہے، جسے خاوند اپنی بیوی اور اپنے بچوں کے اخراجات پر خرچ کر سکتا ہے، نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں، جن میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کی بیوی حضرت زینبؓ کی مثال سب سے نمایاں ہے۔

البتہ مالی ذمہ داریوں اور فرائض میں کمی کی بنا پر...... عورت کے لیے...... وراثت میں مرد کے مقابلے میں نصف حصہ رکھا گیا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ ''مرد'' کو ملنے والے حصے میں اس کا پورا خاندان شریک ہوتا ہے، مگر عورت کو ملنے والا حصہ...... صرف اس کی اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ (النساء، ۴/۱۱)۔

اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصوں کے برابر ہے اور اگر اولادِ میت صرف لڑکیاں ہی ہوں (یعنی دو یا) دو سے زیادہ تو کل ترکے میں ان کا دو تہائی حصہ ہے۔

۱۶۔ اسلام میں عورت کی ملازمت کا مسئلہ

عورت کا عملی میدان اگرچہ اس کا گھر ہے، تاہم اسے مخصوص حالات میں خصوصاً مجبوری اور ضرورت کے وقت...... گھر سے باہر آ کر کام کاج کرنے کی اجازت ہے...... تاہم اسلام اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ مجبوری کے سوا عورت کی سرگرمیاں اپنے...... خاندان کی فلاح و بہبود، اولاد کی تعلیم و تربیت اور گھر کی دیکھ بھال تک محدود اور ان کے لیے

Marfat.com

وقف ہونی چاہیں...... تاہم اگر مخصوص حالات ہوں، تو ایسی صورت میں...... احکام مختلف ہو سکتے ہیں۔

اگر بامر مجبوری عورت کو ملازمت کرنا ہی پڑے، تو ایسی صورت میں عورت کو شرم وحیا اور پاک دامنی کا ہاتھ نہیں چھوڑنا چاہیے۔ مجموعی طور پر یہ مسلم معاشرے کی ذمہ داری ہے، کہ وہ ایسا انتظام اور ایسا ماحول پیدا کرے جہاں عورت آزادی کے ساتھ باپردہ ماحول میں کام کر سکے، مثال کے طور پر چھوٹے لڑکوں/لڑکیوں کے تعلیمی مدارس، معاشرے کی فلاح و بہبود کے ایسے مراکز...... جہاں خواتین کے لیے...... کام کرنا ممکن ہو وغیرہ۔ اسی طرح عورت کا بطور ڈاکٹر، نرس یا بطور معلّمہ کام کرنا دوسری خواتین کے لیے آسانی اور سہولت بہم پہنچاتا ہے۔ جہاں تک عورت کے قاضی یا جج ہونے کا تعلق ہے، تو اس بارے میں علمائے کرام کے مابین اختلاف ہے، شافعی فقہاء مکمل طور پر اس کے خلاف ہیں، جبکہ حنفی فقہاء کے نزدیک عورت صرف سول مقدمات میں بطور جج یا بطور قاضی کام کر سکتی ہے۔ مگر فوجداری مقدمات میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

اگرچہ موجودہ دور میں عورت اور مرد کی مساوات اور برابری کا خوب ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے، مگر اب تک دنیا کے بہت سے ممالک ایسے ہیں جہاں آج بھی کئی شعبوں میں عورت کا کام کرنا اچھا نہیں سمجھا جاتا...... مثال کے طور پر سخت محنت اور مشقت والے کام...... عورتوں کے لیے مناسب نہیں خیال کیے جاتے، اسی طرح...... امریکہ، سویت یونین، اور چین جیسے ملکوں میں، آج تک کوئی عورت ملک کی چیف ایگزیکٹو مقرر نہیں ہوئی، اسی طرح مصر اور سعودی عرب اور دوسرے کئی عرب ملکوں میں اب تک زندگی کے کئی شعبوں میں عورتوں کو ملازمت کی اجازت نہیں ہے۔

تاہم بہت سے اسلامی ملکوں مثلاً ترکی، ملائشیا، انڈونیشیا، پاکستان، تیونس اور مراکش وغیرہ میں عورتوں کی ملازمت کی شرح آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے، جس کے پیچھے مخصوص فکر اور مخصوص ذہن کام کر رہا ہے۔ درحقیقت عورتوں کے تمام شعبوں کے دروازے

Marfat.com

کھول دینے سے، خصوصاً بری، بحری اور فضائی افواج میں، ان کی شمولیت سے، جو قباحتیں جنم لے سکتی ہیں، ان پر پر شاید غور نہیں کیا گیا، یا شاید اُسے اہمیت نہیں دی گئی۔ خصوصاً پاکستان کے ارباب بصیرت و دانش کو اس پر غور ضرور کرنا چاہیے کہ اس سے مستقبل میں کیا کیا گل کھلیں گے اور کیسے کیسے مسائل جنم لیں گے۔

۱۷۔ عورتوں کے بناؤ سنگھار کا مسئلہ

قرآن کریم میں عورتوں کے کردار کو...... گھروں تک محدود کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى (الاحزاب، ۳۳/۳۳)۔

اور تم اپنے گھر میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ۔

نامور فقیہ ابوبکر الجصاص رازیؒ کے مطابق اس آیت سے واضح ہوتا ہے، کہ اسلام نے عورت کے کردار کو گھروں تک محدود کر دیا ہے اور انہیں بناؤ سنگھار کر کے، گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی ہے، یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جب مسلم معاشرے کو ...... دنیا بھر کی خواتین کے لیے نمونہ اور مثال بنایا جا رہا تھا، اور جاہلی معاشرے کی تمام فرسودہ روایات کو...... ان کے منطقی انجام تک پہنچایا جا رہا تھا، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

”ہم لوگ اسلام سے پہلے عورت کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے، جب تک کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے احترام کا حکم نہیں آ گیا، اور اس سے ان کا گھریلو کردار متعین نہیں کر دیا گیا“ (مسلم)۔

اسلام کی تعلیمات کی رُو سے، عورت ”زینت خانہ“ تو ہے، مگر شمع محفل نہیں ہے، اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے تین عورتوں کو جہنم کی وعید سنائی ہے: وہ عورت جو اس طرح کا لباس پہنے کہ لباس پہننے کے باوجود برہنہ نظر آئے۔ وہ عورت جو بن سنور کر، دوسروں کو دکھانے کے لیے گھر سے نکلے اور وہ عورت جو اپنے سر پر اونٹ کی طرح کا کوہان بنائے،

جس سے لوگوں کی توجہ اس کی طرف مبذول ہو اور فرمایا کہ ''یہ تینوں عورتیں...... جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو......طویل مسافت سے محسوس کی جا سکے گی''۔ (مسلم)

بنیادی طور پر اسلام عورت کو زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کرنے سے منع نہیں کرتا، بلکہ عورت کے...... بناؤ سنگھار کے جذبے کو پسند کرتا ہے، چنانچہ......عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے، قرآن کریم میں یہ ارشاد فرمایا:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (النور، ۳۱/۲۴) — اور وہ اپنا بناؤ سنگھار دوسروں کے سامنے سوائے اس کے جو از خود ظاہر ہو ظاہر نہ کریں۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اَوَمَنْ يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ (الزخرف، ۴۳/ ۱۸)۔ — کیا وہ جو زیور میں پرورش پائے اور جھگڑے کے وقت بات نہ کر سکے (خدا کی بیٹی) ہو سکتی ہے؟)

ان آیات سے واضح ہوتا ہے، کہ اسلام میں عورت کو بناؤ سنگھار کرنے اور اسے اپنے آپ کو سجانے اور سنوارنے کی اجازت دی گئی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ اس کا یہ بناؤ سنگھار......اپنے خاوند کے لیے ہو۔ اسی طرح اسلام اس بات کی ہدایت بھی کرتا ہے کہ بناؤ سنگھار کرتے وقت عورت کو اپنے جسم پر، ایسی واضح علامات......اور ایسے انداز اختیار نہ کرنے چاہییں جن سے......اس کی شکل و صورت میں تبدیلی ہوتی ہو......جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں ایسے ہی انداز اختیار کرتی تھیں۔

بعض روایات میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں اپنے چہرے اور اپنے جسم پر کھدوائی کے ذریعے، مختلف قسم کے نقش و نگار بنواتیں، دانتوں کو ریتی سے تیز کرواتیں، دوسری عورتوں یا جانوروں کے بال پہنتیں، آنکھوں کی پلکوں کو اس طرح بنواتیں، کہ جس سے چہرہ خوب صورت نظر آئے......وغیرہ، ان میں سے بعض صورتیں......دور حاضر میں بھی اختیار کی جا رہی ہیں، اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں:

لعن اللہ النبی ﷺ المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوھن من بیوتکم (البخاری کتاب اللباس، ۱/۳۳۳، اخراج المتشبھین (۶۱) حدیث ۵۸۸۶)۔

نبی اکرم ﷺ نے ایسے مردوں پر جو عورتوں کی طرح نظر آئیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں کا سا حلیہ اختیار کریں، لعنت کی اور فرمایا ہے کہ انہیں ان کے گھروں سے نکال دو۔

اسی طرح انہی سے مروی ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لعن اللہ النبی ﷺ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھین من النساء بالرجال. (ایضا، ۱/۲۳۲، حدیث ۵۸۸۵)۔

اللہ تعالی نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

لعن اللہ الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة (البخاری، ۱۰/۳۷۴، باب ۸۳، حدیث ۵۹۳۷، مسلم، ۳/۱۶۷۷، کتاب اللباس، ۳۷، باب ۳۳، حدیث ۲۱۲۴/۱۱۹)۔

اللہ تعالی نے ایسی عورتوں پر جو عورتوں کے بال دوسری عورتوں سے ملاتی ہیں، جو ایسا کرنے کو کہتی ہیں اور جسم کو گودنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتفقّصات والمتفلّجات للحسن المغیّرات خلق اللہ (البخاری ۸/۶۳۰، کتاب التفسیر باب سورة الحشر، ۵۹، باب ۴، حدیث ۴۸۸۶)۔

اللہ تعالی نے جسم کو گودنے والی اور گودوانے والی عورتوں، بالوں کو کم کروانے والی، حسن و جمال کے لیے دانتوں میں فاصلہ کرانے والی عورتوں پر جو اللہ تعالی کی تخلیق میں تبدیل کرتی ہیں، لعنت کی ہے۔

Marfat.com

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ ہے:

طیب الرجال ماظھر ریحه وخفی لونه وطیب النساء ما ظھر لونه وخفی ریحه (ابوداؤد، السنن، ۲/ ۶۲۵، ۶۲۷، کتاب النکاح، ۷۵، حدیث ۲۱۷۴)۔

مردوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہیے جس کی خوشبو واضح ہو اور رنگت مخفی ہو اور عورتوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہیے کہ جس کی رنگت واضح اور خوشبو پوشیدہ (کم) ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

لعن رسول الله ﷺ الرجل یلبس لبسة المرءة والمراة تلبس لباس الرجل. (ابوداؤد ۴/ ۳۵۵، کتاب اللباس، باب ۳، حدیث ۴۰۹)۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسے مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور ایسی عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے لعنت کی ہے۔

تاہم اگر کسی عورت کے چہرے پر...... معمول سے ہٹ کر زیادہ بال ہوں اور وہ اس کی خوب صورتی پر، اثر انداز ہوں، تو عورت کو ایسے بال اکھڑوانے کی اجازت ہے، جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت ان کی خدمت میں آئی اور کہا، کہ ان کی بیٹی کے چہرے پر بال ہیں اور وہ یہ چاہتی ہیں کہ انہیں اکھیڑ دیں، تاکہ وہ خوبصورت نظر آئے، تو انہوں نے اس کی اجازت دے دی (الطبرانی)۔

اسی بنا پر...... بعض علما نے ایسی عورت کو جس کے چہرے پر بال ہوں، اسے اپنے خاوند کی اجازت سے اکھاڑنے/ختم کرنے کی اجازت دی ہے، مگر امام النوویؒ نے...... اس کی بھی مخالفت کی ہے۔

۱۸۔ عورت کن کن لوگوں کے سامنے بلاحجاب آسکتی ہے؟

اوپر گزر چکا ہے، کہ قرآن حکیم میں عورتوں کو چند لوگوں کے سوا...... اپنی زیب وزینت ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے، ایسے لوگ جن کے سامنے اسلام نے عورت کو اپنی زیب وزینت ظاہر کرنے کی اجازت دی گئی ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہیں:

Marfat.com

ان کے خاوند، ان کے والد، ان کے خاوندوں کے والد، ان کے بیٹے، ان کے خاوندوں کے بیٹے، ان کے بھائی، ان کے بھتیجے، بھانجے، یا مسلمان عورتیں، یا ...... خادمائیں، یا بڑی عمر کے خدام...... یا ایسے کم عمر لڑکے...... جس میں جنسی جذبہ موجود نہ ہو۔ (النور، ۳۱/۲۴)۔

اس فہرست میں چچا یا ماموں شامل نہیں ہے، لیکن مستند روایات کی رُو سے، یہ دونوں رشتہ دار، اس زمرے میں شامل ہیں، اس لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چچا یا ماموں، باپ کی طرح ہے۔ (مسلم)

۱۹۔ عورت اور جرم وسزا

جہاں تک عورت کے جرم اور اس کی سزا کا تعلق ہے، تو اسلام مرد اور عورت میں...... کوئی فرق نہیں کرتا اور جرم کا ثبوت ملنے پر، مردوں ہی کی طرح عورتوں کو بھی سزا دی جاتی ہے۔

اگر کسی عورت کی زبردستی عصمت دری کی جائے...... اور یہ بات ثابت ہو جائے تو...... شکار بننے والی مظلوم عورت پر کوئی سزا نہیں ہے، البتہ اس جرم کے مرتکب کے لیے سزائے قتل ہے، لیکن چونکہ مظلوم عورت اور خاندان دونوں کو اپنی بدنامی کا خدشہ ہوتا ہے اور پھر ہمارے معاشرے میں مجرموں کے خلاف جرم کا اثبات بے حد مشکل کام ہے، اسی لیے ہمارے ملک میں...... زنا بالجبر کے بہت کم مقدمات درج کرائے جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں زنا کی سزا کے ثبوت کے لیے محض عورت کی یا حالات کی گواہی کافی نہیں ہے، اسی لیے اسلامی نقطہ نظر سے ایسے جرائم کا اثبات...... چار گواہوں کی چشم دید گواہی کے ساتھ خاصا مشکل معاملہ ہے، اسی لیے بعض علمائے کرام نے...... زنا بالجبر کو...... حرابہ (ڈکیتی) کے زمرے میں شامل کیا ہے اور اسی کے مطابق اس کی سزا تجویز کی ہے...... جس کا ثبوت دو گواہوں سے ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ قاضی کو...... حدود سے ہٹ کر ''تعزیر'' (سزا) دینے کا بھی حق حاصل ہے، جو جرم کی نوعیت کے پیش نظر...... سزائے قتل تک دی جا سکتی ہے، اسی لیے ...... مظلوم عورت کے لیے انصاف کا حصول...... کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے، بشرطیکہ حاکم/ قاضی

ایسا کرنا چاہیے۔

جہاں تک عزت کے لیے عورت کو قتل کر دینے کا تعلق ہے، تو اسلام کسی صورت میں اس کی اجازت نہیں دیتا، اور ...... دنیا کے جن خطوں میں ایسا کیا جاتا ہے (خصوصاً پاکستان کے مختلف علاقوں، مثلاً سندھ اور بلوچستان میں) وہاں ...... یہ مقامی اور علاقائی کی رسم ورواج کی بنا پر ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۰۔ عورتوں پر گھریلو تشدد

اسلام نے ...... خاندانی زندگی میں مرد کی حاکمیت اور فوقیت کو تسلیم کیا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ مرد کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی طور پر زیادہ مضبوط بنایا ہے ...... اور پھر مرد پر خاندان کی کفالت کی ذمہ داری بھی عاید کی گئی ہے۔

پھر کیا مرد اپنی بیوی پر جسمانی تشدد بھی کر سکتا ہے؟ اس حوالے سے اسلام نے آخری چارۂ کار کے طور پر اس کی اجازت دی ہے، مگر ساتھ ہی اسے "غیر مبرّح" (غیر واضح) کہہ کر اس میں تخفیف اور کمی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اس کی مزید تفصیل اس طرح ہے کہ ...... اللہ تعالیٰ نے مردوں کو جہاں تک ہو سکے، اپنی بیویوں کا خیال اور ان کا لحاظ رکھنے کی ہدایت کی ہے ...... اور یہاں تک فرمایا ہے:

فَعَسٰٓی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا (النساء، ۴/۱۹)۔	ہوسکتا ہے کہ تم کسی شے کو ناپسند کرو، اور اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لیے بھلائی پیدا کر دے۔

لیکن اس کے باوجود اگر کوئی بات ایسی ہو جو اصلاح طلب ہو، تو اسلام نے ...... درج ذیل صورتیں اختیار کرنے کی اجازت دی ہے:

وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا (النسآء، ۴/۳۴)۔	اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں معلوم ہو کہ سرکشی (اور بدخوئی) کرنے لگی ہیں تو (پہلے) ان کو (زبانی) سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں تو) پھر ان کے ساتھ سونا ترک کر دو اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو زدوکوب کرو اور اگر فرمانبردار ہو جائیں تو پھر ان کو ایذا دینے کا کوئی بہانہ مت ڈھونڈو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ سب باتوں کو جانتا اور سب باتوں سے خبردار ہے۔

Marfat.com

نبی اکرم علیہ السلام نے اضرِبوُھُنَّ (زدوکوب کرو) کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: کہ مرد کے لیے اپنی بیوی کو صرف اس طرح مارنے کی اجازت ہے کہ اس کے جسم پر کوئی نشان نہ پڑے......اور اس کے باوجود اگر عورت نہ سمجھے تو اسلام خاوند کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

''پھر اگر اُسے اس کی طرف سے نافرمانی کا اندیشہ ہو، اس طرح کہ بیوی کی طرف سے سخت رویہ یا بدخلقی کا اظہار ہو، تو مرد کو چاہیے کہ وہ اُسے سمجھائے، پھر بھی اگر وہ بات نہ مانے تو اس سے بول چال بند کردے اور اس کے باوجود اگر وہ اپنے رویئے پر مصر رہے، تو وہ اسے اس کی نافرمانی کے مطابق مارے، اگر وہ کسی بے حیائی کی مرتکب ہو، یا فرض نماز یا فرض روزہ چھوڑ دے، یا غسل جنابت نہ کرے، یا ناپاکی (حیض) سے پاک ہونے پر غسل نہ کرے، تو وہ اسے مارے اور اُسے بند کردے، تاکہ وہ ڈر جائے اور اس غلط کام کو چھوڑ دے......(تفسیر مظہری، ۲/۱۰۰)۔

دوسری طرف آنحضور علیہ السلام بلاوجہ بیوی پر تشدد کرنے کو سخت ناپسند فرماتے تھے، ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اللہ کی بندیوں (اپنی بیویوں) کو مت مارو''۔

تاہم بعض صحابہ کی طرف سے بیویوں کی شکایت ملنے پر آپ علیہ السلام نے اس کی اجازت دی تو بہت سی خواتین شکایت لیکر آئیں، تو فرمایا:

''محمد کے گھر والوں کے پاس ستر عورتیں اپنے خاوندوں کی شکایت لیکر آئی ہیں، یہ لوگ (اپنی بیویوں پر ہاتھ اٹھانے والے) تم میں اچھے لوگ نہیں ہیں'' (ابوداؤ ۶۰۸/۲، حدیث ۲۱۴۶؛ ابن ماجہ، ۶۳۸/۱)

اور اگر پھر بھی مرد اپنی بیوی پر بلاوجہ تشدد کرتا ہو، تو عورت کو بھی اجازت ہے کہ وہ اپنے خاوند سے خلع لے سکتی ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

Marfat.com

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النساء، ۴/۱۲۸)۔

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں کسی قرارداد پر صلح کرلیں اور صلح خوب (چیز) ہے اور طبیعتیں تو بخل کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ اور اگر تم نیکوکاری اور پرہیزگاری کرو گے تو اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

بہرحال اسلامی معاشرے میں...... گھریلو تشدد ایک اہم معاشرتی اور سماجی مسئلہ ہے جس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

۲۱۔ نکاح وطلاق میں عورت کا اختیار

قرآن کریم میں ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے...... اور اس سے کائنات میں رنگ بکھیرے ہیں۔

البتہ انسان اور دوسرے جانداروں میں فرق یہ ہے، کہ انسان اپنی زندگی کی رفیقہ حیات کا...... (یا عورت ہونے کی صورت میں اپنے رفیق حیات کا) اپنی مرضی سے انتخاب کرتی ہے اور تمام عمر اس کے ساتھ گزار دیتا ہے۔

معروف کہاوت ہے، کہ ''جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں'' ...... جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، تاہم حکم یہ ہے کہ اپنی زندگی کے جیون ساتھی کا انتخاب خوب سوچ سمجھ کر کرنا چاہیئے، وقتی اور جذباتی فیصلے بعض اوقات زندگی بھر کے پچھتاوے بن جاتے ہیں۔

اسلام سے پہلے...... دنیا میں عورت کو شادی بیاہ کے موقع پر...... پیغام کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا حق حاصل نہ تھا' اسلام نے عورت کو یہ بھرپور حق عطا کیا اور شادی کے موقع پر عورت کی رضامندی کو اہمیت عطا فرمائی حتیٰ کہ اسلام نے یہ حق کنواری لڑکی کو بھی دیا ہے اور شوہر دیدہ کو بھی...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے:

ایک لڑکی نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ اس کے باپ نے اس کی

Marfat.com

ناپسندیدگی کے باوجود اس کی شادی کر دی ہے، تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے شادی برقرار رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار دے دیا (ابوداؤد، ۲/۶ ۷، کتاب النکاح، باب ۲۵، حدیث ۲۰۹۶)۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''یتیم لڑکی سے اس کے نکاح کے متعلق پوچھا جائے گا، اگر وہ خاموش رہے، تو یہ اس کی طرف سے اجازت ہوگی اور اگر وہ انکار کر دے تو اس کے نکاح کا کوئی جواز نہیں ہے (الترمذی، کتاب النکاح، حدیث ۱۱۰۹، ابوداؤد، ۲/ ۵۵، حدیث ۲۰۹۳)۔

ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی ہے:

''بیوہ اپنے ولی کے مقابلے میں نکاح کرنے کا زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری سے اس کے نکاح کی اجازت لی جائے اور اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے (ابوداؤد، حدیث ۲۰۹۸، ۲/ ۵۷۷)۔

دوسری طرف لڑکی کو بھی ہدایت ہے، کہ وہ اپنے والدین اور اپنے بزرگوں کی مرضی کا خیال رکھے اور خاندان سے بغاوت نہ کرے۔

جبکہ اسلام میں...... طلاق دینے کا حق مرد کو دیا گیا ہے، تاہم اگر مرد چاہے تو وہ اپنی بیوی کو بھی...... طلاق کا ''حق تفویض'' کر سکتا ہے، اسے ''تفویض طلاق'' یا ''تملیک طلاق'' کہا جاتا ہے، ایسی صورت میں عورت خود کو طلاق دیکر مرد سے الگ کر سکتی ہے...... بصورت دیگر...... طلاق یا تو مرد دے سکتا ہے یا پھر عدالت (فیملی کورٹس) کے ذریعے...... حاصل کی جا سکتی ہے، جہاں عورت کو ''قاضی'' یا جج کے سامنے...... یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ خاوند اس کے حقوق (نان، نفقہ یا حقوق زوجیت وغیرہ) ادا نہیں کر رہا، یا وہ ادا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اگر قاضی/ جج...... عورت کی مجبوری کو سمجھ لے تو وہ طلاق کی ڈگری جاری کر سکتا ہے۔

آخری طریقہ خلع کا ہے، اُسے...... ''طلاق بالفدیہ'' بھی کہا جاتا ہے، جس کی رُو سے عورت یا اس کی طرف سے اس کا کوئی رشتہ دار عورت کے خاوند کو...... کچھ رقم......

Marfat.com

(بشمول مہر...... وغیرہ) دے کر اس سے طلاق حاصل کر سکتا ہے، عدالت اور خلع کے ذریعے حاصل کی جانے والی طلاق طلاقِ بائن ہوتی ہے، یعنی یہ کہ خاوند یک طرفہ طور پر رجوع نہیں کر سکتا، البتہ...... بیوی کی اجازت سے نئے نکاح کی گنجائش باقی رہتی ہے، بشرطیکہ...... طلاق نامہ میں تین طلاقوں کی صراحت نہ کی گئی ہو۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اسلام میں طلاق کو ناپسندیدہ ترین فعل قرار دیا گیا ہے اور معاملے کے دونوں فریقوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ آخری حد تک جا کر اپنے گھر کو آباد رکھیں۔

۲۲۔ عورت کا مقام...... مذہبی دنیا میں

اسلام نے...... بعض دوسرے مذاہب اور ادیان کی طرح مذہبی معاملات کو مردوں تک محدود نہیں کیا، بلکہ...... مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی...... مذہبی معاملات میں پوری طرح شریک کیا ہے، قرآن کریم جگہ جگہ ''بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ'' (تم میں سے بعض بعض سے ہیں) کہہ کر عورتوں کے مذہبی اور دینی معاملات میں دلچسپی لینے کو پسندیدگی کی سند عطا کی گئی ہے۔

لیکن کیا عورت...... امامت یا خطابت کروا سکتی ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ عورت مردوں کی نہ تو امامت کروا سکتی ہے اور نہ ہی انہیں خطبہ جمعہ وغیرہ دے سکتی ہے۔ البتہ اگر مقتدیوں میں صرف عورتیں ہی ہوں تو عورت ان کی امامت کروا سکتی ہے، اس صورت میں...... ان کی امام...... پہلی صف سے آگے نہیں، بلکہ...... پہلی صف کے درمیان، صف کے اندر کھڑی ہوگی اور اس کے پیچھے صرف عورتوں کی نماز جائز ہوگی، مردوں کی نہیں۔

احادیث میں نبی اکرم ﷺ کی ایک صحابیہ حضرت ام ورقہؓ کا ذکر آتا ہے، جو اپنے گھر میں اپنے گھر والوں کی امامت کرواتی تھیں اور انہوں نے باقاعدہ اپنے گھر میں مؤذن بھی رکھا ہوا تھا (ابوداؤد، ۲/ ۲۹۷، حدیث ۵۹۱)۔

Marfat.com

جہاں تک مساجد میں عورتوں کے آنے اور نماز میں شریک ہونے کا تعلق ہے، تو اسلام نے ...... عورتوں کو اجازت دی ہے کہ وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہو کر نماز پنجگانہ، جمعہ اور عیدین کی نمازیں ادا کر سکتی ہیں ...... نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

لاتمنعوا اماء الله مساجد الله (البخاری) تم اللہ کی بندیوں کو ...... اللہ کی مسجدوں میں آنے سے ...... اور نمازوں میں شریک ہونے سے منع نہ کرو۔

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

''اگر کوئی عورت تم سے رات کے وقت (عشاء کی نماز کے لیے) مسجد میں جانے کی اجازت مانگے، تو تم اسے نہ روکو'' (البخاری، کتاب الاذان، باب ۱۶۲، حدیث ۸۶۵)۔

ایک دوسری روایت میں عمومی انداز میں ذکر ہے، کہ اگر تمہاری بیوی تم سے مسجد میں جانے کی اجازت مانگے، تو اُسے مت روکو۔ (البخاری، حدیث ۸۷۳)۔

اسلام نے یہ اجازت اس شرط پر دی ہے کہ عورت اپنے لباس اور ظاہری وضع قطع میں، سختی کے ساتھ اسلام کے احکام کی پابندی کرے اور یہ کہ مساجد میں عورتوں کے لیے مکمل طور پر باپردہ انتظام ہو، ورنہ عام حالات میں عورت کے لیے ...... اس کے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کو پسند کیا گیا ہے۔

ایک اور موقع پر نبی اکرم ﷺ نے ایک مسلمان عورت سے ...... مخاطب ہو کر فرمایا تھا:

تمہارا ...... گھر کے اندر نماز پڑھنا ...... برآمدے میں نماز پڑھنے سے اور برآمدے میں نماز پڑھنا ...... صحن میں نماز پڑھنے سے ...... اور تمہارے گھر کی مسجد میں نماز ادا کرنا محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں عورتیں ...... پنجگانہ جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شریک ہوتی تھیں، لیکن رفتہ رفتہ حالات میں تبدیلی آنا شروع ہو گئی، حتیٰ کہ حضرت عائشہؓ کو بھی یہ کہنا پڑا

Marfat.com

اگر نبی اکرم ﷺ کو ان حالات کا علم ہوتا، جو عورتوں میں...... بعد میں پیدا ہوئے ہیں تو آپ اسی طرح عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روک دیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں'' (البخاری، حدیث ۸۶۹)۔

اسی لیے بعض علماء نے ......عورتوں کی مسجد میں ......نمازوں میں شمولیت کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے......تاہم ابھی تک دنیا کی بڑی بڑی مساجد خصوصاً حرمین شریفین میں عورتیں ......پنجگانہ نمازوں میں باقاعدگی کے ساتھ شامل ہوتی ہیں اور نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں نماز پنجگانہ میں عورتیں مسجدوں میں آتی تھیں، لہٰذا اگر کسی مسجد میں عورتوں کے لیے نماز باجماعت کا باپردہ انتظام ہو، تو ان کے لیے مسجد میں آنا جائز ہے۔

بہرحال اسلام میں ......مذہبی فرائض کی بجا آوری میں مردوں ہی کی طرح عورتوں کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے، ثواب میں بھی اور عذاب میں بھی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النحل، ۱۶/ ۹۷)۔	جو شخص نیک اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔

۲۳۔ مرد کے لیے ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت

اسلام میں مردوں کو چار تک بیویاں رکھنے کی اجازت دی گئی ہے، بشرطیکہ وہ اپنی تمام بیویوں کے ساتھ انصاف......یعنی یکساں اور مروت والا سلوک کر سکے......ورنہ...... پھر ایک ہی بیوی کافی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی ذاتی سیرت سے بھی لوگوں کے لیے ایک نمونہ عمل مہیا کیا ہے کہ آپ نے اپنی تمام بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک فرمایا اور آپ کی کسی بھی بیوی کو آپ کے طرزِ عمل سے کبھی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔

اسلام نے ..... یہ اجازت ..... معاشرے سے بدکاری کے سدباب، عورتوں اور یتیم بچوں کی معاشرے میں آبادکاری اور بڑے خاندانوں کے قیام اور استحکام کے لیے عطا کی ہے ..... اسی بنا پر، اگر مرد ایک سے زیادہ شادی کرنے کا خواہش مند ہو، تو پہلی بیوی اسے روکنے کا حق نہیں رکھتی، البتہ وہ اپنے حقوق کی ادائیگی ..... یا ان میں ..... مساوات کا مطالبہ ضرور کر سکتی ہے۔

تاہم پاکستان میں عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ء کے تحت سابقہ بیوی کی رضامندی کو ..... کو دوسری شادی کے لیے ..... لازمی قرار دیا گیا ہے، بصورت دیگر یہ شادی ..... غیر قانونی تصور ہوگی ..... اور مرد کو جرمانے یا قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔

دوسری طرف معاشرتی اور سماجی ماحول بھی ہمارے ملک میں ایک سے زیادہ شادیوں کے لیے سازگار نہیں ہے، پھر آگے چل کر سوتیلی اولاد کے مابین ایسے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں، کہ پورا خاندان اس کی نذر ہو جاتا ہے، اسی لیے ..... عصر حاضر میں ایک ہی بیوی پر کفایت کرنے میں زیادہ مصلحت دکھائی دیتی ہے۔

۲۴۔ عورت تعلیمی میدان میں

پھر جس طرح اسلام نے مردوں کو ..... دینی اور شرعی معاملات میں ..... حصول علم اور حصول علم کے ذریعے امت کی رہنمائی کی اجازت دی ہے، اسی طرح یہ میدان عورتوں کے لیے بھی کھلا چھوڑا گیا ہے، لہٰذا مردوں کی طرح عورتیں بھی دینی علم حاصل کر کے ..... امت اسلامیہ میں دعوت وارشاد، اصلاح تزکیہ اور تربیت کا کام انجام دے سکتی ہیں۔ اس ضمن میں امہات المؤمنین خصوصاً حضرت عائشہؓ صدیقہ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت حفصہ بنت عمرؓ کی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں، جنہوں نے ایک طویل زمانے تک نہ صرف عورتوں میں، بلکہ مردوں میں بھی دینی دعوت واصلاح کا کام بڑی محنت اور جان افشانی سے انجام دیا۔

اسی بنا پر ..... اسلامی تاریخ میں ہمیں ۲۵۰۰ کے قریب ایسی ایسی نامور مسلم

Marfat.com

خواتین کا ذکر ملتا ہے، جو اپنے دور کی ممتاز فقیہ، محدث اور شاعرہ تھیں اور جن کے ذکر سے تاریخ وتذکرہ کی مختلف کتابیں بھری پڑی ہیں۔

خود نبی کریم ﷺ کو مردوں ہی کی طرح، عورتوں کی تعلیم وتربیت کا بڑا خیال رہتا تھا، اسی لیے...... آپ نے اس بات کی ہدایت کی ہے کہ مرد حضرات اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھیں اور اس پر آنحضور ﷺ نے خصوصی اجر وثواب کا وعدہ دہرایا ہے۔

۲۵۔ عورت میدان سیاست میں

جہاں تک عورت کے میدان سیاست میں کام کرنے کا تعلق ہے، تو اسلام نے ......عورت کو، محدود سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دی ہے، اوپر گزر چکا ہے کہ...... اسلام میں عورت کو بطور قاضی (جج) کام کرنے کی اجازت ہے، اسی طرح وہ کسی تعلیمی یا رفاہی یا مالیاتی ادارے کی سربراہ بھی بن سکتی ہے...... اور اپنا آزاد تجارتی اور انتظامی ادارہ قائم کر سکتی ہے ......اسی طرح...... مختلف سطحوں پر...... انتظامی اور سیاسی نمائندگی پر مشتمل فرائض انجام دی سکتی ہے۔

تاہم...... اسلام میں عورت کا چیف ایگزیکٹو (ملکی سربراہ) کے طور پر، کام کرنا مفید نہیں سمجھا گیا...... چنانچہ صحیح البخاری میں ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا، کہ...... ایران میں خسرو پرویز کے بعد، اس کے خاندان کی ایک عورت کو تخت حکومت پر بٹھا دیا گیا ہے، تو آنحضور ﷺ نے فرمایا:

لن یفلح قوما ولو امرہ امراۃ (البخاری، ۱۲۶/۸، کتاب المغازی، حدیث ۴۴۲۵) وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی، جس نے اپنا معاملہ (حکومت) ایک عورت کو سونپ دیا ہے۔

اسی لیے نبی اکرم ﷺ کے بعد، جب خلافت وسیادت کے مسئلے پر اختلاف پیدا ہوا، تو...... یہ مسئلہ مردوں تک محدود رہا...... اور کسی خاتون کو اس میں حصہ دار نہیں بنایا گیا، حالانکہ وصال نبوی کے وقت حضرت فاطمہؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ام حبیبہؓ (رضی اللہ عنہن) جیسی نامور مسلم خواتین موجود تھیں۔

Marfat.com

جبکہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا جنگ جمل میں کردار اور ان کا بصرہ کے لیے سفر کرنا صحابہ کرام کے مابین مصالحانی کوششوں کا ایک حصہ تھا اور انہوں نے کسی موقع پر بھی یہ نہیں کہا تھا کہ وہ کوئی سیاسی کردار ادا کرنے کے لیے آئی ہیں اور نہ ہی ان کے ساتھ جو صحابہ کرامؓ اور تابعین موجود تھے، انہوں نے ہی اس نوع کا کوئی عندیہ ظاہر کیا...... اسی بنا پر خلافت کے جھگڑوں میں کسی بھی مسلمان عورت کا نام نہیں لیا گیا۔

اسلامی تاریخ میں ہمیں...... بعض مسلمان عورتوں کی حکمرانی کا ذکر ملتا ہے، جن میں...... ہندوستان کی...... رضیہ سلطانہ، چاند بی بی اور مصری مملوک خاندان کی شجرۃ الدر ......اور عہد جدید میں...... بے نظیر بھٹو......اور بیگم ضیاء الرحمٰن...... (بنگلہ دیش) اور ...... محترمہ شیخ حسینہ واجد وغیرہ شامل ہیں، لیکن ان میں سے کوئی خاتون بھی بحیثیت حکمران...... کامیاب حکمران شمار نہیں ہوتی، بلکہ دیکھا جائے تو ان تمام مسلم خواتین کے ادوار حکومت جھگڑوں، باہمی خلفشار اور خانہ جنگیوں کی نذر ہوے، جس سے آنحضورﷺ کے اس فرمان اقدس کی تائید ہوتی ہے، جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔

دوسری طرف تمام اسلامی ممالک میں عورت کو میدانِ سیاست میں خوش آمدید کہا جا رہا ہے، پاکستان میں خواتین کے لیے اسمبلیوں (بشمول قومی اور صوبائی اسمبلیوں) میں دس فیصد کوٹہ مختص ہے...... اسی طرح...... لوکل ضلعی اور صوبائی سطح کے بلدیاتی اداروں اور زکواۃ کمیٹیوں میں بھی عورت کو بھرپور نمائندگی دی گئی ہے۔

ایران میں بھی خواتین کو پارلیمنٹ میں بھرپور نمائندگی حاصل ہے...... جبکہ ایران کی جامعات میں ۶۰% خواتین تعلیم حاصل کر رہی ہیں...... سعودی عرب، کویت اور متحدہ عرب امارات میں بھی حالات تبدیل ہو رہے ہیں اور عورت کو مختلف سطح کی تنظیموں اور اداروں میں مؤثر نمائندگی دی جا رہی ہے. لیکن اس بارے میں اعتدال اور میانہ روی کو پیش نظر رکھا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

Marfat.com

۲۶۔ عورتوں کے حقوق کا مسئلہ

عورتوں کی ذات، ان کی شخصیت اور ان کے حقوق و مراعات کے متعلق واضح ہدایات کے باوجود آج بھی مسلمانوں میں واضح طور پر دو گروہ موجود ہیں...... قدامت پرستوں کا...... نقطہ نظر یہ ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں عورت مرد کے مساوی نہیں ہے اور یہ کہ عورت کی تگ و دو اس کے گھر اور خاندان تک محدود ہے، اور عورت کو گھر سے مجبوری کے سوا باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے.

دوسری طرف...... آزاد خیال لوگ...... عورت اور مرد کی مکمل طور پر برابری اور مساوات کے قائل ہیں، ان کا کہنا کہ عورت مرد ہی کا ایک حصہ ہے، اور جو لوگ عورتوں کو گھروں تک محدود رکھتے ہیں وہ ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ تاہم اس بارے میں اعتدال اور میانہ روی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے، اور اسلام ہمیں اسی کی دعوت دیتا ہے۔

۲۷۔ اختتام

اسلام کی...... ان واضح ہدایات اور اسلام کی...... تقریباً ساڑھے چودہ سو برسوں پر مشتمل تاریخ کے مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے...... تاریخ کے ہر دور میں...... عورت کو محبت و احترام اور عزت و توقیر کا مقام دیا ہے...... اور ایک ایسے وقت میں جب دنیا عورتوں کے حقوق کے نام سے بھی ناواقف تھی، اسلام نے...... اس بارے میں واضح اور دو ٹوک موقف اختیار کر کے...... عورت کو اس کے حقوق عطا کیے ہیں۔

دوسری طرف مغرب...... اور ان کے زیر اثر...... جدت پسند لوگ اسلام کی تعلیمات کے متعلق مسلسل منفی پروپیگنڈے میں مصروف ہیں اور یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ اسلام عورتوں کو آزادی اور حقوق عطا نہیں کرتا، بلکہ انہیں گھروں میں قید کر کے رکھنا چاہتا ہے۔ حالانکہ صورت حال اس کے برعکس ہے، کہ اسلام تو عورت کو آزادی عطا کرتا ہے، مگر

Marfat.com

مغربی معاشرہ عورت کو آزادی دینے کے بجائے، ہر سطح پر اس کا استحصال کرنے میں مصروف ہے، اس کی آزادی کے نام پر اس کی عزت نیلام کی جارہی ہے، اسے خاندان، خاوند اور اولاد کے پیار سے محروم کر دیا گیا ہے، اس سے محفلیں سجائی جاتی ہیں، مگر...... وہ حقیقی طور پر عزت و احترام سے محروم ہے اور عہد حاضر کے ذمہ داروں سے یہ پوچھ رہی ہے، کہ اُسے آزادی کب ملے گی؟

☆..............................☆

Marfat.com

باب ششم

والدین کی خدمت واطاعت قرآن وسنہ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شب معراج میں...... جو خصوصی احکام عطا فرمائے، ان میں دوسرا حکم والدین کی خدمت اور اطاعت پر مشتمل ہے...... ارشاد فرمایا:

وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْ ھُمَا وَ قُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ○ وَ اخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (بنی اسرائیل، ۱۷/۲۳،۲۴)۔

اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔ اگر اُن میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان سے بات ادب کے ساتھ کرنا اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دُعا کرو کہ اے پروردگار جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرما۔

پھر جس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی اطاعت وفرماں برداری کا حکم، تمام قدیم آسمانی مذاہب میں یکساں طور پر ملتا ہے، اسی طرح والدین کی خدمت اور اطاعت کا حکم بھی تمام آسمانی مذاہب کا مشترک رہا ہے۔

تورات میں ہے:

تو اپنے ماں باپ کو عزت دے، تاکہ تیری عمر اس زمین پر جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے، دراز ہو (خروج، ۲۰/۱۲)۔

دوسری جگہ ہے:

تم میں سے ہر ایک اپنی ماں اور اپنے باپ سے ڈرتا رہے (احبار: ۱۹/۳)۔

Marfat.com

قدیم مذاہب میں اس بارے میں اتنی سختی تھی کہ ایسے شخص کو جو ماں باپ پر لعنت کرتا قتل کر دیا جاتا تھا، تورات میں ہے:

اور جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں پر لعن کرے گا، مارڈالا جائے گا، اس نے اپنے ماں باپ یا اپنی ماں پر لعنت کی ہے، اس کا خون اسی پر ہے (احبار، ۲۰/ ۹)۔

اسی طرح دوسری جگہ ہے:

''اور جو کوئی اپنی ماں پر لعنت کرے گا مارڈالا جائے'' (خروج، ۲۰/ ۱۷)۔

یہی احکام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں دہرائے گئے، انجیل میں ہے:

''کہو کہ خدا نے فرمایا ہے: کہ اپنے ماں باپ کی عزت کر اور جو اپنے ماں یا باپ پر لعنت کرے جان سے مارا جائے'' (متی، ۱۵/ ۴)۔

اسلام چونکہ تمام سابقہ ادیان کا جامع اور قرآن تمام آسمانی کتابوں کے مضامین کا خلاصہ ہے، اسی لیے اسلام میں بھی والدین کی خدمت واطاعت کو، اللہ تعالی..... کی عبادت کے بعد، سب سے اونچا اور سب سے بڑا رتبہ عطا کیا گیا ہے اور ماں باپ کی اطاعت اور ان کی خدمت کو...... بے حد اہمیت عطا کی گئی ہے..... سورہ لقمان مین ہے، فرمایا:

وَ وَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ ۚ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ وَهۡنًا عَلٰى وَهۡنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِىۡ عَامَيۡنِ اَنِ اشۡكُرۡ لِىۡ وَلِوَالِدَيۡكَ (لقمان، ۳۱/ ۱۲)۔

اور ہم نے انسان کو جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے (پھر اسکو دودھ پلاتی ہے) اور (آخرکار) دو برس میں اسکا دودھ چھڑانا ہوتا ہے۔ اسکے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے کہ میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی۔

والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ، محبت وتعلق کے ساتھ رہنے کی اہمیت کا مزید اندازہ...... اس حدیث نبوی سے کیا جاسکتا ہے، جس میں ارشاد ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جب اپنی تمام مخلوق کو پیدا کیا اور اس تخلیق سے فارغ ہو گیا تو رحم (جذبہ شفقت ورحمت) بولا...... یہی ...... تجھ سے الگ ہونے والے کا مقام ہے، فرمایا: ہاں کیا تو اس بات پر راضی نہیں، کہ میں (اپنی رحمت سے) اسے ملاؤں جو تجھے ملا کر رکھے اور اپنی رحمت سے اسے دور کر دوں جو تجھ سے، قطع تعلقی کرے، اس نے کہا: ہاں فرمایا: یہ سب تیرے لیے ہے، پھر...... آنحضور ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اس قرآنی آیت کی تلاوت کر سکتے ہو:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ (محمد، ۴۷/۲۲)، (البخاری، ۱۰/۴۱۷، کتاب الادب باب ۱۳ وحدیث ۵۹۸۲)۔

(اے منافقو) تم سے عجب نہیں کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنی رشتوں کو توڑ ڈالو۔

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"بے شک رحم اللہ تعالیٰ سے نکلا ہوا جذبہ (شجنۃ من الرحمٰن) ہے...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو تجھے ملائے گا، میں اسے (اپنی رحمت سے) ملاؤں گا، اور جو تجھ سے تعلق قطع کرے گا، میں اس سے تعلق قطع کر لوں گا" (البخاری، کتاب الادب، ۱/۴۱۷، باب ۱۳، حدیث ۵۹۸۸)۔

ان روایات سے واضح ہوتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں رشتوں خصوصاً والدین کے رشتے کی کس قدر اہمیت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ والدین کی خدمت اور اطاعت کرنا دراصل خود کو جنت کے حصول کا حق دار بنانے کے مترادف ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مسلمان بندوں کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیئے ہیں۔ جو اپنے والدین کی خدمت کی ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں اور ایک دروازہ اس شخص کی لیے کھولا گیا ہے جو اپنے بوڑھے والد یا والدہ کی خدمت کرتا ہو...... اور جس شخص نے اپنے والدین کو ناراض کر دیا، تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس سے راضی نہیں ہو گا جب تک اس کا والد یا والدہ اس

سے راضی نہ ہو، پوچھا گیا...... یارسول اللہ کیا اس صورت میں بھی جب وہ اپنی اولاد کے ساتھ ناانصافی کرر ہے ہوں؟ فرمایا: ہاں اس صورت میں بھی، جب وہ اپنی اولاد کے ساتھ ناانصافی کرر ہے ہوں (البیہقی)۔

ایک اور حدیث میں کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

وہ شخص ناکام ہوگیا...... وہ شخص ناکام ہوگیا، وہ شخص ناکام ہوگیا، پوچھا گیا...... یارسول اللہ کون؟ فرمایا: وہ کہ جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، مگر اس کے باوجود اس نے ان کی خدمت کے ذریعے اپنے لیے جنت واجب نہ کرلی...... (مسلم، ۱۹۷۸/۴، کتاب البرّ والصلۃ، حدیث ۲۵۵۱(۹))۔

دراصل ...... یوں تو ہر عمر اور ہر دور میں والدین کی خدمت کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی فضیلت ہے، مگر خاص طور پر بڑھاپے کا ذکر اس لیے کیا گیا۔ کہ بڑھاپے میں والدین کو خدمت یا نگہداشت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور ضرورت اور مجبوری کے اوقات میں والدین یا ان میں سے کسی ایک کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا انصاف سے بعید ہے۔

پھر جیسا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے حوالے سے آئندہ ذکر ہوگا، والدین کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں ہے، یہ خدمت اور اطاعت کا حکم ہر صورت میں ہے، خواہ ان کا تعلق مسلمانوں کے ساتھ ہو یا غیر مسلموں کے ساتھ۔

۲۔ والدین کی وفات کے بعد ان کے حقوق کی ادائیگی

مزید براں اسلام نے ہمیں یہ بھی بتلایا ہے کہ والدین کے فوت ہونے سے ان کے حقوق کا سلسلہ ختم نہیں ہوجاتا، بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی جاری رہتا ہے...... اس حق کی ادائیگی...... ان کے لیے دعا اور ان کے دوست احباب کے ساتھ...... قلبی تعلق رکھنے کی صورت میں کی جاسکتی ہے۔

سنن ابی داود میں ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں آیا اور اس نے عرض کیا:

Marfat.com

''یا رسول اللہ! والدین کی وفات کی بعد بھی کیا ان کا کوئی حق باقی رہ جاتا ہے؟ فرمایا: ہاں، ان کے لیے دعاے مغفرت کرنے، ان کے وعدوں کو پورا کرنے اور ان سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ساتھ بدستور محبت و احترام کا تعلق رکھنے کا حق باقی رہتا ہے (ابوداؤد)۔

اس طرح حضرت ابوآسیہ سے مروی ہے، کہتے ہیں:

''ایک دن ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے، کہ ایک شخص نے آنحضور ﷺ سے دریافت کیا، یارسول اللہ! کیا والدین کے فوت ہونے کے بعد بھی ان کا کوئی حق رہتا ہے؟ فرمایا: ہاں ان کے چار حقوق باقی رہتے ہیں: ان کے لیے اللہ تعالی سے رحم کی دعا کرنا، ان کی مغفرت و بخشش کی دعا کرنا، ان کے قرضوں اور ذمہ داریوں کو ادا کرنا اور ان کے دوستوں اور تعلق رکھنے والوں کے ساتھ محبت و اکرام سے پیش آنا''۔

نامور تابعی حضرت محمد بن سیرین کہتے ہیں:

کہ ایک دن ہم حضرت ابو ہریرہؓ کے ہمراہ تھے، کہ انہوں نے کہا: اے اللہ ابو ہریرہ اور اس کی والدہ کی مغفرت فرما اور ان لوگوں کی بھی بخشش فرما، جو ان دونوں کے لیے تجھ سے بخشش کی دعا کریں۔ ابن سیرین کہتے ہیں: کہ ہم لوگ حضرت ابو ہریرہؓ کی دعا کا مصداق بننے کے لیے حضرت ابو ہریرہؓ اور ان کی والدہ کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

دراصل نیک اور صالح اولاد...... جو اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہے اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے، جو انسان کے مرنے کے بعد بھی...... جاری و ساری رہتی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جب انسان مر جاتا ہے، تو اس کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے، سوائے ایسے صدقہ کے جو اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہے، ایسے علم کے جس کا فائدہ برقرار رہے اور ایسی نیک اور صالح اولاد کے جو اپنے والدین کے لیے دعائے خیر کرتی رہے'' (البخاری، کتاب العلم)۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں:

Marfat.com

''ایک شخص نے آنحضور ﷺ نے پوچھا: یارسول اللہ! میری والدہ کچھ وصیت کیے بغیر فوت ہوگئی ہے، کیا اگر میں اس کی طرف سے کوئی صدقہ وغیرہ کروں تو اُسے فائدہ ہوگا۔ فرمایا: ہاں''۔

اس تمام بحث کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ...... اللہ تعالی کی عبادت کے حکم کے متصل بعد آیا ہے، جس سے اس حکم کی اہمیت اور اس کی عظمت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالی کو ان کے ساتھ معمولی سے معمولی بدسلوکی ...... بھی گوارہ نہیں، اسی لیے، اولاد کو انہیں اف تک کہنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

۳۔ ان کے ساتھ اونچی آواز میں ہم کلام ہونا بھی منع ہے۔

۴۔ ان کے ساتھ ادب واحترام کے پیرایہ میں گفتگو کرنی چاہیے۔

۵۔ ان کے سامنے شفقت ورحمت کے بازو...... جھکائے رکھے جائیں۔

۶۔ ان کے لیے ہمیشہ اللہ تعالی سے رحم کی اور ان کی مغفرت کی دعا کی جائے اور غیر مسلم ہونے کی صورت میں ان کے لیے ہدایت اور ایمان کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

۷۔ اگر وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف کوئی حکم دیں، تو ان کی ہرگز اطاعت نہ کی جائے۔

۳۔ اولاد کی ذمہ داریاں

اس پس منظر میں اولاد کے درج ذیل فرائض ہیں:

والدین کی فرماں برداری کرنا، ان کی خدمت کرنا، ان کا خیال رکھنا، خواہ والدین کا تعلق مسلمانوں سے ہو، یا غیر مسلموں سے دونوں صورتوں میں اولاد پر، ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ضروری ہے، ان کی نافرمانی اور ان کی ناراضگی اللہ تعالی کی ناراضگی اور غصے کا موجب ہے۔ اولاد کو اپنے والدین کی خوشیوں کو اپنی بیوی اور اپنے بچوں کی

خوشیوں پر مقدم جاننا چاہیے۔

اولاد پر یہ بھی ضروری ہے، کہ وہ اپنے والدین کے احکام کی تعمیل کرے، خواہ ان کے یہ احکام ان کی اپنی منشا کے خلاف ہوں، تاوقتیکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کی خلاف ورزی کا حکم نہ دیں۔

والدین کی خدمت اور حسن سلوک سے انہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضامندی حاصل ہوگی اور والدین کی دعائیں ملیں گی، جن کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

''تین افراد ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی: مسافر کی، روزہ دار کی اور اولاد کے حق میں والدین کی دعا''۔

ایک اور موقع پر نبی اکرم ﷺ نے مختصر انداز میں ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ کی رضا والد کی رضا میں اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے''. (شرح السنہ، ۱۱/۱۳ - ۱۳؛ کتاب الادب)۔

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام کا یہ حکم انسانی معاشرے اور انسانی زندگی کے گہرے مشاہدے پر مبنی ہے اور اسلام ...... انسان کے ان معاشرتی اور سماجی رویوں کو کتنی اہمیت دیتا ہے اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کی رُو سے انسان ...... کوئی مشین یا کسی مشین کا کل پرزہ نہیں ہے کہ جس کا کام محض اولاد کی تخلیق ہے، بلکہ انسان کی پیدائش خالق کائنات کا سب سے عظیم شاہکار ہے، جو والدین کی وساطت سے تکمیل پذیر ہوتی ہے، اسی لیے والدین کا انسانی زندگی میں غیر معمولی ...... کردار ہے، اسی کردار کو نمایاں کرنے اور انسانی زندگی کو خوشیوں اور مسرتوں سے ہمکنار کرنے کے لیے...... اسلام نے والدین کی خدمت واطاعت کو، اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد، سب سے اہم ترین فریضہ قرار دیا ہے، اور تمام مذاہب میں اپنے اس حکم کو نازل فرمایا ہے۔ بنی اسرائیل پر آنے والے حکم کے بارے میں قرآن کریم میں ہے:

Marfat.com

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (البقرۃ،۲/۸۳)۔

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے بھلائی کرنا۔

اسی طرح ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم......شریعت اسلامیہ کے امتیازی خصائص میں سے ہے' فرمایا:

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (النسآء،۴/۳۶)۔

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

والدین ہی اولاد کے لیے ان کے مال کا بہترین اور عمدہ ترین مصرف ہیں، فرمایا:

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ (البقرۃ،۲/۲۱۵)۔

(اے محمد) لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کس طرح کا مال خرچ کریں، کہہ دو کہ (جو چاہو خرچ کرو لیکن) جو مال خرچ کرنا چاہو وہ (درجہ بدرجہ اہل استحقاق یعنی) ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں کو دو۔

۴۔ والدہ کے حقوق کا تقدم

شریعت اسلامیہ میں والدین میں سے ماں کا حق...... باپ سے مقدم رکھا گیا ہے، اس لیے کہ انسان کی پیدائش میں، ماں کی محنت و مشقت کا زیادہ عمل دخل ہے، ایک حدیث میں ہے:

''ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں، اس نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، اس نے پوچھا پھر کون؟ (چوتھی بار) فرمایا: تیرا والد...... (البخاری کتاب الادب، باب من احق الناس، حدیث ۵۹۷۱)۔

Marfat.com

ایک اور موقع پر نبی اکرم ﷺ نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو...... تین بڑے اور بنیادی کاموں میں شمار کیا ہے۔

آپ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ کونسا عمل اللہ تعالی کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: اپنے وقت پر نماز ادا کرنا، پوچھا یارسول اللہ پھر کونسا؟ فرمایا: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا، پوچھا: پھر کونسا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (البخاری، کتاب الادب ۱۰/۴۰۰، حدیث ۵۹۷۰، کتاب ۷۸، باب ۱)۔

دوسری طرف...... ماں باپ کی نافرمانی سب سے بڑے اور کبیرہ گناہوں میں سے، ایک ہے...... آنحضور ﷺ نے...... کبیرہ اور بڑے گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''کیا میں تمہیں سب سے بڑے (کبیرہ) گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ صحابہ نے کہا ضرور یارسول اللہ، فرمایا: وہ تین ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، اس وقت آپ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے، یہ کہتے ہوئے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: یاد رکھو...... اور جھوٹی بات...... یا فرمایا اور جھوٹی گواہی دینا...... (یہ بات آپ نے اتنی مرتبہ دہرائی کہ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا: کہ شاید آپ یہ کہتے ہی رہیں گے'' ؛ البخاری، ۱۰/۴۱، کتاب الادب، باب ۶، حدیث ۵۹۷۶)۔

۵۔ والدین کی اجازت کے بغیر جہاد میں حصہ لینا

والدین کے حقوق کا دوسروں سے مقدم اور اہم ہونا اس بات سے بھی واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے والدین کی اجازت اور ان کی مرضی کے بغیر کسی کو جہاد میں شریک ہونے کی بھی اجازت نہیں دی، چنانچہ امام بخاریؒ نے...... لا یجاهد الا باذن الابوین ...... (ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد بھی درست نہیں) کے عنوان کے تحت نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ نقل کی ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہا: یارسول اللہ میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں پوچھا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ کہا ہاں،

فرمایا: تیرا جہاد یہ ہے کہ تو ان کی خدمت کر (البخاری، ۱/۴۰۳، حدیث ۵۹۵۴)۔

۶۔ غیر مسلم والدین کی خدمت

اسلام نے اس بارے میں مسلمان والدین اور غیر مسلم والدین کے درمیان بھی فرق نہیں کیا اور جس طرح مسلمان والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ نیک اور اچھا سلوک کرنے پر زور دیا ہے، اسی طرح غیر مسلم والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید کی ہے، قرآن کریم میں ہے:

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا (لقمان، ۳۱/۱۴-۱۵)۔	اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا۔

امام ابن کثیرؒ کے مطابق اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر والدین تمہیں اپنا مذہب تبدیل کرنے یا اسلام کو چھوڑنے کے لیے کہیں تو ان کی اطاعت جائز نہیں، البتہ خدمت اور حسنِ سلوک ان کے ساتھ جاری رکھا جائے (تفسیر ابن کثیر)۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سوتیلی بہن حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر سے روایت ہے کہتی ہیں:

> نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں میری والدہ مجھ سے ملنے ...... مکہ مکرمہ سے ...... میرے پاس (مدینہ منورہ) آئیں، وہ اسلام کی طرف کچھ کچھ رغبت رکھتی تھیں، میں نے آنحضور ﷺ سے پوچھا، یارسول اللہ کیا میں اس کے ساتھ، صلہ رحمی کروں، فرمایا: ہاں ضرور کرو (البخاری، ۱۰/۴۱۳، کتاب الادب، باب ۷، حدیث ۵۹۷۸، ۵۹۷۹)۔

۷۔ والدین کے حقوق ...... اولاد کی شادی کے بعد

عام طور پر یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ اولاد شادی کے بعد ...... رفتہ رفتہ والدین سے دور ہوتی چلی جاتی ہے ...... اور وہ اپنی بیوی اور بچوں کی طرف اتنا جھک جاتی

Marfat.com

ہے، کہ وہ اپنے والدین...... کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کی خدمت کا فرض فراموش کر دیتی ہے...... دراصل شادی کے بعد ہی اولاد کا اصل امتحان شروع ہوتا ہے، خصوصاً اس وقت جب...... اس کے گھر میں آنے والی خاتون، اپنے نازنخروں کے بل پر، اس کے والدین سے لاتعلق رہنے...... اور انہیں نظر انداز کرنے پر، مجبور کرتی ہے، ایسی ہی صورت حال کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اللہ تعالیٰ کی اس قوم پر رحمت نہیں اترتی جس قوم میں...... کوئی رشتہ داری کو قطع کرنے والا موجود ہو (مشکوۃ المصابیح، ۳/۱۳۷۹، بحوالہ البیہقی، شعب الایمان)۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کئی لوگوں سے قیامت کے دن نہ تو کلام کرے گا، اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یارسول اللہ کن لوگوں سے؟ فرمایا: ان لوگوں سے جنہوں نے اپنے والدین سے منہ موڑا اور اُس شخص سے بھی جس نے کسی شخص کی حمایت کی...... مگر اس نے اس سے انکار کیا'' (احمد بن حنبل، مسند)۔

قرآن کریم میں...... والدین سے حسن سلوک کے لیے...... بار بار لفظ ''برّ'' اور احسان، اور حسناً کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں...... ان میں سے ''برّ'' کا لفظ...... اللہ تعالیٰ کی صفت البرّ (محسن: نیک سلوک کرنے والا) سے نکلا ہے، جس کے معنی محبت، اکرام اور نیک سلوک کرنے کے ہیں...... اسی طرح ''احسان'' اور حسناً کے الفاظ بھی...... والدین کے ساتھ اسی قسم کے سلوک اور جذبے کا اظہار کرتے ہیں، کہ انسان کو اپنے والدین کے ساتھ قلبی اور ذہنی لگاؤ رکھنے کے ساتھ ساتھ ظاہری طور پر بھی...... نیک اور اچھا سلوک کرنا چاہیے اور سورۃ الاسراء میں بھی والدین سے ہر ایسے سلوک اور رویے سے منع کر دیا گیا ہے جس سے والدین کے ساتھ لاتعلقی، ان کی توہین، ان کے ساتھ بدسلوکی، یا ان کی کم وقعتی کا اظہار ہوتا ہو''.

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے، کہ اولاد اپنے والدین...... کے

Marfat.com

ساتھ ویسا ہی سلوک کرے، جیسا کہ وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ کرتا ہے، انہیں وہ سب کچھ پیش کرے، جو اس کی استطاعت میں ہے، تاہم والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں شریعت نے کوئی ضابطہ اور کوئی اصول مقرر نہیں کیا...... نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر...... ارشاد فرمایا:

انت ومالک لابیک — تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے۔

مختصراً یہ کہ انہیں اپنی زندگی کی خوشیوں اور مسرتوں میں شریک رکھنے کی تاکید کی گئی ہے، اسی لیے اسلام کا ان کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم انہیں محض کھانا کھلانے یا کپڑے پہنانے تک محدود نہیں ہے، بلکہ اسلام کا یہ حکم بہت جامع اور بہت وسیع ہے۔

۸۔ بڑھاپے اور ضرورت کے وقت ان کی امداد:

یوں تو اسلام نے تمام اوقات میں والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن اس سلسلے میں خاص طور پر...... بڑھاپے اور ضرورت کے وقت کو...... زیادہ اہمیت دی ہے...... سورہ الاسراء میں...... اللہ تعالی کا یہ حکم بیان ہوا، کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

اگر تیرے پاس ان میں کوئی ایک یا دونوں ہی بڑھاپے کو پہنچ جائیں...... تو انہیں اف بھی نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا اور ان کے ساتھ نرمی سے بات کرنا (الاسراء)۔

جس کی وجہ یہ ہے، کہ اس عمر میں والدین کو قدرتی طور پر، اولاد کی طرف سے حسن سلوک کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے...... پھر ان کی...... جسمانی اور ذہنی کمزوری کی بنا پر ان کے کام کاج کا سلسلہ رک جاتا ہے، اس وقت انہیں خدمت وحسن سلوک سے خوش رکھنا اور انہیں یہ احساس نہ ہونے دینا کہ وہ ان پر بوجھ ہیں، سب سے بڑی نیکی اور جنت کے بند دروازوں کے کھلنے کا سبب ہے، علاوہ ازیں والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے...... انسان کی روزی میں بھی وسعت اور برکت ہوتی ہے...... اسی لیے...... آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

Marfat.com

من احب ان یبسط له فی رزقه وینسأ له فی اثره فلیصل رحمه (البخاری، ۱۰/۴۱۵، کتاب الادب، باب ۱۲، حدیث ۵۹۸۶)۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا رزق کشادہ اور اس کی عمر دراز ہو، تو وہ صلہ رحمی کرے۔

اس طرح...... یہ دو ایسے انعامات ہیں، جو اُسے زندگی میں ملتے ہیں اور آخرت کے انعامات...... اس کے علاوہ ہیں.

مزید براں اسلامی معاشرہ ایسے لوگوں کو محبت اور احترام کی نظروں سے دیکھتا ہے جو اپنے والدین کے ساتھ، محبت اور عزت واحترام والا سلوک کرتے ہیں...... اور سچ تو یہ ہے کہ اس سب کے باوجود، اولاد اپنے ماں باپ کی خدمت کا حق ادا نہیں کر سکتی۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کوئی بیٹا (یا بیٹی) اپنے والدین کا حق ادا نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ وہ انہیں قید میں پائے اور پھر انہیں خرید کر آزاد کر دے۔ (مشکوۃ)

۹۔ حضرت اویس قرنی کا قصہ

نامور تابعی حضرت اویس قرنیؒ...... ایسے تابعی بزرگ ہیں، جن کا نبی اکرم ﷺ نے خود ذکر کیا ہے،...... ان کے متعلق احادیث میں ہے کہ ان کی والدہ زندہ اور بیمار تھی اور وہ اپنی والدہ کی خدمت میں مشغولیت کی بنا پر آنحضور ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر نہ ہو سکے، اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کی بے حد تعریف کی، اور صحابہ کرامؓ کو تاکید کی، کہ جب وہ تمہیں ملیں تو تم ان سے اپنے لیے دعا کروانا.

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی خاص طور پر اس لیے تعریف کی ہے کہ ان میں اول الذکر اپنے والدین کے ساتھ اور موٴخر الذکر اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتے تھے (مریم:۱۹/۱۴، ۳۲) جس سے واضح ہوتا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا ایک ایسا معاملہ ہے، جو پیغمبرانہ عظمت میں بھی اضافے کا موجب بنتا ہے، بعض احادیث مبارکہ میں بڑھاپے میں والدین کی خدمت کو

Marfat.com

...... اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جنت کے حصول کا سب سے اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ایک حدیث نبوی میں ہے:

ایک دن نبی اکرم ﷺ خطبہ جمعہ کے لیے منبر پر چڑھے، تو آپ ﷺ نے پہلے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، دوسرے زینے پر قدم رکھا، تو پھر فرمایا آمین، تیسرے زینے پر قدم رکھا، تو پھر فرمایا آمین، صحابہ کرامؓ نے ...... جب اس کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا:

جب میں منبر پر ...... خطبہ دینے کے لیے چڑھ رہا تھا، تو جبریل علیہ السلام میرے سامنے آئے اور کہا: اے محمد ﷺ وہ شخص برباد ہو جائے، جس کے سامنے تیرا ذکر ہو اور وہ تجھ پر درود نہ بھیجے، میں نے کہا آمین، پھر جب میں نے دوسرے زینے پر قدم رکھا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ شخص ہلاک ہو جائے جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا اور اس نے اس ماہ میں عبادت کے ذریعے اپنی مغفرت نہ کروالی، میں نے کہا آمین، پھر جب میں نے تیسرے زینے پر پاؤں رکھا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ شخص ہلاک وہ جائے جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور اس نے ان کی خدمت اور حسنِ سلوک کے ذریعے اپنے لیے جنت واجب نہ کروالی، میں نے کہا' آمین ...... (الترمذی)

نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے والدین کی خدمت اور ان سے حسنِ سلوک کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

☆ .... ☆

باب ہفتم

انسانی جان کی حرمت

آنحضور ﷺ حقیقی طور پر دنیا کے لیے رحمت بن کر مبعوث ہوئے تھے، اسی لیے آپ نے جہاں انسانیت کو پرانی زنجیروں سے نجات دلائی۔ وہاں ایسے ظالمانہ افعال واعمال سے بھی بچنے کی ہدایت کی، جن سے دنیا میں دہشت اور بربریت پھیلتی ہے اور انسانی زندگی بدامنی اور بے سکونی کی نذر ہو جاتی ہے، چنانچہ رشاد باری تعالی ہے:

وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا (الاسراء، ۱۷/۳۳).

اور جس جان کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرو، مگر جائز طور پر (یعنی بفتوی شریعت) اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے کہ وہ (ظالم قاتل سے بدلہ لے) تو اسکو چاہیے کہ قتل (کے قصاص) میں زیادتی نہ کرے، کہ وہ منصور (فتحیاب) ہے۔

زمانہ جاہلیت میں...... انسانی قتل کو ایک معمولی واقعہ اور عام سا فعل تصور کیا جاتا تھا، اسی لیے معمولی باتوں پر سیکڑوں بے گناہوں کو خون میں نہلا دیا جاتا تھا، سرزمین عرب کی اکثر لڑائیاں کسی ایک انسانی جان کی ہلاکت سے شروع ہوتیں جو بیسیوں برس جاری رہتیں، مگر...... انتقام کی آگ تھی، کہ ٹھنڈی ہونے کا نام نہ لیتی تھی، اسی لیے اسلام نے انسانی قتل کو...... انتہائی سنگین جرم قرار دیا اور ایک انسان کے قتل اور اس کی ہلاکت کو پوری انسانیت کے قتل اور اس کی تباہی سے تعبیر کیا ہے: ارشاد ہے:

Marfat.com

مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدہ،۵/۳۲)۔

اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اسکے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اسکی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا وہ تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا۔

۱۔ انسانی قتل کی سزا

اسی ناحق انسانی قتل پر اس سلسلے کو روکنے کے لیے بھیانک ترین سزاؤں کا اعلان کیا گیا، فرمایا:

وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا (النسآء،۴/۹۳)۔

اور جو شخص (کسی) مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا، تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لیے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے۔

احادیث مبارکہ میں بھی، اس کی سخت ترین الفاظ میں ممانعت آئی ہے، مثال کے طور پر، حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے:

''ایک شخص نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ کونسا گناہ سب سے زیادہ برا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، اس نے کہا یارسول اللہ، اس کے بعد کونسا؟ فرمایا: یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس خیال سے قتل کرے، کہ وہ تیرے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی، پوچھا یارسول اللہ! اس کے بعد کون سا ہے؟ فرمایا: یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرے...... اس پر اللہ تعالی نے اس کی تصدیق کے لیے سورہ الفرقان کی یہ آیت نازل فرمائی:

Marfat.com

وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (الفرقان،۲۵/ ۶۸)

اور وہ کسی ایسی جان کو، جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، قتل نہیں کرتے۔

(تفسیر ابن کثیر)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لن يزال المؤمن في سعة من دينه مالم يصب دماً حراماً (البخاری،۱۲/ ۱۸۷، کتاب الدیات، باب ا، حدیث ۶۸۶۲)۔

مومن اپنے دین کی وسعتوں میں سے کسی ایک میں رہتا ہے، جب تک وہ کسی شخص کو ناحق قتل نہ کرے۔

اسی طرح انہی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ امام الانبیا ﷺ نے فرمایا:

ہلاکت کے ان مقامات میں سے کہ اگر ان میں کوئی گر جائے تو اس کے لیے اس سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ ہی نہیں رہتا، کسی محترم جان کو بغیر وجہ کے تلف کرنا ہے (البخاری، ۱۲/ ۱۸۷، کتاب ۸۷، باب ا، حدیث ۶۸۶۳)۔

۲۔ انسانی قتل کی حرمت

انسان کی ذات اللہ تعالی کی تخلیق کا وہ شاہکار ہے کہ خود خالق کائنات کو بھی، اس پر ناز ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

خَلَقْتُهُ بِيَدَيَّ. (الحجر)

میں نے اُسے (انسان کو) اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔

پھر جب اس میں روح ڈالنے کا وقت آیا، تو خالق کائنات نے...... خاص کیفیت اور خاص شان کے ساتھ، اپنی روح اس کے ڈھانچے میں ڈال دی، فرمایا:

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ. (الحجر،۱۵/ ۲۹)

جب اس کو (صورت انسانیہ میں) درست کرلوں اور اس میں اپنی (بے بہا چیز یعنی) روح پھونک دوں۔

Marfat.com

اتنے ارمانوں اور اتنی محبتوں کے ساتھ، جس مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہو، وہ کوئی معمولی مخلوق نہیں ہو سکتی، اسی لیے...... انسان کی تخلیق مکمل ہونے پر...... تمام فرشتوں کو اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم ملا، قرآن حکیم میں ہے:

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ (البقرۃ،۲/۳۴)۔

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے سجدہ نہ کیا۔

جس پر بارگاہ قدسی سے، اسے مردود قرار دے دیا گیا اور اس پر ابد الآباد تک کے لیے لعنت کر دی گئی، اس پس منظر میں...... دنیا کے ہر انسان کی جان یکساں طور پر محترم ہے۔

اوپر گزر چکا ہے، کہ قرآن کریم میں، ایک جان کے قتل کو...... پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا گیا ہے اور انسانی قتل پر...... کفر و شرک کے بعد سب سے زیادہ بھیانک سزاؤں کا اعلان کیا گیا ہے جن میں کچھ سزائیں دنیوی ہیں اور کچھ اخروی.

جس سے واضح ہوتا ہے، کہ شریعت میں انسانی قتل کسی صورت میں بھی گوارہ نہیں کیا گیا...... حتی کہ اگر غلطی سے بھی ایسا ہوا ہو، تو اسلام نے اس پر بھی سخت سزا (دیت) رکھی ہے...... مروی ہے کہ:

آنحضور ﷺ نے معروف صحابی حضرت خالدؓ بن ولید کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجا، انہوں نے انہیں اسلام کی دعوت دی، مگر بنو جذیمہ کو اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ کس طرح اپنے اسلام کا اظہار کریں، چنانچہ انہوں نے بجائے اس کے کہ وہ کہتے: ''ہم اسلام لے آئے''، یہ کہنا شروع کر دیا: صبانا صبانا (ہم صابئ ہو گئے)، چونکہ صابئ (ستارہ پرست) لوگ کافر ہیں، اس لیے حضرت خالدؓ بن ولید نے انہیں کافر سمجھ کر قتل کرنا اور گرفتار کرنا شروع کر دیا، جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ انہیں مختلف لوگوں کی تحویل میں دے دیا گیا۔ اور اگلے دن حضرت خالدؓ نے تمام لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے قیدیوں کو قتل کر دیں مگر حضرت عبداللہؓ نے اپنے قیدی کو قتل نہ کیا

Marfat.com

۔اور تمام واقعہ آنحضور ﷺ کو آ کر بتلایا تو آپؐ نے اپنے ہاتھ کھڑے کیے اور فرمایا:

اللھم انی أبرأ الیک مما صنع خالد. اے اللہ میں خالد کے عمل سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کرتا ہوں۔

(اس کے بعد...... آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ان کے ہاں بھیجا، تا کہ وہ ان کے مقتولوں کی دیت اور ان کے تباہ ہونے والے مکانوں کا معاوضہ ادا کریں (البخاری ،۵۶/۸، کتاب المغازی، حدیث ۴۳۳۹).

جس سے واضح ہوتا ہے، کہ اسلام میں انسانی جان کی کس قدر حرمت ہے۔

اسی طرح ایک اور موقع پر...... حضرت اسامہ نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا، جس نے ...... اسلام قبول کر لیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے جب ان سے اس کے متعلق باز پرس کی تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ اس نے اپنے قتل کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا، آپؐ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا؟ (البخاری،۱۲/ ۱۹۱،۱۹۲، کتاب الدیات، حدیث ۶۸۷۲) پھر آپ نے اس کی دیت ادا کرنے کا حکم دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر مسلمان کی جان، اس کی عزت اور اس کا مال...... اللہ تعالیٰ کی نظر میں محترم ہے...... اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے سوا کسی بھی شخص کو دوسرے کی جان لینے کی اجازت نہیں ہے...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ہر اس مسلمان کی جان محترم ہے جس نے اس بات کا اقرار کیا کہ اللہ ایک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے نبی ہیں اور درج ذیل تین صورتوں کے سوا اس کی جان لینا جائز نہیں ہے: (۱) جان کے بدلے جان؛ (۲) شادی شدہ ہو کر...... زنا کرے اور زنا کا ثبوت مل جائے؛ (۳) اور جو اپنے دین کو چھوڑ دے اور اپنی جماعت سے الگ ہو جائے (البخاری، کتاب الدیات، باب ۶، حدیث ۶۸۷۸).

ان تمام صورتوں میں بھی سزا دینے کا حق...... حکومت اور ریاست کا ہے اور کسی

Marfat.com

بھی عام شہری کے لیے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے، بعض روایات میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا:

لا ترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض (البخاری،۱۲/۱۹۱، کتاب الدیات، باب۲، حدیث ۶۷،۶۸)۔	تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دو۔

۳۔ دوران جنگ مشتعل ہو کر قتل کرنا

اس بارے میں اسلام نے اتنی سختی کی ہے کہ دوران جنگ میں بھی محض ذاتی اشتعال کی بنا پر کسی کو قتل اور ہلاک کرنا جائز نہیں ہے، حضرت مقداد بن عمرو الکندی سے جو نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں شریک تھے، روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا:

یارسول اللہ اگر میرا کسی کافر سے مقابلہ ہو جائے، پھر ہم ایک دوسرے سے لڑیں، پھر وہ میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے اور کسی درخت کی اوٹ میں چلا جائے اور کہے کہ میں اسلام لے آیا ہوں، کیا میں اس کے بعد، اس کو قتل کر دوں؟ فرمایا: تو اسے قتل نہ کر، انہوں نے کہا: یارسول اللہ اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ کر پھینک دیا ہے، اس کے بعد، اس نے یہ کہا ہے، فرمایا: تب بھی اُسے قتل نہ کر، اس لیے کہ اگر تو اُسے قتل کر دے گا، تو وہ اس کے قتل سے پہلے کی تیری جگہ ہو جائے گا اور تو اس کے قتل سے پہلے کی، اس کی جگہ ہو جائے گا

(البخاری،۱۲/۱۰۲ حدیث ۶۸۶۵)۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ کا واقعہ

انسانی قتل کس قدر سنگین جرم ہے، اس کا مزید اندازہ حضرت اسامہ بن زید کی اس روایت سے ہوتا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

ہمیں رسول اکرم ﷺ نے بنو جہینہ کی شاخ کی طرف بھیجا جب ہم نے صبح سویرے ان پر حملہ کیا اور ہم نے انہیں شکست دے دی، تو میں نے اور ایک انصاری نوجوان نے ان میں سے ایک شخص کو گھیر کر اس پر حملہ کیا، جب ہم نے اسے چت لٹا لیا، تو اس نے کہا:

Marfat.com

لا الہ الا اللہ...... جس پر انصاری نے اس کے قتل سے ہاتھ روک لیا، مگر میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا، جب ہم مدینہ منورہ میں آئے اور اس واقعے کی اطلاع آنحضور ﷺ کو ہوئی، تو آپ نے مجھے بلایا اور کہا: اے اسامہ تو نے اسے لا الہ الا اللہ پڑھنے کے بعد قتل کر دیا؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ وہ تو محض جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھ رہا تھا، آپ نے فرمایا: کیا تو نے اسے کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کر دیا؟ آپ نے یہ جملہ اتنی بار فرمایا کہ میں نے اپنے دل میں تمنا کی کہ اے کاش میں آج سے قبل مسلمان نہ ہوا ہوتا (البخاری، ۱۲/۱۰۳، حدیث ۶۸۷۲)۔

۴۔ انسانی قتل کبیرہ گناہ ہے

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، کہ آپ فرما رہے تھے:

''سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، کسی انسان کو قتل کرنا، ماں باپ کی نافرمانی اور جھوٹ بولنا ہے...... یا فرمایا: اور جھوٹی گواہی دینا ہے'' (البخاری، کتاب ۸۷، حدیث ۶۸۷۱)۔

۵۔ مسلمان کو دھمکانے کے لیے اسلحہ اٹھانے والا

مسلمان کو قتل کرنا تو دور کی بات ہے، اسلام کسی مسلمان پر اسلحہ اٹھانے اور اسے دھمکانے کی بھی اجازت نہیں دیتا...... ارشاد نبوی ہے:

من حمل علینا السلاح فلیس منا (البخاری، ۱۲/۱۹۲، حدیث ۶۸۷۴)۔

جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا یا اسلحہ لہرایا وہ ہم میں سے نہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کو قتل کرنے کی نیت سے اس پر حملہ کرنا بھی سنگین جرم ہے، اس کا مزید اندازہ درج ذیل روایت سے ہوتا ہے:

''حضرت احنف بن قیس سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کی مدد کے لیے جا رہا تھا کہ مجھ سے حضرت ابوبکرہؓ ملے، انہوں نے پوچھا: کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے بتایا کہ میں حضرت علیؓ کی مدد کے لیے جا رہا ہوں، انہوں نے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ، اس لیے کہ میں نے

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ یہ فرما رہے تھے کہ جب دو مسلمان تلوار لیکر ایک دوسرے سے لڑیں گے تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے، کہتے ہیں کہ میں نے کہا: یارسول اللہ یہ تو قاتل ہے...... مقتول کا کیا گناہ تھا؟ فرمایا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ (یا حرص) رکھتا تھا (البخاری، ۱۲/۱۹۳، حدیث ۶۸۷۴)۔

۶۔ قتل کی سزا: قصاص

قتل چونکہ ایک سنگین جرم اور خوفناک جرم ہے، اور قاتل نے ...... اللہ تعالی کی...... سب سے محترم مخلوق کو...... بلا وجہ خون میں نہلایا ہے، اسی لیے...... اللہ تعالی نے امت مسلمہ پر جان کے بدلے جان کے اصول پر قصاص فرض کیا ہے، قرآن کریم میں ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۖ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ (البقرۃ، ۲/۱۷۸)۔

مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی خون کے بدلے خون) کا حکم دیا جاتا ہے (اس طرح پر کہ) آزاد کے بدلے آزاد (مارا جائے) اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ اور اگر قاتل کو اس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے کچھ معاف کر دیا جائے تو (وارث مقتول کو) پسندیدہ طریقے سے (قرارداد کی) پیروی (یعنی مطالبہ خون بھی) کرنا اور (قاتل کو) خوش خوئی کے ساتھ ادا کرنا ہے۔

اسی طرح دوسری جگہ فرمایا:

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۖ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدہ، ۵/۴۵)۔

اور ہم نے ان لوگوں کے لیے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے، لیکن جو شخص بدلہ معاف کر دے وہ اسکے لیے کفارہ ہوگا۔ اور جو کوئی

Marfat.com

اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم
نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں۔

۷۔ خودکش حملے اور اسلام

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کی جان بے حد محترم ہے...... یہ جان اللہ تعالیٰ ہی نے انسانی جسم میں ڈالی ہے، وہی اس جان کو نکالنے کا حق رکھتا ہے...... حتیٰ کہ کسی انسان کو خود بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی جان کو تلف کرے...... اس لیے اسلام میں خودکشی کرنا حرام ہے، قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (النساء، ۴/۲۹)۔

اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو، کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے سختی سے خودکشی کی ممانعت فرمائی ہے...... حضرت ثابت بن الضحاک سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من حلف بملة غير الاسلام كاذباً متعمداً فهو كما قال ومن قتل نفسه بحديدة عب به في نار جهنم (البخاری، ۲۲۶/۳) کتاب ۲۳، باب ۸۳، حدیث، ۱۳۶۳)۔

جس نے اسلام کے سوا کسی اور ملت کی جھوٹی اور دانستہ قسم کھائی تو وہ ویسے ہی ہوگا جیسے کہ اس نے کہا اور جس نے اپنے آپ کسی لوہے سے یا کسی ہتھیار سے قتل کیا تو اسے جہنم میں اُسی ہتھیار سے عذاب دیا جائے گا۔

اسی طرح حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ایک شخص کو زخم لگ گیا، تو اس نے خود کو مار ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ میرے پاس جلدی آ گیا ہے میں اس پر جنت حرام کرتا ہوں (البخاری، ۳/ ۲۲۷، کتاب الجنائز، حدیث ۱۲۶۴)۔

ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک نقل ہوا ہے:

''جو شخص اپنا گلا گھونٹتا ہے، وہ گویا اپنا گلا جہنم میں گھونٹ رہا ہے، اور جو کوئی اپنے آپ کو نیزہ یا

Marfat.com

زخم لگاتا ہے، وہ گویا اپنے آپ کو جہنم میں نیزہ مارتا ہے یا زخم لگاتا ہے (البخاری، ۳/۲۲۷، حدیث ۱۳۶۵)۔

امام مالکؒ نے...... یہ روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ان قاتل النفس لا تقبل توبته. خودکشی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

(ابن حجر العسقلانی، فتح الباری، ۳/۲۲۷)۔

اس طرح صحیح مسلم سمیت تمام اصحاب سنن نے روایت نقل کی ہے:

نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے پھل والے تیر کے ساتھ خودکشی کی تھی، تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی (فتح الباری، ۳/۲۲۷)۔

پھر چونکہ یہ عمل خود جائز نہیں ہے، لہذا اس کے ذریعے...... دوسرے مسلمانوں کو قتل کرنا بذات خود کتنا بڑا جرم ہوگا، اس کا اندازہ خود کیا جاسکتا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے، کہ کسی مسلمان کو یا مسلمانوں کی جماعت کو قتل کرنے یا امت میں انتشار اور فتنہ وفساد پھیلانے کے لیے...... خودکش حملہ کرنا سخت ترین اور خوفناک ترین جرم ہے اور جو عمل بذات خود جائز نہیں، اس کے ذریعے...... دوسرے مسلمانوں کی جانیں لینا اور خود بھی جہنم کا ایندھن بننا کسی طرح درست نہیں ہوسکتا، البتہ جہاں کفر کے خلاف جنگ جاری ہو، اور سامنے...... حربی کفار کی جماعت ہو اور خودکش حملے کے سوا حملے کی کوئی اور صورت ممکن نہ ہو، وہاں خودکش حملے کا حکم...... ایک الگ صورت ہے، جس پر بعض علما نے جواز کا فتوی دیا ہے، لیکن پاکستان جیسے ملک میں کسی طرح بھی خودکش حملے جائز نہیں ہے۔

اللہ تعالی ہمیں اپنے اعمال کے برے نتائج سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

☆..............................☆

Marfat.com

باب ہشتم

اسلام کے ارکان خمسہ

ا۔ اسلام کا رکن اول

اسلام کا پہلا رکن کلمہ شہادت کی گواہی دینا ہے، یعنی یہ کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد علیہ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس کلمہ شہادت کے دو حصے ہیں: پہلا حصہ توحید اور دوسرا حصہ رسالت کہلاتا ہے اور اسلام دونوں کی گواہی دینے اور اللہ تعالی اور اس کے رسول علیہ ﷺ کی غیر مشروط اور کامل فرماں برداری کا نام ہے، اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

۲۔ دوسرا رکن......نماز

اسلام کا مجموعی طور پر دوسرا اور اہمیت کے لحاظ سے سب سے اہم رکن نماز (صلوۃ) ہے، یہ ایسا رکن ہے، جس پر بڑی حد تک اسلام کا دارومدار ہے۔

نماز دراصل اپنے خالق و مالک کے حضور میں ......دن میں پانچ مرتبہ حاضر ہو کر......اظہار تشکر سے عبارت ہے، اس لیے کہ ہمارا وہ خالق و مالک جس نے ہمیں پیدا کیا اور ہماری ضرورتوں کو پورا کیا ...... یقیناً ہماری طرف سے ......عبادت و پرستش اور سجدۂ عُبودیت و اظہار تشکر ادا کیے جانے کا مستحق ہے، اسی لیے ہماری نماز ......اللہ تعالی کی کوئی ضرورت پورا نہیں کرتی، کیوں کہ وہ تو...... ہر ضرورت و احتیاج سے بالاتر ہے، بلکہ نماز کے عمل کی ضرورت و حاجت تو خود انسان کو ہے...... چنانچہ نماز ہر مسلمان مرد و عورت پر...... فرض ہے، قرآن کریم میں یہ حکم بار بار دہرایا گیا ہے:

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (البقرۃ،۲/۴۳)۔	اور نماز پڑھا کرو اور زکوۃ دیا کرو اور (اللہ کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو۔

Marfat.com

نماز کی ادائیگی طہارت اور وضوء کا عمل مکمل ہونے کے بعد کی جاتی ہے...... اسی لیے وضوء کو مفتاح الصلوۃ (نماز کی کنجی) کہا گیا ہے، پھر جس طرح نماز کی ادائیگی بہت بڑی عبادت اور بہت بڑے ثواب کا کام ہے، اسی طرح اس کو چھوڑ دینا بہت بڑے گناہ کا اور عظیم ثواب اور اجر سے محرومی کا باعث ہے۔ بعض احادیث مبارکہ میں نماز چھوڑنے کفر قرار دیا گیا ہے......اور بتایا گیا ہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان فرق صرف نماز چھوڑنے کا ہے اور یہ کہ......نماز چھوڑ دینے سے بندہ کافر ہو جاتا ہے۔

(ب) نماز پنجگانہ کی فرضیت

معراج سے قبل مسلمانوں پر دو نمازیں یعنی (صبح و شام کی) فرض تھیں، جب آنحضور ﷺ معراج کے لیے تشریف لے گئے، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض کر دیں، مشہور روایت کی رُو سے ابتداء میں ان کی تعداد پچاس تھی، مگر بعد ازاں پانچ کر دی گئیں اور مگر یہ وعدہ کیا گیا، کہ جو شخص پانچ نمازیں ادا کرے گا، اُسے پچاس نمازوں کے برابر ہی اجر و ثواب ملے گا، (البخاری، کتاب الصلوۃ، باب ۱)۔

قرآن کریم میں......کسی جگہ بھی پانچ نمازوں کا صریح لفظوں میں ذکر نہیں ملتا، البتہ اشارات میں کئی مقامات پر ان کا ذکر کیا گیا ہے، مثلاً......سورۂ ہود میں فرمایا گیا ہے:

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيۡلِ (ہود،۱۱/۱۱۴)۔

اور دن کے دونوں سروں (یعنی صبح اور شام کے اوقات میں فجر، ظہر اور عصر) اور رات کی چند (پہلی) ساعات (مغرب، عشاء) میں نماز پڑھا کرو۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ (الاسراء،۱۷/۷۸)۔

(اے محمد) سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب، عشا کی نمازیں اور صبح (نماز فجر) کو قرآن پڑھا کرو۔

نماز خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لیے کیا جانے والا عمل ہے اور جو

Marfat.com

شخص دوسروں کو دکھاوے کے لیے نماز پڑھتا ہے، تو اس کا یہ عمل شرک کے زمرے میں آجاتا ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ کونسا عمل اللہ تعالی کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: ''اپنے وقت پر نماز ادا کرنا...... پوچھا اس کے بعد کونسا؟ فرمایا: اپنے والدین کے ساتھ اچھائی سے پیش آنا، میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا...... حضرت عبداللہ کہتے ہیں...... کہ اگر میں نبی اکرم ﷺ سے اور پوچھتا، تو آپ ﷺ اور بھی بتا دیتے (کتاب الایمان، حدیث ۱۲۹ (۸۵)۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے، کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''پنجگانہ نمازیں جمعہ دوسرے جمعہ تک، اور رمضان اگلے رمضان تک درمیان کے تمام گناہوں کا کفارہ ہیں، بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچے (البخاری، کتاب ۹، حدیث ۵۲۸؛ مسلم، ۱/۴۶۳، حدیث ۶۶۷ (۲۸۳)۔

(ج) نماز: بہنے والا ایک دریا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے اگر دریا بہتا ہو اور وہ پانچ وقت اس دریا میں غسل کرے تو اس کے بدن پر کوئی میل کچیل رہ سکتی ہے؟ صحابہ کرامؓ نے کہا: نہیں یا رسول اللہ، فرمایا: یہی مثال نماز پنجگانہ کی ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالی ہر قسم کے گناہوں کو پاک وصاف کر دیتا ہے (البخاری، ۲/۱۱، حدیث نمبر ۵۲۸)۔

مطلب یہ ہے کہ نماز اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے کے علاوہ بندے کے لیے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بھی ہے اور یہ ایسا ہی ہے، جیسے کہ مادی دنیا میں جسم کی طہارت اور صفائی کے لیے دن رات میں پانچ مرتبہ تازہ پانی سے غسل کرنا۔

علماء نے لکھا ہے کہ نماز کو...... نبی اکرم ﷺ کے طریقے اور آپ کی سنت کے مطابق ادا کرنا ہی کامیابی...... اور نجات کا ذریعہ ہے، اس لیے آنحضور ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جس نے عمدہ طریقے سے وضو کیا (ہر عضو کو اچھی طرح دھویا اور پاک کیا) اور نماز کو صحیح وقت پر پڑھا، رکوع پوری طرح اور سجدہ ٹھیک طرح کیا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا، کہ وہ اس کی بخشش کرے اور جو کوئی ایسا نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی، وہ چاہے گا تو بخش دے گا اور چاہے گا تو سزا دے گا (ابوداؤد، ۱/ ۲۹۵، حدیث ۴۲۵)۔

اسی طرح نماز کو سنت طریقے سے پڑھنا ضروری ہے، ارشاد نبوی ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ (البخاری)۔ تم نے جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے ویسے ہی نماز پڑھو۔

خود نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو نماز کی تعلیم دینا بھی ضروری ہے، فرمایا:

اپنی اولاد کو جب وہ سات برس کے ہو جائیں تو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور دس برس کی عمر میں نماز پڑھنے پر ان کو مارو اور ان کے بستر الگ الگ کردو (ابوداؤد، السنن، ۱/ ۳۳۴، حدیث ۴۹۵)۔

(د) نماز باجماعت ادا کرنا

نماز اکیلے بھی پڑھی جا سکتی ہے، مگر اُسے مسجد میں باجماعت ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کی خصوصی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جماعت کے ساتھ پڑھی گئی آدمی کی نماز اس کے گھر اور بازار میں پڑھی گئی نماز کے مقابلے میں پچیس گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے، کہ بندہ جب اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر وہ صرف نماز ادا کرنے کے لیے مسجد جاتا ہے (کوئی اور کام کرنے کے لیے نہیں)، تو وہ جو بھی کوئی قدم اٹھاتا ہے، تو اس سے اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے، اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے (البخاری، ۲/ ۱۳، کتاب الصلوۃ، حدیث ۶۴۷)۔

Marfat.com

(ح) صفوں کی درستگی

پھر ایسے اعمال جو باجماعت نماز کی صحت کے لیے ضروری ہیں، ان میں سے، ایک عمل صفوں کی درستگی کا بھی ہے، اسی لیے اقامت ہو جانے کے بعد یہ امام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا رخ نمازیوں کی طرف کرے اور انہیں صفوں کی درستگی کے متعلق کہے، اس لیے کہ......نمازیوں کی صفیں...... بالکل سیدھی ہونی چاہئیں اور ان کے درمیان خلا نہیں رہنا چاہیے اور صفیں درست کرنے کے لیے قدموں کے ساتھ قدم اور کندھوں کے ساتھ کندھے ملانا ضروری ہے ...... نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کرتے تھے:

سووا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوۃ (مسلم، ۱/۳۲۴، حدیث ۱۲۴/۴۳۳)۔ اپنی صفیں سیدھی کرلو، اس لیے کہ صفوں کی درستگی، نماز کے قیام کا ایک حصہ ہے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے، تو آپ ﷺ نے......لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا:

سیدھے ہو کر اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہو، اس لیے کہ میں اپنے پیچھے سے تمہیں دیکھتا ہوں۔ (ابوداود)

اسی طرح حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

''یا تو صفیں سیدھا رکھا کرو......ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو ایک دوسرے سے پھیر دے گا'' (البخاری، ۲/۲۰۸، حدیث ۷۱۹)۔

اس طرح یہ حدیث مبارکہ اس امر کے لیے ایک دھمکی کی حیثیت بھی رکھتی ہے کہ جو لوگ اپنی صفیں سیدھی نہیں رکھتے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو پھیر دیتا ہے اور ان کی صفوں میں انتشار پھیل جاتا ہے۔

نماز کی شرعی طریقے سے ادائیگی اور اجر وثواب کے حصول کے لیے یہ بھی ضروری ہے، کہ ارکان نماز کو پوری طرح تعدیل اور اطمینان کے ساتھ ادا کیا جائے اور ارکان نماز کو

Marfat.com

خوب آرام اور سکون سے مکمل کیا جائے...... مطلب یہ ہے کہ کسی مرغ کی طرح جلدی جلدی ٹھونگیں نہ ماری جائیں اور نماز میں تعدیل کا خیال رکھا جائے۔

(اس سلسلے میں کتاب کے انگریزی حصے میں تعدیل ارکان کی وضاحت کے چند تصاویر دی گئی ہیں انہیں ملاحظہ کر لیا جائے)۔

۳۔ اسلام کا تیسرا رکن: زکواۃ

اسلام کا تیسرا رکن زکوۃ ہے، زکواۃ کے لفظی اور لغوی معنی صفائی اور طہارت کے ہیں، شرعی طور پر، اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مقررہ نصاب میں سے اڑھائی فیصد کے حساب سے نکالا جانے والا صدقہ ہے، چونکہ اس مقررہ مقدار میں زکواۃ نکالنے سے باقی مال پاک وصاف ہو جاتا ہے، بلکہ وہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی حفاظت وصیانت میں آجاتا ہے۔اس لیے اس عمل کو زکواۃ کا نام دیا گیا۔

زکواۃ کا نصاب ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی...... یا ان میں سے کسی ایک نصاب کی قیمت کے برابر رقم کا سال بھر...... متعلقہ شخص کے پاس رہنا ہے۔سال پورا ہونے پر...... سونے، چاندی یا...... نقد رقم میں سے زکواۃ نکال کر...... غرباء ومساکین اور ضرورت مندوں پر خرچ کر دی جائے تو باقی مال بندے کے لیے حلال اور جائز ہے۔یہ عمل ہر سال دہرایا جاتا ہے..... قرآن کریم میں ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (التوبۃ،۸/۶۰)۔

بے شک صدقات (یعنی زکوۃ وخیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنانِ صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرض داروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق) اللہ کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لیس المسکین الذی ترده الاکلة والاکلتان ولکن المسکین الذی لیس له غنیً ویستحی او لا یسأل الناس الحافاً ...... (البخاری ۳/۲۴، کتاب الزکواۃ، باب ۵۳، حدیث ۱۴۷۶)۔

مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے پاس ایک یا دو لقمے مانگنے کے لیے جائے بلکہ مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس اپنی ضرورت کے مطابق سامان موجود نہ ہو اور وہ لوگوں سے حیا کرتا ہو یا وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہ کرتا ہو۔

بہتر یہ ہے کہ مستحق اور ضرورت مند ہونے کی صورت میں زکواۃ سے امداد کے لیے اپنے قریبی رشتہ داروں، مثلاً بھائیوں، بہنوں، دوسرے رشتہ داروں، ہمسایوں اور قریبی حلقے کے لوگوں کو اولیت دی جائے اور الاقرب فالاقرب (قریبی ...... پھر اس کے بعد والا قریبی رشتہ دار) کے اصول کو پیش نظر رکھا جائے ...... اس طرح اپنے ہمسایوں کا بھی خیال رکھا جائے، زکوٰۃ کے متعلق حکم یہ ہے کہ اسے براہ راست غرباء اور مساکین تک پہنچا دیا جائے. البتہ زکوۃ اپنے ماں باپ یا اپنی بیوی اور اپنی اولاد کو دینا جائز نہیں.

نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں زکوٰۃ حکومت جمع کرتی تھی اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرتی تھی، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا، اور زکوٰۃ کی تقسیم بڑی حد تک انفرادی طور پر جاری رہی.

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ۱۹۷۹ء میں زکواۃ آرڈیننس جاری کیا، جس کے تحت سرکاری طور پر بنکوں سے زکواۃ کی کٹوتی اور زکواۃ کی زبردستی وصولی کا سلسلہ شروع کیا گیا...... اس وقت سے یکم رمضان المبارک کو...... بنکوں میں موجود بچت کھاتوں سے زکواۃ...... کاٹ لی جاتی ہے، لیکن حکومت نے اہل تشیع کو شروع ہی میں اس کٹوتی سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا، جبکہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے تحت، اگر کوئی شخص یہ سرٹیفیکیٹ جمع کرادے کہ وہ اپنی زکوٰۃ خود تقسیم کرے گا، تو اس کے کھاتے سے بھی زکواۃ نہیں کاٹی جاتی۔ علاوہ ازیں چونکہ لوگ زکواۃ کی تقسیم کے سرکاری انتظام سے مطمئن نہیں ہیں، اسی لیے وہ

Marfat.com

بنکوں سے رمضان المبارک ک آنے سے قبل اپنی رقوم نکلوا لیتے ہیں، جس سے زکوٰۃ کی وصولی پر بے حد اثر پڑا ہے۔

پاکستان کے علاوہ سوڈان اور سعودی عرب میں بھی زکوٰۃ سرکاری طور پر جمع کی جاتی ہے۔فقہاء نے لکھا ہے، کہ بنک اکاونٹ سے زکوٰۃ کی کٹوتی سے، صرف اسی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی ہوگی جب اس کھاتے کا مالک اپنے دل میں ......زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کرلے ......اور حکومت کو زکواۃ کی کٹوتی کا اختیار دیدے۔ بصورت دیگر زکواۃ کی ادائیگی درست نہیں ہوتی۔قرآن کریم میں اللہ تعالی نے زکواۃ کی ادائیگی پر بے حد زور دیا ہے اور عدم ادائیگی کی صورت میں سخت ترین وعید سنائی ہے......فرمایا:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ o يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (التوبۃ، ۸/۳۴، ۳۵)۔

مومنو! (اہل کتاب کے) بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور (اُن کو) راہ خدا سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے اُن کو اُس دن کے عذابِ الیم کی خبر سنادو۔جس دن وہ (مال) دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا، پھر اس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اسکا مزہ چکھو۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

اگر سونے اور چاندی رکھنے والا، اس کا حق (زکواۃ) ادا نہ کرے گا تو قیامت کے دن......سونے اور چاندی کی اُسی شے کو آگ میں تپا کر، اس کے جسم کو سامنے سے، پہلوؤں سے اور پیچھے سے داغا جائے گا۔(صحیح مسلم)

Marfat.com

(۲) اسلام میں خیرات اور صدقہ کی وسعت

ایک مسلمان کے لیے زکوٰۃ تو...... راہ خداوندی میں خرچ کرنے کی کم از کم مقدار ہے، حکم یہ ہے کہ بندہ راہ خداوندی میں اسے جو کچھ میسر ہو، اور جو کچھ وہ خرچ کر سکتا ہو، خرچ کرتا رہے۔

اسلام میں ''صدقہ'' و خیرات کا تصور بہت وسیع ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے، اور کسی شخص کو وزن اٹھانے میں مدد دینا بھی صدقہ ہے اور راستے سے کوئی تکلیف دہ شے کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے (مسلم) لیکن بہر حال...... مالی صدقہ اپنی جگہ بے حد اہمیت رکھتا ہے۔

۴۔ چوتھا رکن صوم (روزہ):

عربی زبان میں ''صوم'' کے لغوی معنے ...... کسی کام کو کرنے سے رکنے کے ہیں مگر اصطلاح شریعت میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے...... طلوع صبح صادق سے لیکر ...... غروب آفتاب تک کھانے پینے اور نفسانی تقاضے پورے کرنے سے رکنے کا نام صوم (روزہ) ہے۔ دوران روزہ...... برے کام اور غیبت سے بچنا اور گالی گلوچ یا گندی باتیں کرنے سے بھی رکنا ضروری ہے۔

شروع شروع میں صرف ''دسویں محرم'' (عاشوراء) کا روزہ فرض تھا، مگر شب معراج میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت محمدیہ پر...... رمضان المبارک کے روزے فرض کر دیے گئے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ	مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گیے تھے تا کہ تم پرہیزگار بنو۔ (روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں۔

(البقرۃ، ۲/۱۸۳)۔

اگلی آیت میں مزید فرمایا:

Marfat.com

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ (البقرہ،۲/۱۸۴)۔

(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنیوالا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے۔

روزہ بھی دراصل نماز ہی کی طرح ایک انتہائی مقدس عمل ہے، اور اللہ تعالی نے اس پر بہت اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے...... نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه.
ومن قام رمضان ایماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه . (البخاری، کتاب الصوم)

جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے ایمان اور حصول ثواب کی نیت کے ساتھ رکھے اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے رمضان المبارک کی راتوں میں ایمان اور ثواب کمانے کی نیت کے ساتھ قیام کیا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

روزہ......ایک ڈھال ہے، لہذا جو شخص روزہ رکھے تو وہ کوئی بے حیائی والی بات نہ کرے، نہ بیوی سے جنسی تعلق قائم کرے، اور نہ ہی گالی گلوچ کرے اور اگر کوئی شخص اس کے ساتھ جھگڑا کرے، تو وہ اسے کہہ دے کہ اس کا روزہ ہے (ابوداؤد)۔

ایک اور موقع پر......آپ نے ارشاد فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے......روزے دار کے منہ سے (خالی معدہ ہونے کی بنا پر) آنے والی بو......اللہ تعالی کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے، اللہ فرماتا ہے: اس نے میرے لیے کھانا اور پینا چھوڑا ہے......روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اُسے اس

کا اجر دوں گا۔ (البخاری)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے روزے کے دوران جھوٹ بولنا اور گناہ والے کام کرنا نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ کو، اسے بھوکا اور پیاسا رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے''۔ (البخاری)

۵۔ پانچواں رکن حج بیت اللہ:

اسلام کا پانچواں رکن بیت اللہ شریف کا حج کرنا ہے۔

دوسرے ارکان کے برعکس، بیت اللہ شریف کا حج صاحب استطاعت لوگوں پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، ایک سے زیادہ مرتبہ کرنا سنت اور مستحب ہے ......استطاعت سے مراد اخراجات سفر کے علاوہ مکہ مکرمہ میں قیام وطعام کے اخراجات اور گھر میں......موجود گھر والوں کی کفالت کا بندوبست وغیرہ ہے......قرآن کریم میں ہے:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران، ۳/ ۹۷)۔

اور لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ بھی اہل عالم سے بے نیاز ہے۔

حج بیت اللہ......کی ادائیگی سال کے بارھویں مہینے (ذوالحجہ) میں کی جاتی ہے، جو شخص ۹ ذوالحجہ کو، اس کا رکن اعظم وقوف عرفہ ادا کرنے کے لیے......میدان عرفات میں پہنچ جائے...... اس کا حج ہو جاتا ہے......مناسک حج کی ابتدا ۸ ذوالحجہ سے اور اختتام ۱۲ ذوالحجہ پر ہوتا ہے۔

حج بیت اللہ کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی، مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، لوگوں نے......حج کی عبادت میں، بہت سی نامناسب باتیں شامل کر لی تھیں ......آنحضور ﷺ کی قیادت میں مسلمانوں نے ۸ ھ میں، مکہ مکرمہ فتح کیا......اور مکہ مکرمہ کو کم وبیش ۳۶۰ بتوں سے پاک کیا...... پھر ۱۰ ھ میں آنحضور ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد کا پہلا اور اپنی حیات طیبہ کا آخری حج ادا کیا، جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

حج کے دوران ...... مرد حضرات دو سفید اور ان سلی چادروں پر مشتمل احرام پہنتے ہیں، جبکہ خواتین عام کپڑے ہی پہنتی ہیں، جو سادہ اور حجاب پر مشتمل ہوں، دوران احرام تلبیہ بار بار پڑھا جاتا ہے:

لَبَّیکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیکَ لَبَّیکَ لَا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیکَ لَکَ.	حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، اے اللہ میں حاضر ہوں، تمام تعریف اور تمام نعمتیں تیرے لیے ہیں اور تمام بادشاہت تیرے لیے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

عمرے کے دوران جب عمرہ کرنے والے کی نظر بیت اللہ پر پڑھتی ہے تو تلبیہ موقوف کردیا جاتا ہے۔

☆..............................☆

Marfat.com

باب نہم

ایمانی عقائد

اسلام میں عقائد کی حیثیت جڑ اور بنیاد کی سی ہے، لہذا جب تک بنیاد اور جڑ درست نہیں ہوتی، اس وقت شجر اسلام ...... درست اور صحیح طریقے پر نہیں اُگ سکتا اور بندے کو اپنے اعمال اور محنت کا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا، اسی لیے قرآن مجید میں عقیدے اور فکر کی درستگی پر بے حد زور دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ چونکہ کافروں کا عقیدہ اور ان کی فکر صحیح نہیں ہوتی، اسی لیے ان کے اعمال قیامت کے دن ان کے کسی کام نہیں آئیں گے، اسلام نے مسلمانوں کی فکر اور ان کی سوچ کو درست کرنے کے لیے کئی عقائد کی تعلیم دی ہے، جنہیں ایمانیات یا ایمانی عقائد کہا جاتا ہے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) توحید باری تعالی

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے:

لاَ تَـجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْماً مَّخْذُوْلاً وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ (اسراء، ۱۷/۲۲-۲۳)۔

اور اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ ملامتیں سن کر اور بے کس ہو کر بیٹھے رہ جاؤ گے۔ اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو...... اپنی ذات کے ساتھ شرک نہ کرنے اور صرف اور صرف اللہ تعالی کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالی کا یہ حکم بڑی جامعیت رکھتا ہے، اور دوسرے لفظوں میں نفی اور اثبات پر مبنی یہ حکم...... کلمہ توحید...... ''لا الہ الا اللہ'' ہی کی تعبیر و تشریح پر مشتمل ہے، آیت میں دیئے گئے حکم کی انسانی زندگی میں کیا اہمیت ہے...... اور اس حکم کے کیا کیا تقاضے ہیں...... ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) اللہ تعالیٰ کو..... اس کی ذات اور صفات میں ایک ماننے کا حکم

اللہ اپنی ذات اور اپنی صفات میں وحدہٗ لاشریک ہے، مطلب یہ ہے کہ اس کی نہ کوئی بیوی ہے نہ باپ نہ بچہ اور نہ کوئی ہم سر، وہ شرکت کے تصور سے بھی بلند و بالا ہے...... وہ ازل و ابد اور ہمیشہ سے ہے اور ابدالآباد تک رہے گا...... کوئی دور اور کوئی زمانہ اس کے بغیر نہیں گزرا اور نہ ہی کوئی دور اور کوئی زمانہ اس کے بغیر آئے گا...... وہی اول و آخر وہی ظاہر و باطن اور وہی قادر و قدیر ہے...... وہ پوری کائنات پر حاکم ہے اس پر کوئی حاکم نہیں ہے، وہ ہر شے کو جانتا ہے اور ہر شے کو پالیتا ہے مگر کوئی شے اس کو نہیں جان سکتی اور نہ اس کی حقیقت کو پا سکتی ہے، وہ اپنی حقیقت اور اپنی صفات خود جانتا ہے کوئی دوسرا اس کی صفات کی گہرائی اور ان کی حقیقت کو نہیں جان سکتا۔

قرآن کریم کا بہت بڑا حصہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بیان پر مشتمل ہے اور اس کی ذات و صفات کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالتا ہے، مثال کے طور پر کفار مکہ نے جب اللہ تعالیٰ کا حسب و نسب اور خاندان پوچھا تو ارشاد ہوا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (الاخلاص)۔

کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے۔ (وہ) معبود برحق بے نیاز ہے۔ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

ایک دوسرے مقام پر اس کی یکتا اور بے مثال ذات اور اس کی ''صفات'' کا جامع الفاظ میں یوں ذکر کیا گیا ہے:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ

اللہ (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ زندہ۔ ہمیشہ رہنے والا۔ اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ کون ہے کہ اس کی اجازت

Marfat.com

مِنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (البقرۃ،۲/۲۵۵)۔

ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے، اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے، ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی بادشاہی (اور علم) آسمانوں اور زمین سب پر حاوی ہے۔ اور اسے انکی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل القدر ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ پر ایمان کے تقاضے

اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان کے تقاضوں میں......اس کی ذات وصفات پر ایمان لانے کے ساتھ......اس کے نبیوں، آسمانی کتابوں، فرشتوں، آخرت اور فرشتوں وغیرہ پر ایمان لانا بھی شامل ہے......جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ اسلام کے ارکان خمسہ کو ماننا اور ان پر عمل کرنا

اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے نبی ﷺ پر ایمان لانے کے بعد اسلام کے درج ذیل پانچ ارکان کو ماننا ضروری ہے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله واقام الصلوة وایتاء الزكوة والحج وصوم رمضان (البخاری ۱/۴۹) کتاب الایمان، باب ۳، حدیث ۸)۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اسلام کی بنیاد ان پانچ باتوں پر ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا زکوۃ ادا کرنا حج کرنا رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

Marfat.com

اس حدیث مبارکہ میں اسلام کو ایک ایسی عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کے پانچ ستون ہوں اور وہ عمارت ان پانچ ستونوں پر قائم ہو، ان میں سے اگر کوئی ستون بھی گر جائے......تو وہ عمارت منہدم ہو جاتی ہے، اسی لیے اسلام ان پانچوں ارکان پر عمل کرنے سے عبارت ہے۔

اس حدیث نبوی پر مزید غور و فکر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان کی زندگی میں کچھ باتیں تو عقیدے اور ایمان (Faith) سے تعلق رکھتی ہیں اور کچھ باتوں کا تعلق اس کے کردار اور عمل کے ساتھ ہے، ایمان سے تعلق رکھنے والے امور میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی توحید کا تصور بڑا اہم ہے۔

علمائے کرام نے توحید کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ توحید الربوبیۃ:

یہ کہ اس کائنات اور کائنات کی تمام اشیاء کا خالق، ان کو پالنے والا اور ان کو روزی دینے والا صرف ایک اللہ ہے، یہ عقیدہ توحید الربوبیۃ کہلاتا ہے۔

۲۔ توحید الالوہیۃ:

یہ کہ......اللہ ہی معبود حقیقی ہے، وہ اکیلا اور ہر طرح کی عبادت اور پرستش کے لائق ہے، اس کے سوا کوئی اور ہستی، اور نہ ہی عبادت کے لائق ہے۔

اسی طرح......صرف اسی سے دعائیں اور حاجات مانگنا بھی توحید الوہیت ہی کا حصہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (یسین، ۳۶/۶۱)۔ — اور یہ کہ تم میری ہی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔

نیز فرمایا:

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ، ۱/۴)۔ — اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

Marfat.com

۳۔ توحید الاسماء الصفات:

یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بابرکت ناموں اور اپنے صفات میں بھی وحدہ لاشریک ہے، کوئی اس کا ساجھی اور حصہ دار نہیں ہے اور نہ ہی اس جیسی صفات والی کوئی اور ہستی ہے۔

۲۔ عقیدہ توحید کے انسانی زندگی پر اثرات

اللہ تعالیٰ کی توحید...... محض ایک عقیدہ اور محض ایک فکر نہیں ہے، بلکہ وہ ایک رویہ اور ایک اسلوب ہے۔ یہ فکر انسانی حریت اور آزادی کا علمبردار عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ انسان میں اپنی ذات پر اعتماد...... اور اپنی آزادی اور خود مختاری کی حفاظت کا شعور اور جذبہ پیدا کرتا ہے، اس لیے کہ اس عقیدے کے مطابق تمام قوت اور تمام طاقت کا سر چشمہ اللہ کی ذات ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور شے عبادت کی مستحق نہیں ہے...... یہ عقیدہ انسان میں نرمی اور دوسروں کے لیے...... ہمدردی پیدا کرتا ہے، اس لیے کہ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسان کوئی برتر شے نہیں ہے، بلکہ سب سے برتر ذات تو صرف اللہ کی ہے، اسی بنا پر انسان کے لیے...... اپنے آپ پر غرور کرنا یا دوسروں کو نقصان پہنچانا...... درست نہیں ہے۔

اسی طرح یہ عقیدہ انسان میں روحانی طہارت اور تزکیۂ نفس پیدا کرنے کا ذریعہ بھی ہے، اس لیے کہ یہ اس بات پر یقین کا نام ہے کہ کامیابی اور نجات کا ایک ہی راستہ اور ایک ہی طریقہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر عقیدے اور ایمان پر مبنی ہے۔

اس عقیدے سے انسان کو توہمات سے نجات ملتی ہے کیونکہ وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ ہر نفع و نقصان اللہ سے ہی ملتا ہے اور اس کے سوا کوئی اور ہستی اُسے نہ تو فائدہ دے سکتی ہے اور نہ ہی نقصان۔

یہ عقیدہ انسان میں مضبوط قوت ارادی، ثابت قدمی اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین کو پیدا کرتا ہے اور انسان کو یہ فکر دیتا ہے کہ اسے اللہ کے حکم کے بغیر کوئی شے نقصان رساں ہے اور نہ ہی اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی شے نفع مند ہے۔

اس عقیدے کا سب سے بڑا اثر یہ ہوتا ہے کہ بندہ...... جھوٹے اور مصنوعی خداؤں کے حصار سے نکل کر...... کائنات کے حقیقی اور اصلی معبود حق تعالیٰ کی ذات کے حصار میں آجاتا ہے۔ وہ اسی سے ڈرتا ہے، اسی کا حکم مانتا ہے...... اسی کے قانون اور احکام کی پیروی کرتا ہے اور اسی کی بات پر یقین رکھتا ہے، اسی لیے کہ وہ...... اس کے ہر ظاہری اور ہر پوشیدہ قول اور فعل سے باخبر ہے، اسلام کی پاکیزہ تعلیمات میں...... اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان...... اسلام کا سب سے بنیادی اور مرکزی عقیدہ ہے اور اسلام کے دوسرے تمام عقائد اور ارکان اسی بنیادی اور مرکزی عقیدے پر استوار ہیں، اسی لیے اسلام میں عقیدہ توحید کی درستگی اور اسکی پختگی پر بے حد زور دیا گیا ہے۔

عقیدہ توحید کے بالمقابل کفر اور شرک کے عقائد ہیں...... کفر کے معنی اللہ تعالیٰ کی ذات، یا اس کے رسول ﷺ یا اسلام کے کسی بنیادی عقیدے یا رکن کا انکار کرنا ہے اور شرک کے معنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی دوسری ہستی کو اس کا شریک اور حصہ دار قرار دینا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ کفر اور شرک کو ہرگز معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جو گناہ ہوں گے، اگر وہ چاہے گا تو انہیں معاف کردے گا اور چاہے گا تو ان پر مؤاخذہ فرمائے گا...... ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰـهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۤءُ (النساء،۴/۱۱۶)۔	اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا۔

۳۔ انسانی زندگی کے مقاصد کی تکمیل

اسی طرح عقیدہ توحید سے، انسانی زندگی کے مقاصد کی بھی تکمیل ہوتی ہے۔ یہ بات تو سبھی لوگوں کو معلوم ہے کہ انسان دوسرے جانوروں یا دوسرے چوپایوں کی طرح محض کھانے پینے، بچے پیدا کرنے اور زندگی کے دن پورے کرنے کے لیے نہیں آیا، اس کی زندگی اور اس دنیا میں اس کی تخلیق کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے...... قرآن کریم

Marfat.com

میں ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (الذاریات، ۵۱/۵۶)۔ اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

لیکن اس کے معنی یہ بھی نہیں کہ انسانی زندگی کا مقصد محض یہ ہے کہ وہ...... چوبیس گھنٹے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہے، کیوں کہ اگر ایسا ضروری ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فرشتے ہی کافی تھے، انسانوں کی تخلیق کی ضرورت نہ تھی، اس کے برعکس عبادت کا لفظ...... ''عبودیت'' یعنی بندگی سے بنا ہے،...... عبودیت (بندگی) کے معنی یہ ہیں...... کہ اپنے خالق و مالک کی مرضی، اس کے حکم اور اس کے قانون کے مطابق اپنی زندگی کو بسر کرنا اور عبادت کے...... یہ معنی...... عبادت کے عام معنوں سے وسیع تر ہیں...... تاہم...... اس بندگی یا عبودیت کی بنیاد...... عبادت الٰہی پر ہے، اسی لیے...... اسلام نے ہمیں عبادت الٰہی کا بھی ایک جامع ترین نصاب عطا کیا ہے، سورۂ فاتحہ میں ہے:

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ، ۱/۴)۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

الغرض اسلام نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا ایسا جامع تصور پیش کیا ہے جو اپنے اندر عظمت و جلالت کے ساتھ محبوبیت کی شان بھی رکھتا ہے...... اللہ انسان کے لیے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے، وہ انسانوں سے بے حد محبت کرتا اور ان پر بے حد مہربان ہے، اور ان کی دعاؤں کو سنتا اور ان کے گناہوں کو معاف کرتا ہے، وہی انہیں امن، خوشی، علم اور کامیابی عطا کرتا ہے۔

الغرض اللہ ہی کی ذات انسانوں کے لے ماوای و ملجا، دکھوں اور پریشانیوں میں ان کے لیے پناہ گاہ، ان کا سہارہ، خوشیوں میں ان کا مرکز قلب و نگاہ اور ان کی عبادتوں کا...... مرکزی نقطہ ہے۔

Marfat.com

(۲) عقیدہ رسالت

رسالت کے معنی کسی کو اپنا پیغام دیکر بھیجنے کے ہیں، اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو...... اپنے احکام سے مطلع اور باخبر کرنے کے لیے...... خود انسانوں ہی میں سے...... اپنے رسولوں اور پیغمبروں کا انتخاب فرمایا ہر انسان اوّل کے تخلیق کے ساتھ ہی رسالت ونبوت کا سلسلہ جاری کردیا۔ ہمارا عقیدہ ہے، کہ اللہ تعالی اپنے رسولوں تک فرشتے کے ذریعے یا براہ راست ان کے قلب وذہن تک، اپنے پیغامات پہنچاتا ہے...... اور اللہ تعالی کے رسول پروردگار عالم کے یہ پیغامات اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں...... دنیا میں آنے والے تمام نبی سچے اور امانت دار تھے، وہ معصوم تھے، وہ جو پیغامات لیکر آئے وہ بھی سچے اور برحق تھے...... دنیا میں پہلے نبی اور رسول...... حضرت آدم علیہ السلام تھے اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کے ہر علاقے، ہر خطے اور تاریخ کے ہر دور میں انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوے اور انہوں نے اپنے اپنے دور اور اپنے اپنے علاقوں میں اللہ تعالی کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچایا، مگر وقت کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمات دنیا سے گم ہوگئیں اور لوگوں نے ان کی سچی باتوں میں...... اپنی گھڑی ہوئی باتوں کو ملا کر ان کی تعلیمات کا حلیہ بگاڑ دیا۔

سب سے آخر میں حضرت محمد ﷺ اللہ کے نبی اور رسول بن کر تشریف لائے آپ زمانی ترتیب میں سب کے بعد ہیں، لیکن رتبے اور مقام میں تمام انبیاء سے مقدم اور افضل ہیں، قرآن کریم میں ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب، ۳۳/۴۰)۔	محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مُہر (یعنی اسکو ختم کردینے والے ہیں) اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

قرآن کریم میں ۲۵ انبیاء علیہم السلام کے ناموں کا ذکر ہے، باقی نبیوں کے نام نہیں بتائے گئے، بعض روایات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش نبیوں کا ذکر آتا ہے،

Marfat.com

لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کی حقیقی تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، انبیاء علیہم السلام میں سے پانچ اولوالعزم یعنی بڑے رسول ہیں، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں نبی اور رسول اس لیے بھیجے، تاکہ لوگ ان کی زبانی اللہ کے احکام سن کر ان پر عمل کریں اور دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کریں...... آنحضور ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری یعنی آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

(ب) نبی اکرم ﷺ کی عالمگیر اور آفاقی نبوت کا عقیدہ

عقیدہ رسالت کے سلسلے میں یہ عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں جو انبیاء بھیجے وہ سب برحق اور سچے تھے اور جو کچھ وہ لیکر آئے وہ بھی برحق اور سچ تھا۔

لیکن آنحضور ﷺ کی بعثت و رسالت کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی نبوتوں کا دور ختم ہو گیا اور اب تمام لوگوں کی نجات صرف اور صرف رسول اکرم ﷺ ہی کی اتباع اور اطاعت میں ہے، قرآن کریم میں ہے:

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَاِۨ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ. (الاعراف، ۷/۱۵۸)۔

اے محمد کہہ دیجیے، کہ لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں، (یعنی اس کی طرف سے) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔

دوسری جگہ...... فرمایا:

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ. (سبا، ۳۴/۲۸)۔

اور اے (محمد) ہم نے تمہیں تمام لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ایک حدیث میں ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

''اگر آج موسیٰ (علیہ السلام) بھی زندہ ہوتے تو ان کی نجات بھی میری اتباع میں تھی''۔

(ج) عقیدۂ ختم نبوت

آنحضور ﷺ کی نبوت کی عالمگیریت اور آفاقیت کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ رکھنا بھی، عقیدۂ رسالت میں شامل ہے، کہ آنحضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ ﷺ کے بعد نہ تو نبوت کی گنجائش ہے اور نہ ظلی اور بروزی قسم کی نبوت کی...... اوپر گزر چکا ہے کہ قرآن حکیم میں آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے...... چنانچہ تمام مفسرین نے صراحت کی ہے:

''یہ آیت اس بات پر صراحت کرتی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے'' (تفسیر ابن کثیر، ۳/۱۰۰)۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

''بلاشبہ میری امت میں تیس بڑے کذاب اور دجال ایسے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا (الترمذی، ۲/۱۱۲)۔

اس لیے امام ابن کثیر نے قرآن مجید، حدیث نبوی اور اجماع کے حوالے سے یہ ثابت کیا ہے، کہ آنحضور ﷺ کے بعد کسی بھی نبوت کی گنجائش نہیں ہے. (ابن کثیر تفسیر)

موجودہ زمانے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا، مگر تمام امت نے اُسے کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے اور جو شخص اس پر ایمان رکھتا ہے، وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(۳) عقیدہ کتب سماویہ

قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی فلاح و بہبود اور انہیں راہ حق وصداقت دکھانے کے لیے مختلف انبیاء علیہم السلام کو صحیفے اور کتب عطا فرمائیں۔ سورۂ البقرۃ میں ہے:

Marfat.com

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ (البقرۃ،۲/۱۸۵)۔ تمام لوگ اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائے۔

آسمانی کتابوں کی تعداد...... چار ہے، یعنی توریت، انجیل، زبور اور قرآن...... اور صحیفوں کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن قرآن کریم کے سوا کوئی آسمانی کتاب محفوظ نہیں رہی۔ ان سب میں، تحریف اور تبدیلی کر کے انہیں کچھ سے کچھ کر دیا گیا ہے، اسی لیے...... اب اللہ تعالیٰ کی مرضی، اس کی منشا اور اس کے احکام معلوم کرنے کا واحد ذریعہ صرف اور صرف قرآن کریم ہے.

اس کے نزول کا مقصد لوگوں کو ہدایت کا سچا اور سیدھا راستہ بتانا ہے، اس لیے...... اب دنیا میں، صرف ایک ہی مقدس اور مستند کتاب باقی ہے، یہ کتاب تقریباً تیئیس برسوں میں...... حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے آنحضور ﷺ پر اتری، اس کا ہر لفظ یقینی طور پر، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کی ۱۱۴ سورتیں، ۶۲۳۶ آیات اور تیس پارے ہیں۔

قرآن کریم میں انسان کی موجودہ اور آئندہ آنے والی زندگی کو موضوع بحث بنایا گیا ہے، اس میں اسلام کے بنیادی اصول وقواعد، زندگی اور انسانی حیات کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے احکام مذکور ہیں.

قرآن کریم اپنے الفاظ اور اپنے مضامین و موضوعات کے اعتبار سے دنیا کا سب سے بڑا معجزہ ہے...... اس کے اعجاز کا سب سے منفرد پہلو یہ ہے کہ ساڑھے چودہ سو سال گزرنے کے باوجود بھی اس کے کسی ایک حرف یا کسی ایک زبر، زیر تک میں کوئی تبدیلی اور کوئی تغیر واقع نہیں ہوا، اس میں کسی شک اور شبہ کی گنجائش نہیں کہ قرآن کریم اب بھی بالکل اسی شکل وصورت میں موجود اور محفوظ ہے جس شکل وصورت میں یہ دنیا میں اترا تھا. لاکھوں مسلمان اسے زبانی یاد کرتے اور اس کی تلاوت کا لطف اٹھاتے ہیں۔

(۴) عقیدہ ملائکہ

اسلام نے ہمیں جو خصوصی عقائد عطا کیے ہیں، ان میں ایک عقیدہ فرشتوں سے

متعلق بھی ہے، ہر مسلمان اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ فرشتے اللہ تعالی کی نورانی مخلوق ہیں، اور اللہ کے بندے ہیں جنہیں باری تعالی نے مختلف کام اور ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں، سورۃ البقرۃ میں ہے:

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ (البقرۃ،۲/۱۸۵)۔ تمام لوگ اللہ تعالی پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائے۔

اللہ تعالی کے یہ فرشتے گناہوں سے معصوم اور پاک ہیں، وہ سرتاپا...... اللہ تعالی کی عبادت اور اس کی فرماں برداری کا مجسمہ ہیں...... اور ان سے احکام الٰہی کی نافرمانی ہو ہی نہیں سکتی، ارشاد ہے:

عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ (التحریم،۶۶/۶)۔ اس (دوزخ) پر ایسے طاقت اور سخت فرشتے (مامور) ہیں، جو اللہ تعالی کے حکم کے خلاف ورزی نہیں کرتے۔

اور نبی کریم ﷺ نے حدیث جبریلؑ میں...... ایمان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا:

ان تؤمن باللہ وملائکتہ...... (البخاری) یہ کہ تو اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ پر ایمان رکھے۔

فرشتوں کی تخلیق اللہ تعالی نے نور سے کی ہے، یہ پاکیزہ روحانی مخلوق ہیں...... انہیں نہ تو کھانے کی ضرورت پیش آتی ہے نہ پینے کی اور نہ ہی دوسری حوائج بشریہ کی، فرشتوں کو خالی آنکھ سے نہیں دیکھا جاسکتا، انسانوں میں روزی کی تقسیم، انسانی جسم میں روح کی منتقلی ان کو نکالنے، انبیاء علیہم السلام تک وحی پہنچانے، ان کی مدد کرنے...... قیامت کے دن صور پھونکنے اور جنت اور دوزخ کی رکھوالی وغیرہ کی ذمہ داریاں اور امور ان سے متعلق ہیں۔

(۵) عقیدہ آخرت

اس طرح آخرت یعنی قیامت (حساب وکتاب، جزاوسزا اور جنت دوزخ) پر

Marfat.com

ایمان رکھنا بھی ضروری ہے، قرآن کریم میں جگہ جگہ آخرت پر ایمان لانے کا ذکر کیا گیا ہے ......سورۃ البقرۃ میں ہے:

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (البقرۃ،۲/۴)۔ اور وہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک مقررہ دن کے آنے پر۔ تمام لوگوں کو زندہ کیا جائے گا......اور اللہ تعالیٰ اس دن سب سے حساب و کتاب لے گا......اور لوگوں کے مابین انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا اور ان کے اعمال کے مطابق یا تو انہیں دوزخ میں یا جنت میں ٹھکانہ دیا جائے گا۔ آخرت کا یہ عقیدہ ان عقائد میں سے ایک ہے جن پر دنیا کے تمام مذاہب متفق ہیں......البتہ......اس کو بیان کرنے کے انداز مختلف ہیں، تاہم جتنی تفصیل اور باریک بینی سے اسلام نے اس عقیدے کو بیان کیا اس کی کوئی اور مثال موجود نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے حدیث جبریل میں فرمایا تھا: ''ان تؤمن بالله...... واليوم الآخر، (البخاری،۱/۱۲، حدیث ۵۰) یعنی یہ کہ تو آخرت پر ایمان رکھے۔

عقیدہ آخرت کا تعلق بھی......عقیدہ توحید کے ساتھ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک اور بے حد انصاف پسند ہے، اس کی انصاف پسندی کا یہ تقاضا ہے کہ اس نے ایک ایسا دن پیدا کیا، کہ اس دن ہر شخص سے انصاف کیا جائے گا، حتیٰ کہ......ایک روایت کی رُو سے اگر کسی بکری نے دوسری بکری کو سینگ مارا ہوگا، تو اس کا بدلہ بھی قیامت کے دن دلایا جائے گا۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں عقیدہ آخرت پر بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۶) عقیدہ تقدیر (تقدیر پر ایمان رکھنا)

قرآن کریم کی رو سے اللہ تعالیٰ نے...... ہر انسان کے ساتھ اچھی اور بری تقدیر بھی پیدا کی ہے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ہر اچھائی یا برائی اللہ کی طرف سے آتی ہے، اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، قرآن کریم میں ہے:

Marfat.com

وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (النساء،۴/۷۸)۔ اور ان لوگوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

تقدیر سے مراد...... اللہ تعالی کا پیشگی علم ہے، جو انسان کے ماضی، حال اور مستقبل کو محیط ہے، مگر تقدیر پر ایمان رکھنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان کو اللہ تعالی نے پابند اور مجبور کر دیا ہے...... اور اس سے عمل کی آزادی چھین لی ہے۔ انسان کو اللہ تعالی نے عمل کی آزادی عطا کی ہے اور اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی، تاہم اللہ تعالی کا علم اور اس کی قدرت ہر ایک شے کو محیط ہے۔

☆..............................☆

Marfat.com

باب دہم:

خلاصۂ مباحث اور زندگی سنوارنے کی چند تجاویز

''اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسولؐ کی'' ایک نعرہ ہی نہیں، بلکہ ایک ایسا کامل اور وجد آفریں جذبہ ہے کہ اس کی بکھری ہوئی روشنی اور اس کی پھیلائی ہوئی خوشبو سے زندگی کا سفر کامیابی سے طے کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں بنیادی باتوں کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے بڑی، سب سے زیادہ طاقت ور، سب سے زیادہ مہربان اور سب سے زیادہ رحیم و شفیق ہے۔ اسی نے یہ حسین و جمیل کائنات پیدا کی اور اُسے رنگوں، پھولوں اور زندگی کی رونقوں سے سجایا۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے اسی کی توحید اور اسی پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا اور وحدہ لاشریک ہے، کوئی اس کا شریک اور اس کا ہم سر یا اس کا بیٹا یا بیٹی نہیں ہے، جو کچھ ملتا ہے اسی کے حکم سے ملتا ہے اور جو نہیں ملتا وہ بھی اسی کے حکم سے نہیں ملتا۔ اسی کی ذات پر ایمان اور یقین رکھنا، اسی کی عبادت کرنا، اسی کے نام پر صدقہ و خیرات کرنا، اسی کو مشکلات میں پکارنا اور اسی سے حاجتیں اور مرادیں مانگنا مومن کی پہچان ہے۔

(۲) کسی بھی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا، جب تک وہ آنکھیں بند کرکے یا غیر مشروط طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اتباع نہ کرے، لہٰذا ہر مسلمان پر یہ بات فرض ہے کہ وہ اپنے عقیدے کو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے بالاتر ہو کر رکھے، اسلام عقیدے اور رائے کی آزادی دیتا ہے اور مذہب کے سلسلے میں کسی بھی قسم

Marfat.com

کے جبر و اکراہ کا قائل نہیں۔

(۳) انسان (مرد و عورت) اس زمین میں اللہ تعالیٰ کی سب سے برتر اور سب سے اشرف و محترم مخلوق ہے جسے اُس نے باقی مخلوق میں بہتر ذہنی اور فکری صلاحیتیں اور عمل کی عمدہ ترین اہلیتیں عطا فرما کر برتری عطا فرمائی ......کوئی عورت یا مرد محض اپنی نسل یا قوم یا اپنی ذات کی بنا پر نہ تو قابل تعریف ہے اور نہ ہی قابل مذمت انسان کی سعادت اور بھلائی کا مدار اس کے ذاتی اعمال، خوف خداوندی، محنت اور جدوجہد پر ہے۔

(۴) ہر شخص پیدائشی طور پر مسلمان ہی پیدا ہوتا ہے، پھر حالات، ماحول یا اس کے ماں باپ اس کے عقیدے اور ایمان میں بگاڑ پیدا کر دیتے ہیں، اسی طرح انسان کا ماحول، اس کی بہتر تربیت اور خود اس کی طرف سے اپنی صلاحیتوں کا بہتر استعمال اُسے بہترین مسلمان بنا دیتا ہے۔ ہر انسان پیدائشی طور پر گناہوں سے پاک اور معصوم پیدا ہوتا ہے اور جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے، اس وقت تک وہ ایسے ہی معصوم اور پاک رہتا ہے اور عقل و بلوغ ملنے پر...... اس کے اعمال ذمہ داری کے کٹہرے میں لائے جاتے ہیں اور اُسے اپنے تمام اعمال کا حساب و کتاب دینا ہوتا ہے ......کوئی گناہ انسان کو وراثت میں ملتا ہے اور نہ ہی ...... اس سے آگے اس کی اولاد کو منتقل ہوتا ہے، حضرت آدم علیہ السّلام سے خطا (بھول) ہوئی، مگر انہوں نے اس پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لی، تو باری تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ واضح کیا ہے کہ ''تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں'' لہٰذا اسلام میں ذات اور برادری کا تصور محض ایک دوسرے کی شناخت اور پہچان کے لیے ہے۔ اس کی بنیاد کسی قوم یا قبیلے یا خاندان کی برتری یا افضلیت کے تصور پر نہیں ہے، تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے، حدیث نبوی کی رُو سے

Marfat.com

جس نے بھی اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر جانا اس نے تکبر کیا اور تکبر کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا، جو جنت سے سیکڑوں میل کے فاصلے سے محسوس کی جا سکے گی، کسی کلمہ گو کو کافر کہنا یا اس پر کفر کا الزام لگانا سخت گناہ ہے اور اس کو مارنے کے لیے حملہ کرنا باعث کفر ہے اور مسلمان کا قتل سخت ترین گناہ ہے۔ ایسا شخص ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ خودکشی اور مسلمانوں پر خودکش حملہ حرام ہے، ایسے شخص کا جنازہ پڑھنا اور اس کے لیے دعاے مغفرت کرنا بھی جائز نہیں ہے.

(۵) ہم ایک ایسے زمانے اور حالات میں زندگی گزار رہے ہیں، جہاں دینی اور اخلاقی اعتبار سے برائی کا غلبہ ہے اور لوگوں کی اکثریت بدراہ ہے اور وہ اسی کو بہتر نظامِ زندگی سمجھ رہے ہیں اور یہ لوگ اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کو گمراہ اور بدراہ قرار دیتے ہیں اور انہیں مارنے اور ختم کرنے کے درپے ہیں۔ برائی کرنا آسان اور نیکی کرنا اور اس پر قائم رہنا مشکل ہے، ایسے حالات میں نہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام واپس لیے، نہ ہی انبیا اور رسولوں کی بعثت کا مقصد ختم ہوا، البتہ نیکی اور استقامت پر اجر و ثواب بڑھا دیا گیا ہے اور کم نیکی پر زیادہ اجر عطا کیے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے، لہٰذا ایسے حالات میں شکستہ دل اور مایوس ہو جانا درست نہیں ہے، بلکہ دیا سے دیا جلانے کی کوشش جاری رکھنی چاہیے.

(۶) ہر مسلمان کا اس بات پر پختہ یقین ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا آخری ''کلام'' ہے جسے اُس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے فرشتے حضرت جبریل امین کے ذریعے نازل فرمایا۔ جبریل امین اُسے مختلف موقعوں کی مناسبت سے، حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا کر کے آپؐ پر اتارتے رہے، جس کا مقصد مسلمانوں کو حوصلہ دینا، موقع و عمل کی مناسبت سے سوالات کا جواب دینا، مسلمانوں کے

Marfat.com

باہمی معاملات کو حل کرنا اور مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی کو یقینی بنانا تھا۔ قرآن کریم عربی میں اترا اور ابھی تک اسی شکل وصورت میں محفوظ ہے، اُسے لاکھوں انسان...... منہ زبانی یاد کرتے ہیں، قرآن کریم اور سنت نبویہ (افعال و اقوال نبوی اور آپ کے سامنے کیے گئے ایسے افعال جن پر آپ نے خاموشی اختیار کی) ایک ہی منبع سے نکلنے والے دو عظیم سرچشمے ہیں...... دونوں میں فرق یہ ہے کہ قرآن کے معانی اور الفاظ دونوں اللہ کے ہیں اور سنت نبوی کے افکار تو اللہ تعالیٰ کے ہیں، مگر الفاظ و کلمات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ بہرحال یہ دونوں ہی اسلام کے اولین اور بنیادی مآخذ و مصدر ہیں اور ہر مسلمان کو ان کی اتباع کرنی چاہئے۔

(۷) قرآن کریم کے سیکڑوں مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا ہے اور اس بات کو واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام (Commands) عطا کیے ہیں، وہ زمان ومکان کی قید سے ماوراء ہیں اور کوئی ایک فرد یا سب مل کر اُن میں کوئی رد و بدل کرسکتا ہے اور نہ ہی ان میں کوئی ترمیم واضافہ کرسکتا ہے۔

(۸) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جن صحابہ کرامؓ نے دین کی نشر واشاعت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو ہم تک پہنچانے میں جان و مال کی قربانیاں دیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جان نثاری، فدائیت اور وفاداری کا حق ادا کیا، یہ تمام بزرگ ہماری طرف سے بے حد شکریے کے مستحق ہیں، ان سب بزرگوں کا ادب کرنا، ان کی تعظیم ملحوظ رکھنا، اور ان کے بارے میں کلمۂ خیر کہنا،...... بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے، ان میں خلفائے راشدین (حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ) کا درجہ اور مقام دوسرے صحابہ کرام سے بڑھ کر ہے، پھر عشرہ

Marfat.com

مبشرہ (جن دس خوش نصیب صحابہ کرام کو نام بنام جنت کی بشارت ملی)، بدرریین (بدر میں شریک صحابہ)، احدیین (غزوۂ احد میں شامل صحابہ)، خندقیین (غزوۂ خندق، ۵ھ میں شریک صحابہ کرام) اور پھر فتح مکہ میں شریک صحابہ کا مقام آتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ صحابی ہماری طرف سے شکریے، محبت اور تعظیم کا مستحق ہے، جس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان کے ساتھ دیکھا اور آپ کی معیت میں کچھ وقت گزارا۔ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کی شان میں گستاخی بھی بندے کو دولت ایمان سے محروم کرسکتی ہے.

(۹) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اہل بیت بشمول آپ کی تمام ازواج مطہرات، آپؐ کی چاروں صاحبزادیاں' آپ کے تینوں صاحبزادے (دو حضرت خدیجہؓ سے اور ایک حضرت ماریہ قبطیہؓ) سے، آپ کے تینوں داماد (حضرت عثمانؓ، حضرت ابوالعاصؓ اور حضرت علیؓ)، آپ کی ددھیال اور ننھیال کے تمام بزرگ، آپ کی صاحبزادیوں کی اولاد...... خصوصاً حضرت فاطمۃ الزھرا کی اولاد، (حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت محسنؓ، حضرت زینبؓ اور حضرت ام کلثومؓ) ہمارے لیے بے حد قابل احترام اور لائق تعظیم ہیں، ان بزرگوں کا احترام، اللہ کے نبی کا احترام ہے اور اللہ کے نبی کا احترام اللہ کا احترام ہے اور ان کی گستاخی اللہ کے نبی کی گستاخی ہے...... اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے.

(۱۰) قرآن وسنۃ کی توضیح وتشریح اور اسے اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں علما اور ائمہ کرام کو مبعوث فرمایا، جنہوں نے اپنے اپنے انداز میں اپنے زمانے اور اپنے دور کی ضرورتوں کے مطابق قرآن وسنۃ کی توضیح وتشریح کی 'ان ائمہ کرام سے فقہی مسالک کی بنیاد پڑی۔ ان ائمہ کرام نے چونکہ قرآن وسنۃ میں توضیح وتشریح کی، اس لیے ان ائمہ کی حیثیت محض شارح اور وضاحت کنندہ کی ہے اور

Marfat.com

مسلمانوں کے نزدیک حقیقی سپریم لاء ''قرآن وسنۃ'' ہی ہے، تمام ائمہ نے بھی لہذا تمام ائمہ کرامؒ کا ادب واحترام ضروری ہے، البتہ اطاعت صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ضروری ہے اسی پر زور دیا ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ نے بے شمار انبیاء علیہم السّلام دنیا میں اپنی توحید کا پیغام پہنچانے اور لوگوں کو نیکی کی طرف بلانے کے لیے بھیجے، جن کی تعداد کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، سب سے آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ زمانی اعتبار سے سب کے بعد میں آئے، مگر درجہ اور رتبے کے اعتبار سے تمام نبیوں سے بڑھ کر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا پاکیزہ اور مقدس کلام نازل فرمایا اور آپ نے اس کے ذریعے لوگوں کی رہنمائی فرمائی اور رسالت کا حق ادا کیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول ماننا، معصوم اور اللہ کا آخری نبی سمجھنا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت اور احکام کو غیر مشروط طور پر تسلیم کرنا، ہر مسلمان کی اساسی ذمہ داری ہے۔

(۱۲) ہمارے بزرگوں نے احادیث نبویہ کی حفاظت کے لیے بڑا کام کیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ پوری تحقیق اور پوری چھان بین کے بعد مختلف مجموعوں میں جمع کردی ہیں، جن میں سے حدیث کے چھ مجموعے یعنی ''صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی کی صحت اور ان کی عمدگی پر امت کا اجماع ہے جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے، ان مجموعوں میں شامل احادیث مبارکہ پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دین کو بے حد آسان بنایا ہے، پھر بھی اگر کسی مسئلے کے متعلق کوئی شک یا شبہ ہو، تو اُسے از خود حل کرنے کے بجائے، اس کے متعلق کسی مستند اور معتبر عالم دین کی طرف رجوع کرنا چاہیے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے اور یہی صحابہ کرام،

Marfat.com

تابعین اور دوسرے بزرگوں کا طریقہ رہا ہے۔

(۱۲) ''پیر'' فارسی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ''بزرگ'' یا ''شیخ'' یا ''مرشد'' (رہنما) کے ہیں..... اور امت کے اصلی اور حقیقی رہنما یا مرشد تو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جبکہ ''پیر'' یا ''مرشد'' (شیخ) کا کام اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ حکم یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو اپنا رہنما یا مرشد مانو، جسے دیکھ کر اور جس کے پاس بیٹھ کر خدا یاد آتا ہو اور جو اپنے علم اور عمل کی بنا پر لوگوں کی رہنمائی کر سکے...... ''پیری'' یا شیخیت کا سلسلہ موروثی نہیں ہوتا، بلکہ محض متعلقہ فرد کی اہلیت اور صلاحیت کی بنا پر ہوتا ہے اور پیری مریدی کا مقصد دین کے بارے میں رہنمائی لینا ہے، دنیوی کاموں کے لیے تعویذ دھاگے لینا یا ان سے مختلف دنیوی کاموں کے لیے عمل یا چلہ کشی کروانا جائز نہیں ہے، علاوہ ازیں اس طرح کے کام کرنے والے زیادہ تر لوگ جادوگر ہوتے ہیں اور کالے علم کے ذریعے یا غلط کاموں کے لیے جادو اور ٹونے ٹوٹکے کر کے لوگوں کا دین بھی خراب کرتے ہیں اور ان کی آخرت بھی تباہ کرتے ہیں.... اور جو شخص خود گمراہ ہو وہ کسی دوسرے مسلمان کی رہنمائی کیا کرے گا؟

(۱۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرحوم دوستوں اور رشتہ داروں کی قبروں پر دعائے مغفرت کرنے کے لیے خود بھی تشریف لے جاتے تھے، اور آپؐ نے امت کو بھی اسی بات کی ہدایت کی ہے کہ وہ بھی اپنے والدین، اپنے رشتہ داروں، اپنے اساتذہ اور اپنے شیوخ، یا دوسرے بزرگوں اور اولیائے کرام کے مزارات پر عبرت و نصیحت حاصل کرنے اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے اور ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کرنے کے لیے جایا کریں، لہٰذا کسی بھی بزرگ یا کے مزار پر جا کر براہِ راست اس سے دعا کرنا، اس سے مدد مانگنا یا اس کے نام کی دہائی دینا قطعاً درست نہیں ہے اسی

Marfat.com

طرح کسی بزرگ یا کی قبر پر جا کر سجدہ کرنا، خواہ وہ تعظیمی ہی ہو، جائز ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ الانبیاء میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور ولیوں کو بھی جب کوئی مشکل پیش آتی تھی، وہ اللہ تعالیٰ ہی سے دعا مانگا کرتے تھے، لہٰذا ہر مسلمان کو بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مدد اور دعا مانگنا چاہیے۔

(۱۵) جس شخص یا ادارے یا جماعت سے آپ وابستہ ہونا چاہتے ہیں، پہلے اس کے متعلق اور اس کے سربراہ کے متعلق اچھی طرح تحقیق کرلیں؟ کہ اس کے اصلی عزائم اور ارادے کیا ہیں؟ اس کا حقیقی ایجنڈا کیا ہے؟ اس کے اعوان وانصار اور مدد کرنے والے کیسے لوگ ہیں اور پھر اس کے متعلق کسی معتبر اور مستند عالم دین سے مشورہ بھی کر لیجئے۔ ہو سکے تو استخارہ بھی کر لیجئے، پھر اگر دل مطمئن ہو تو اس کے ساتھ مل کر کام کرنے میں حرج نہیں ہے، ورنہ اپنے ایمان اور عقیدے کی حفاظت کے لیے اس سے الگ رہنے ہی میں بھلائی اور عافیت ہے.

(۱۶) زندگی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، یہ صرف ایک مرتبہ ملتی ہے اور اسی زندگی پر اگلی زندگی کا دارومدار ہے، لہٰذا اُسے فضول کاموں یا کسی نصب العین کے بغیر گنوا دینا بہت بڑے نقصان کی بات ہے، ہر انسان کو زندگی کا کوئی نہ کوئی نصب العین رکھنا چاہیے۔ یہ نصب العین اعلیٰ ترین مقاصد سے متعلق ہونا چاہیے، جیسے کہ ''دنیا و آخرت میں کامیابی کا حصول''، اللہ تعالیٰ کے دوسرے بندوں کی امداد و اعانت، دوسروں کے لیے جینا، معذوروں، بیوگان اور یتیموں کی امداد و اعانت، تعلیم خصوصاً دینی تعلیم کی نشر اشاعت، دین الٰہی کی سربلندی، مسلمانوں کے دلوں سے شکوک و شبہات کا ازالہ، غیر تعلیم یافتہ لوگوں کی تعلیم و تربیت اور دین اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت دینا وغیرہ۔ اس سے زندگی میں ایک نظم و نسق اور حسن و جمال پیدا ہوگا اور

Marfat.com

انسان کو جینے کا مزہ اور لطف آئے گا۔

(۱۷) حصول علم کی کوشش کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اسلام میں دینی علم کے لیے کوئی وقت، عمر کا کوئی حصہ متعین نہیں ہے اور علم کا میدان ہر شخص کے لیے کھلا ہے، البتہ ہر مسلمان کا علم قرآن وسنۃ پر مبنی ہونا چاہیے، پھر اسلام نے مرد اور عورت دونوں ہی کو ''طلب علم'' کا حکم دیا ہے، البتہ دونوں کے لیے اس کے معیارات مختلف ہیں،...... عہد حاضر میں بہت سے لوگ یہ غلط فہمی پھیلا رہے ہیں کہ اسلام عورت کے کردار کو محدود رکھنا چاہتا ہے، لیکن جیسا کہ اس امر کا ایک پورے باب میں جائزہ لیا گیا ہے، یہ الزام درست نہیں ہے، اسلام میں عورت کو زندگی کے ہر شعبے میں اس کی مخصوص صنفی ذمہ داریوں اور نزاکتوں کے ساتھ آگے بڑھنے کی آزادی دی گئی ہے، البتہ یہ آزادی بے حدود اور بے لگام نہیں ہے۔

(۱۸) آج کے دور میں جو لوگ حقیقی اسلام پر عمل کرتے ہیں، انہیں کچھ مشکلات کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے، دنیا کے مختلف خطوں میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان شدید ذہنی دباؤ اور شدید ظلم وستم کے تحت زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ وہ اور ان کے خاندان قتل اور آبروریزی سمیت بے حد شدید مظالم کا شکار ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ اسلام پر ثابت قدم ہیں، لہٰذا اگر عزم مصمم اور جذبۂ صادق ہو، تو مسلمان ان تمام مشکلات پر قابو پالیتا ہے اور وہ ایک قابل رشک زندگی کا نمونہ چھوڑتا ہے۔

اللہ کا یہ دین ضرور منتہائے کمال پر پہنچے گا اور اسلام کے سورج کو یقیناً دنیا پر عروج اور غلبہ حاصل ہوگا۔

هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًا ...... (الفتح، ۴۷) (وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور

Marfat.com

دین حق کے ساتھ بھیجا، تاکہ وہ آپ کے دین کو تمام دنیا پر غالب کردے اور اللہ گواہ کے طور پر کافی ہے)

(۱۹) قرآن کریم میں بتایا گیا ہے، کہ شیطان سے گناہ سرزد ہوا، مگر وہ اپنے گناہ پر اکڑ گیا، اللہ تعالیٰ نے اسے ''مردود'' (راندۂ درگاہ) قرار دے دیا، مگر آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی، انہوں نے اللہ کی طرف رجوع کر لیا یعنی ندامت کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا...... انسان میں اور شیطان میں یہی فرق ہے...... ہر انسان خطا کا پتلا ہے، اس سے غلطی اور گناہ کا ہونا خارج از امکان نہیں، مگر اللہ کے نیک بندے فوراً اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور اپنے گناہ پر معافی مانگ لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ضرور معاف فرما دے گا، ایک حدیث مبارکہ میں ہیں: ''تمام اولاد آدم خطا کار ہے اور بہترین خطا کار اللہ کے سامنے توبہ کرنے والے بندے ہیں'' قرآن کریم میں اظہار توبہ اور حصول بخشش کے لیے جامع دعا ان الفاظ میں سکھائی گئی ہے، کہ فرمایا

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف/۲۳)

اے ہمارے آقا بے شک ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم خسارہ پانے والے ہو جائیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جامع استغفار ہمیں یوں سکھایا ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ، فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ......

Marfat.com

(اے اللہ تو ہی میرا مالک ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور حتی المقدور تجھ سے کیے ہوئے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، اے اللہ جو کچھ میں نے کیا میں اُس کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں تیرے اپنے اوپر احسانات کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا معترف ہوں، پس تو میرے گناہ بخش دے، بے شک تیرے سوا کوئی بھی گناہ کو نہیں بخش سکتا)

(۲۰) روزانہ کچھ وقت اپنے لیے نکالیں۔اور روزانہ رات کو سونے سے قبل اپنے گذرے ہوے دن کے کاموں پر غور کریں اور یہ دیکھیں کہ آپ نے آج کیا پایا اور کیا کھویا ہے؟ کون سے اچھے کام کیے اور کون سے برے کام کیے؟...... برے کاموں پر پچھتاوا ہے یا نہیں، پچھتاوا ہے، تو کس قدر...... اور کیا آپ آئندہ بھی وہ غلط کام کرنا چاہیں گے؟ پختہ ارداہ کر کے اور اللہ سے معافی مانگ کر سو جائیں...... اور اگلے دن کے لیے اچھے کاموں کی تدبیر بنالیں...... چند دنوں میں ہی انشاء اللہ حالات بدلنے لگیں گے۔

(۲) اس کے علاوہ روزانہ استغفار، دوسرا، تیسرا اور چوتھا کلمہ اور درود شریف (ایک تعداد متعین کر کے) پڑھیں اور اپنے والدین، اساتذہ کرام اور اپنے دوست احباب اور متعلقین و متوسلین کے لیے دعا کریں۔اس سے روزی میں بھی برکت ہوگی۔ ایسے اوقات میں خصوصاً ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام ____________

Marfat.com